وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً
اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو
گُلزارِ تجوِیدِ و قِرأتُ
قاری گلزار احمد مدنی
فیضان مدینہ قرأت اکیڈمی
اسلام آباد
Marfat.com
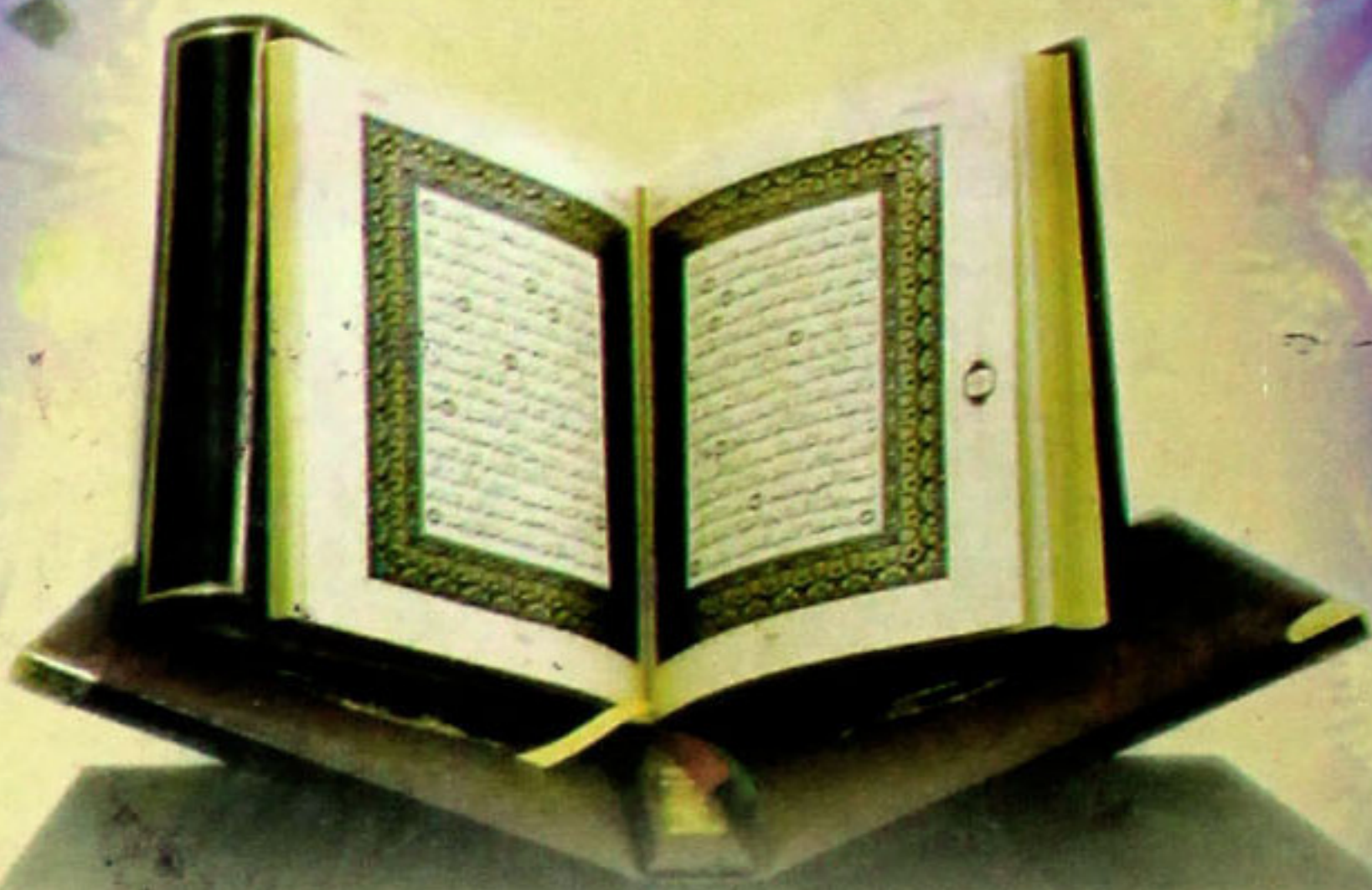
گُلزارِ تجوِیدِ وقِرَأت

مصنف

قاری گلزار احمد مدنی
فیصل مسجد۔ اسلام آباد

فیضان مدینہ قرأت اکیڈمی
اسلام آباد

نام کتاب : گُلزَارِ تجوِیْد و قِرَأت

مصنف : قاری گلزار احمد مدنی

ٹائٹل : محمد طارق اعظم

کمپوزنگ : رحمٰن گرافکس

ناشر : فیضان مدینہ قرأت اکیڈمی اسلام آباد

پرنٹر : سگما پرنٹنگ پریس، اسلام آباد

قیمت : ۲۵۰/- روپے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پروگریسو بکس، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
Ph:042-7352795-7124354

پروگریسو بکس، فیصل مسجد، اسلام آباد
Ph:051-2254111 Email:millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو، 12-گنج بخش روڈ، لاہور 042-8452688

شمع بک ایجنسی، کشمیری بازار، راولپنڈی
051-5539828, 5770183, 0333-5156329

مدرسہ عبدالرؤف فیضان مدینہ قرأت اکیڈمی، محلہ چوہدریاں بھارہ کہو، اسلام آباد

جامع مسجد صدیق اکبر، G-9/2 نزد جہانگیر مارکیٹ اسلام آباد
0300-5124259, 0333-5392912

فہرست

زبان کے مخارج دس ہیں

مخرج نمبر ۱/۴

مخرج نمبر ۲/۵

مخرج نمبر ۳/۶

دانتوں کے نام

ثنایا

رباعیات

انیاب

ضواحک

طواحن

نواجذ

نطع

لسان کے مختلف حصّوں کے نام

اقصیٰ لسان

وسط لسان

حافۂ لسان

ادنیٰ حافہ

طرف لسان

رأس لسان

مخرج نمبر ۴/۷

انتساب

میں اپنی اس چھوٹی سی کوشش کا انتساب معلم انسانیت اپنے محبوب آقا صاحبِ قرآن اور سب جہانوں کی جان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتا ہوں جن کے فیض کرم سے بندہ ناچیز اس قابل ہوا کہ چند الفاظ لکھ سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بعد تمام بزرگانِ دین علماء، فقراء، فقہاء اور بالخصوص قراء عظام اپنے مشائخ کرام اساتذہ کرام اور بالخصوص اساتذہ فنِ تجوید و قرأت کی طرف کرتا ہوں کہ جن کی محنت اور راہنمائی سے میں خادمِ قرآن بنا بالخصوص استاذ القرا قاری علی اکبر نعیمی صاحب قاری محمد ایوب صاحب، قاری محمد رفیق انجم صاحب، قاری خورشید علی علوی صاحب، قاری فضل محمود کاشف صاحب، قاری منظور احمد نعیمی صاحب، اور مولانا محمد مہدی خان قادری صاحب، ان تمام اساتذہ کرام کے لیے درازئ عمر اور ترقی درجات کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز کی اس ادنیٰ سی کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرما۔ آمین۔

قاری گلزار احمد مدنی
فیصل مسجد۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

اَهْلُ الْقُرآنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَ خَاصَّتُهُ

اہل قرآن اللہ تعالیٰ کے اہل اور خاص بندے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کے مصداق وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ سچی وابستگی عطا فرمائی ہے جن کی زبان پر قرآن ہو، جن کے سینے میں قرآن ہو، جن کے فکر وعمل میں قرآن ہو۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

ایسے لوگ قرآن مجید کی خدمت کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں قرآنی علوم کے جس شعبے سے بھی ان کا تعلق ہو اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اسی کے دامن میں دن رات بسر کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

ہمارے برادر مکرم قاری گلزار احمد مدنی صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے خدمتِ قرآن کے لیے اپنے اُن خاص بندوں میں چنا ہے اس بات کی تائید ان کی گراں قدر تصنیف گلزار تجوید ہے اس کتاب کے جن پہلوؤں کو دیکھنے کی مجھے سعادت حاصل ہوئی وہ طلبہ کے لیے انتہائی آسان اور مفید جبکہ عامۃ الناس کے فہم کے بالکل قریب ہیں۔ اس سے قبل محترم قاری صاحب کی انگریزی میں تجوید کی

The Treasure of Tajweed کتاب ایک منفرد کارنامہ اور انگریزی اصلاحات استعمال کرنے والے قارئین پر بھاری احسان ہے یہ کتاب قبول عام حاصل کر کے کم وبیش ہزاروں محبان قرآن کو سیراب کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش جمیلہ کو بھی شرف قبولیت سے نواز کر قارئین کے لیے مفید اور نافع بنائے اور محترم قاری صاحب کے لیے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

قاری محمد ضیاء الرحمٰن (عفی عنہ)
نائب امام فیصل مسجد اسلام آباد

۱۰/اپریل ۲۰۱۱ء

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں جس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اطہر پر قرآن نازل فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرآن (کون رحمٰن) وہ رحمٰن جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور کیونکہ قرآن میں مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے علوم ہیں اور وہ سب علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے لاکھوں، کروڑوں درود وسلام ہوں ہمارے آقا ومولا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کہ جن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا اور اُسی ہستی کے توسل سے ہمیں قرآن عطا فرمایا اور اسی معلم انسانیت کے توسل سے اللہ تعالیٰ نے امت کے علماء، فضلاء، اولیاء کو علوم القرآن سے سرفراز فرمایا اور چودہ سو سال سے آپ کا علمی اور روحانی فیض جاری وساری ہے اور لاتعداد مومنوں کے سینوں کو منور کر رہا ہے اور صبح قیامت تک جاری وساری رہے گا اللہ تعالیٰ نے اس مقدس کتاب قرآنِ کریم سے قبل بھی دیگر انبیا پر کتابیں نازل فرمائیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں میں تحریف کر دی گئی یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں میں سے کوئی کتاب آج اصلی حالت میں موجود نہیں۔ مگر قرآن پاک کو یہ شرف عطا فرمایا گیا کہ قرآن جیسے نازل فرمایا گیا ہے ویسے ہی

آج موجود ہے اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ O

بے شک ہم خود اس قرآن کے نازل فرمانے والے ہیں اور خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس قرآن کی حفاظت اس طرح اللہ نے فرمائی کہ ہر مسلمان مرد عورت کے لیے اس کا پڑھنا حفظ کرنا اور سمجھنا آسان فرما دیا اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اکثر صحابہ قرآن کے حافظ تھے اور قرآن کو خوبصورت لب و لہجہ اور تجوید کے ساتھ تلاوت کرنا ان کا معمول تھا بعض صحابہ تو تلاوت قرآن کی وجہ سے بہت مشہور تھے یہ وہ خوش نصیب جماعت تھی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست قرآن سیکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہزاروں مرد و خواتین قرآن پاک حفظ فرما چکے تھے اور یہ سلسلہ مختلف ادوار میں جاری رہا اور مشکل سے مشکل حالات میں بندگان خدا اس پاک کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ فرماتے رہے اور آج بھی محفوظ فرما رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج کے پرفتن دور میں بھی لاکھوں کی تعداد میں حفاظ اور قراء دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں قرآن کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کے حروف اور کلمات کی صحیح قرأت کی بھی حفاظت فرمائی اور وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تلاوت پر عمل کرتے ہوئے لاکھوں خوش نصیبوں نے قرآن صحیح پڑھنے کے فن کو سیکھا اور اس کو کتابی صورت میں مدون بھی کیا حضرت امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا

شمار فن تجوید وقرأت کے اولین مدونین میں ہوتا ہے آپ جنت البقیع میں دفن ہیں ان کے بعد اس فن کی اشاعت وترویج میں بے شمار ہستیوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور آج تک کئی خوش نصیب اس فن کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے ہوئے ہیں اور آج الحمد للہ فن تجوید وقرأت پر مختلف زبانوں میں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں کوشش کی گئی ہے کہ مسائل تجوید کو نہایت آسان پیرائے میں پیش کیا جائے اور مختلف انداز سے مثالیں دے کر مسائل کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اس سے پہلے فن تجوید پر انگریزی میں The Treasure of Tajweed کتاب لکھی ہے جس کو اندرون و بیرون ملک بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

علم تجوید کے مُحبین کے بھرپور اصرار پر اردو زبان میں یہ کتاب شائقین تجویدوقرأت کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جس میں اپنے تجربات کی روشنی میں انتہائی آسان انداز میں مسائل تجوید بیان کیے گئے ہیں تاکہ عام لوگ بھی اس کتاب کو سمجھ کر قواعد تجوید کے مطابق قرآن کی تلاوت کر سکیں اس کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے مگر ضروری مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے ارادہ تھا کہ تین چار سو صفحات پر مشتمل کتاب ہو مگر طلباء تجوید کا خیال کرتے ہوئے اس ارادے کو موخر کر دیا تاکہ کتاب ان کی قوت خرید سے باہر نہ ہو۔ ان تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ جو اس کتاب سے استفادہ کریں وہ میرے والدین، اساتذہ کرام، مشائخ عظام اور میرے لیے حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں اس موقع پر میں اپنے عزیز بھائی جناب جواد رسول صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ وہ اس عظیم کام میں میری مدد فرماتے رہے اور اپنے قیمتی مشوروں

سے نوازا ان کے لیے دعا فرمائیں کہ رب العالمین انہیں دین دنیا کی کامیابیاں عطا فرمائے اس مبارک موقع پر جناب حاجی راجہ محمد رؤف صاحب، حاجی راجہ محمد رفیق صاحب، انگلیڈ والے اور حاجی راجہ محمد صدیق انگلینڈ والے خصوصی شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں کہ جن کے تعاون سے قرأت اکیڈمی کا کام مکمل ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے والدین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ وہ تحریک تحفظ تجوید وقرآت کے ساتھ وابستہ ہو کر قرآن کے خادم بن جائیں اور اس فن کی ترویج و اشاعت کے لیے دن رات کام کریں۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر میری دنیا و آخرت بہتر فرمائے اور قیامت کے روز قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

قاری گلزار احمد مدنی

فیصل مسجد اسلام آباد

اہمیت وضرورتِ تجوید

علمِ تجوید کے مبادی: کسی علم وفن کے شروع کرنے سے پہلے بطور مقدمہ جن چیزوں کا جان لینا ضروری ہوتا ہے مثلاً اس علم کی تعریف اُس کا موضوع اس کی غرض و غایت اس کا ثمرہ اور اس کا حکم وغیرہ ان چیزوں کو مبادی کہتے ہیں۔

تجوید کے لغوی اور اصطلاحی معنی: تجوید کے لغوی اَلْاِتْیَانُ بِالْجَیِّدِ یعنی کسی کام کے عمدہ کرنے اور سنوارنے کے ہیں اور مجودین کی اصطلاح (بول چال) میں تجوید کی تعریف ان لفظوں میں بیان کی جاتی ہے۔

هُوَ اَدَآءُ ﷺ مِّنْ مَّخَارِ جِهَالْخَاصَّةِ لَهاُ مَعْ جَمِيعِ صِفَا تِهَا الَّلازِمَةِ وَالْعَارِضَةِ بِسُهُوْلَةٍ وَّبِغَيْرِ كُلْفَةٍ

یعنی حرفوں کو ان کے مخارج مقررہ سے مع جمیع صفات لازمہ اور عارضہ کے بغیر کسی تکلف کے آسانی کے ساتھ ادا کرنا آسکے۔

علمِ تجوید کی تعریف: هُوَ عِلْمٌ يُّبْحَثُ فِيْهِ عَنْ مَّخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَ صِفَاتِهَا ۔ یعنی علمِ تجوید اس علم کا نام ہے جس میں حروف کے مخارج اور ان کی صفات سے بحث کی جاتی ہے۔

علم تجوید کا موضوع: علمِ تجوید کا موضوع حروف تہجی یعنی الف سے یا تک کے انتیس حروف ہیں کہ انہیں سے قرآن مجید مرکب ہے اور موضوع کسی علم کا وہ ہوتا ہے۔ جس کے متعلق اس علم میں بحث کی جاتی ہے چنانچہ علم تجوید میں انہی حروف ہجا کے مخارج و صفات بیان کیے جاتے ہیں اور انہی کی کیفیت ادا سے بحث کی جاتی ہے اور ان حروف کو تہجی یا حروف ہجا اس لیے کہتے ہیں کہ ان سے ھجے کیے جاتے ہیں۔

علم تجوید کی غرض و غایت: علم تجوید کے حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف وکلمات کی اس ادا اور تلفظ پر قدرت حاصل ہو جائے جو آنحضرتؐ سے سیکھا اور حاصل کیا گیا ہے۔

علم تجوید کا ثمرہ: دونوں جہاں کی سعادت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کا ثمرہ ہے۔

کمالِ تجوید اور مجود کامل کون؟: کمال تجوید یہ ہے کہ قاری حروف قرآنیہ کو ان کے مخارج سے صفات کی رعایت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے تکلف کے ادا کرے یعنی اس کو حروف کو صحیح ادا کرنے میں مشکل پیش نہ آئے اور وہ بلا تکلف حروف کو نہایت لطافت اور عمدگی کے ساتھ ادا کرتا چلا جائے۔

علم تجوید کی فضیلت: علم تجوید تمام علوم سے اشرف اور افضل ہے کیونکہ اس کا تعلق تمام چیزوں سے اشرف چیز یعنی کلام اللہ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

تجوید اور علم تجوید کا حکم: قرآن وحدیث نیز اجماع امت کی رو سے تجوید کا علم حاصل کرنا اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنا واجب اور ضروری ہے اور اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

اور یہ اُسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھا جائے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کی تفسیر جَوِّدِ الْقُرْاٰنَ تَجْوِیْدًا سے ہی کی گئی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں یہ منقول ہے اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْف وَ مَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کا محل اور اس کا طریقہ پہچاننے کا اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

عَنْ زَیْدِ بِنْ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَاَالْقُرْاٰنُ کَمَا اُنْزِلَ

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے۔

اور یہ ظاہر ہی ہے کہ قرآن مجید کا نزول تجوید کے ساتھ ہوا ہے اس لیے کہ تجوید

سے مراد قرآن مجید کا عربی تلفظ اور اس کے حروف وکلمات کی وہ ادا ہے جس سے اس کا عربی میں کلامِ الٰہی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

غلط تلاوت کی ممانعت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَ اَصْوَاتِهَا کہ قرآن کو عربوں کے لب و لہجے کے مطابق پڑھو اور اور ان جیسی آوازوں میں پڑھو یہی مطلب ہے کہ تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کا لیکن اگر قرآن مجید کے حرفوں کو عربی تلفظ اور عربی آوازوں کے ساتھ ادا نہیں کیا جاتا مثلاً طا کی جگہ تا، ظاآ ذال کی جگہ زا صاد وثا کی جگہ سین حا کی جگہ ہا عین کی جگہ ہمزہ اور قاف کی جگہ کاف پڑھا جاتا ہے ایسے ہی اگر حروف مدہ میں مد نہیں کیا جاتا یا زبر زیر پیش کو اتنا کھینچ دیا جاتا ہے کہ اس سے حروف مدہ پیدا ہو جاتے ہیں یا حروف مشدد کو مخفف اور مخفف کو مشدد پڑھا جاتا ہے جس طرح عام لوگ پڑھتے ہیں تو اس سے قرآن مجید کا حسن تو درکنار یہ سرے سے عربی کلام ہی نہیں رہتا اور اس طرح کی تلاوت بجائے ثواب کے گناہ ہے چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہیں:

رُبَّ قَارِئٍ لِّلْقُرْآنِ وَ الْقُرْآنُ يَلْعَنُهٗ

ترجمہ: یعنی بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن اُلٹا ان پر لعنت کرتا ہے۔

علمائے مفسرین نے اس وعید کے مصداق تین قسم کے لوگ بتلائے ہیں (۱) بے عمل قاری (۲) اپنی رائے سے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کرنے والے (۳) قرآن مجید کو خلاف تجوید یعنی غلط پڑھنے والے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم

سے ہمیں ان تینوں قسم کی خرابیوں سے محفوظ رکھے۔

علما سلف کے نزدیک اہمیت وضرورت تجوید: اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بنا پر ائمہ اسلام اور فقہا اُمت نے بھی علم تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے چنانچہ ذیل میں چند ارشادات علماء فقہا کے درج کیے جاتے ہیں اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جائے گی کہ تجوید کے واجب ہونے پر امت کا بھی اجماع ہے اور علماءِ اُمت نے علم تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآنِ مجید پڑھنے کو انتہائی ضروری قرار دیا ہے۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ مقدمۃ الجزریہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ   مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

ترجمہ: علم تجوید کے موافق قرآن مجید پڑھنا نہایت ضروری ہے جو شخص قرآن شریف کو تجوید سے نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے۔

پھر اس کے بعد علامہ نے تجوید کے ضروری ہونے کی دلیل بھی خود ہی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّهٗ بِهٖ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا   وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

ترجمہ یعنی قرآن مجید کو تجوید کے موافق پڑھنا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور پھر وہ قرآن سے ہم تک بھی تجوید ہی کے ساتھ پہنچا ہے پس ہم پر بھی لازم ہے کہ اس علم کو حاصل کریں اور اس کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کریں۔

ملا علی قاری اَلْمِنَحُ الفِکْرِیہْ شَرْحَ مُقَدِّمۃُ الْجَزْرِیَّۃْ وَالْاَخْذُ کی شرح کے ضمن میں فرماتے ہیں (ترجمہ) قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا یعنی اس کے حرفوں کو ان کے مخارج اصلیہ سے نکالنا اور ان کی صفات کا ادا کرنا اور اس کے حروف و کلمات کو جملہ قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے پوری صحت لفظی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور ایک لازمی فریضہ ہے اور آگے چل کر فرماتے ہیں:

هٰذَا الْعِلْمُ لَا خِلَافَ فِیْ اَنَّہٗ فَرْضٌ کِفَایَۃٌ وَّالْعَمَلُ بِہٖ فَرْضٌ عَیْنٌ۔

یعنی اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ علم۔ تجوید کا حاصل کرنا فرض کفایہ اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنا فرض عین ہے علامہ جلال الدین سیوطیؒ الاتقان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں ترجمہ یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مسلمانوں پر قرآن کے معانی کا سمجھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ایک عبادت ہے اور یہ ان پر فرض قرار دیا گیا ہے اسی طرح ان پر قرآن کے الفاظ کا صحیح طور سے پڑھنا اور اس کے حروف کو اسی کیفیت پر ادا کرنا بھی لازم اور فرض ہے جس کیفیت پر ان حروف کا ادا کرنا علم قرأت کے اماموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل سند کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے علامہ شیخ محمد مکی نصر نہایت العقول المفید میں تحریر فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) بے شک اتفاق کیا ہے ساری امت نے تجوید کے واجب ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک اور اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا اور یہ اختلاف نہ کرنا بجائے خود اس کے ضروری ہونے

پر ایک نہایت قوی دلیل ہے فقہاء نے بھی قرآن مجید کو صحت لفظی اور تجوید کے واجب ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک اور اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا اور یہ اختلاف نہ کرنا بجائے خود اس کے ضروری ہونے پر ایک نہایت قوی دلیل ہے فقہا نے بھی قرآن مجید کو صحت لفظی اور تجوید کے ساتھ پڑھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم قرآنِ کریم کو تجوید و قرأت کے ساتھ پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر

قاری گلزار احمد مدنی

فیصل مسجد۔ اسلام آباد

احکام تعوذ وتسمیہ

عزیز طلباء آج ہم آپ کو تعوذ اور تسمیہ کے احکام کے متعلق بتائیں گے۔

تعوذ: اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کو کہتے ہیں اور۔

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو کہتے ہیں

تعوذ اور تسمیہ کے تین احکام ہیں ۱: ابتدائے تلاوت' ابتدائے سورت ۲: ابتدائے تلاوت درمیان سورت ۳: ابتدائے سورت درمیان تلاوت۔

۱: ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت تعوذ اور تسمیہ دونوں کا پڑھنا ضروری ہے۔

۲: ابتدائے تلاوت درمیان سورت تعوذ کا پڑھنا ضروری ہے۔ تسمیہ میں اختیار ہے۔

۳: ابتدائے سورت درمیان تلاوت تسمیہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ تعوذ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

نوٹ: تعوذ کا پڑھنا اس لیے ضروری ہے کہ اس کا حکم منجانب اللہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

ترجمہ: پس جب قرآن پڑھنا شروع کرے تو اللہ کی پناہ مانگ شیطان مردود سے۔

تعوذ اور تسمیہ کے پڑھنے کے طریقے

۱: فصل کل ۲: وصل کل ۳: فصل اول وصل ثانی ۴: وصل اوّل فصل ثانی۔

۱: فصل کل

تعوذ کو تسمیہ سے اور تسمیہ کو سورت سے جدا کر کے پڑھنا فصل کل کہلاتا ہے۔

۲: وصل کل

تعوذ کو تسمیہ سے اور تسمیہ کو سورت سے ملا کر سانس اور آواز توڑے بغیر پڑھنا وصل کل کہلاتا ہے۔

۳: فصل اول وصل ثانی

جب ایک سورت ختم ہو تو آواز اور سانس توڑ کر وقف کرنا اور پھر تسمیہ کو بغیر آواز اور سانس توڑے دوسری سورت سے ملا کر پڑھنا یہ طریقہ فصل اول وصل ثانی کہلاتا ہے۔

۴: وصل اول فصل ثانی

تلاوت کرتے ہوئے جب ایک سورت ختم ہو تو بغیر وقف کے اس کی آخری آیت کے ساتھ ملا کر تسمیہ پڑھنا پھر آواز اور سانس توڑ کر وقف کرنا اور اگلی سورت کی تلاوت شروع کرنا یہ طریقہ وصل اوّل فصل ثانی کہلاتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔

تعوذ کے مزید احکام

قرأت قرآن سے قبل استعاذہ ضروری ہے بعض ائمہ قرأت کے نزدیک استعاذہ واجب ہے اور اکثر کے نزدیک مستحب ہے۔ جمہور قراء کا مسلک یہ ہے کہ اعوذ پڑھنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا آدابِ قرآنی کے خلاف ہے۔ جیسا کہ امام فن علامہ جزریؒ فرماتے ہیں۔

ترجمہ اور مستحب جانا ہے اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کو استعاذہ کے الفاظ میں کمی زیادتی کرنا جائز ہے۔ استعاذہ کے جو کلمات احادیث سے ثابت و مروی ہیں انہیں اَعُوْذُ بِاللهِ میں اضافہ کر کے پڑھ سکتے ہیں جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور جو کلمات روایۃً ثابت نہیں وہ ناجائز اور غیر اولیٰ ہیں۔

(فائدہ) حضرت ابوعمرو حفص بن سلیمان کی روایت کے مطابق سورہ برائت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

مخارج حروف کا بیان

اس سبق میں ہم مخارج الحروف پر بحث کریں گے جو فن تجوید میں بہت اہمیت کے حامل ہیں حروف کی صحیح ادائیگی مخارج الحروف کو جانے بغیر ممکن نہیں ہے۔اس لیے اس سبق میں مخارج الحروف پر بحث کی جائے گی۔

مخرج کی لغوی تعریف۔

مخارج جمع ہے مخرج کی مخرج بروزن مَفْعَل اسمِ ظرف کا صیغہ ہے اور اس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ اصطلاح قراء میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

هُوَ صَوْتٌ يَّعْتَمِدُ عَلٰى مَخْرَجٍ مُّحَقَّقٍ اَوْ مُقَدَّرٍ

ترجمہ: یعنی حرف وہ آواز ہے جو کسی مخرج محقق یا مقدر پر معتمد ہو یعنی رک جائے۔

تعداد مخارج

انتیس حروف کے کل سترہ مخارج ہیں اور یہ تعداد امام الخلیل ابن احمد الفراہیدی کے نزدیک ہے اور اصول مخارج پانچ ہیں۔

۱: خلق ۲: لسان ۳: جوف فم ۴: شفتین ۵: خیشوم ان کو مخارج کی اجمالاً اقسام بھی کہا جاتا ہے۔

امام فن علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مخارج کی تعداد سترہ ہے آپ اپنے مشہور زمانہ رسالہ مقدمۃ الجزریہ میں فرماتے ہیں:

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ ۔ عَلَى الَّذِىْ يَخْتَارُهُ مَنِ اخْتَبَرْ

مخارج الحروف

ترجمہ: مخارج الحروف سترہ ہیں اختیار کرتا ہے ان کو وہ جو بڑا جانچنے والا ہے۔

ابھی ہم اصول مخارج کی ترتیب سے مخارج بیان کریں گے تا کہ طالب علم آسانی سے ان مخارج کو سمجھ سکے اور سمجھا سکے۔

خلق کے مخارج

خلق کے تین مخارج ہیں:

مخرج نمبر ۱ اقصیٰ حلق:

یعنی سینے کے ساتھ خلق کا جو حصہ ملا ہوا ہے اسے اقصٰی حلق کہتے ہیں اور اقصیٰ بمنزلہ جڑ کے ہے اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ ھمزہ (ء) اور ہا (ھ)

مخرج نمبر ۲ وسط حلق:

یعنی حلق کا درمیانی حصہ اس سے عین (ع) اور حا (ح) غیر منقوطہ ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر ۳ ادنیٰ حلق:

یعنی حلق کے انتہا سے غین (غ) اور خا (خ) منقوطہ ادا ہوتے ہیں۔

ان حروف کو حروف حلقی کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ کیونکہ یہ حروف حلق سے ادا ہوتے ہیں اس لیے ان حروف کو حروف حلقی کہتے ہیں

لسان کے مخارج

لسان کے دس مخارج ہیں:

مخرج نمبر ۱/۴ قاف منقوطہ کا ہے

جب زبان کی جڑ لہات یعنی کوے سے لگے جو تالو کے آخر میں تالو کا نرم حصہ کہلاتا ہے تو وہاں سے قاف ادا ہوتا ہے۔ اس قاف کو قاف مُعجمہ اور منقوطہ بھی کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۲/ ۵

قاف غیر منقوطہ کا ہے جب زبان کی جڑ لہات سے منہ کی طرف ہٹ کر تالو کے سخت حصے سے لگے تو کافِ غیر منقوطہ ادا ہوتا ہے۔ ان حروف کو لہاتیہ کہتے ہیں لہات سے ادا ہونے کی وجہ سے لہاتیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۳/ ۶

جیم شین یائے غیر مدہ کا ہے جب وسط زبان وسط تالو سے لگے تو یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں ان حروف کو حروف شجریہ کہتے ہیں کیونکہ ان کی ادائیگی کے وقت آواز منہ میں پھیل جاتی ہے اس لیے ان حروف کو حروف شجریہ کہا جاتا ہے۔

یہاں تک ہم نے چھ مخارج کا بیان کیا ہے اور اس سے اگلے مخارج کا تعلق دانتوں سے بھی ہے اور اس لیے مناسب ہوگا کہ پہلے دانتوں کا علم حاصل ہو جائے ایک جوان انسان کے منہ میں کل بتیس دانت ہوتے ہیں۔ سولہ (۱۶) اوپر اور سولہ (۱۶) نیچے۔ ان بتیس (۳۲) دانتوں کے کل چھ نام ہیں۔

۱: ثنایا۔ ۲: رباعیات۔ ۳: انیاب۔ ۴: ضواحک۔ ۵: طواحن۔ ۶: نواجذ۔

نمبر۱: ثنایا

سامنے والے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں دو اوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو نیچے والوں کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں۔

نمبر۲: رباعیات

ثنایا کے دائیں بائیں اوپر اور نیچے ایک ایک کُل چار دانت ان کو رباعی کہتے ہیں۔

نمبر۳: انیاب

رباعیات کے دائیں بائیں دو اوپر دو نیچے کل چار۔ ان کو انیاب کہتے ہیں۔

نمبر۴: ضواحک

انیاب کے دائیں بائیں دو اوپر اور دو نیچے کل چار انہیں ضواحک کہتے ہیں۔

نمبر۵: طواحن

ضواحک کے دائیں بائیں چھ اوپر چھ نیچے کل بارہ انہیں طواحن کہتے ہیں۔

نمبر۶: نواجذ

طواحن کے دائیں بائیں اوپر نیچے دو دو کل چار انہیں نواجذ کہتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ ثنایا رباعی اور انیاب جن کی تعداد بارہ ہے یہ دانت ہیں اور ضواحک طواحن نواجذ جن کی تعداد بیس ہے یہ داڑھیں ہیں اور داڑھوں کو عربی میں اضراس کہتے ہیں۔

آیئے اب ہم آپ کو ایک خوبصورت نظم جو دانتوں کے متعلق ہے اس کے خوبصورت اشعار آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نظم

ہے دانتوں کی تعداد کل تیس اور دو	ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
انیاب ہیں چار اور باقی رہے بیس	کہتے ہیں قرا اضراس انہیں کو
ضواحکِ ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ	نواجذ بھی ہیں ان کے پہلو میں دو دو

۱: زبان کا وہ حصہ جو ثنایا کو لگتا ہے نوک (راُسُ لسان) کہلاتا ہے۔

۲: زبان کا وہ حصہ جو دانتوں کو لگتا ہے طرفِ لسان کہلاتا ہے۔

۳: زبان کا وہ حصہ جو داڑھوں کو لگتا ہے حافہءِ لسان کہلاتا ہے۔

حافہءِ لسان پھر تین حصوں پر تقسیم ہوتا ہے۔

i۔ ادنیٰ حافہ: زبان کا وہ حصہ جو ضواحک کو لگتا ہے۔

ii۔ وسطِ حافہ: زبان کا وہ حصہ جو طواحن کو لگتا ہے۔

iii۔ اقصیٰ حافہ: زبان کا وہ حصہ جو نواجذ کو لگتا ہے

جس طرح بتیس دانتوں کے چھ نام ہیں اسی طرح ایک زبان کے مختلف حصوں کے مختلف نام ہیں۔

نمبر۱: اقصیٰ لسان۔ یعنی زبان کی جڑ۔ نمبر۲: وسط لسان۔ نمبر۳: حافۂ لسان نمبر۴: ادنیٰ حافۂ نمبر۵: طرف لسان۔ نمبر۶: نوک لسان۔ کو راُس لسان بھی کہتے ہیں۔

آیئے اب ہم آپ کو بقیہ مخارج کی تفصیل بتاتے ہیں۔

مخرج نمبر۴/ ۷

مخرج نمبر ۷ ضاد (ض) کا ہے۔ جب حافۂ لسان اوپر کی داڑھوں سے دائیں طرف یا بائیں طرف یا دونوں طرف ایک ساتھ لگے تو ضاد (ض) منقوطہ ادا ہوتا ہے۔ اس کو حافیہ کہتے ہیں۔ اور بائیں طرف سے ادا کرنا قدرے آسان ہے۔

مخرج نمبر ۸/۵

مخرج نمبر ۸ لام کا ہے جب ادنیٰ حافہ طرف لسان مع نوک لسان ضواحک انیاب رباعی اور ثنایا علیا کی جڑوں سے لگے تو لام ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر ۹/۶

مخرج نمبر ۹ نون کا ہے جب طرف لسان مع نوک لسان انیاب رباعی اور ثنایا علیا کی جڑوں سے لگے تو نون ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر ۱۰/۷

مخرج نمبر ۱۰ را کا ہے جب طرف لسان مع نوک لسان مائل بہ پشتِ لسان انیاب رباعی اور ثنایا علیا کی جڑوں سے لگے تو را (ر) ادا ہوتا ہے ان حروف کو حروف طرفیہ کہتے ہیں وجہ تسمیہ طرف لسان سے ادا ہونے کی وجہ سے انہیں طرفیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۱۱/۸

مخرج گیارہ تا دال اور طا کا ہے جب نوک زبان ثنایا علیا کی جڑوں سے لگے تو یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں' ان حروف کو حروفِ نطعیہ کہتے ہیں نطع اوپر کے تالو کی کھردری لکیر دار جلد کو کہتے ہیں چونکہ ان حروف کی ادائیگی کے وقت نوک

زبان نطع کے قریب لگتی ہے اسی وجہ سے ان حروف کو نطعیہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۱۲

مخرج بارہ ظا' ذال اور ثا' کا ہے جب زبان کے نچلے حصے کی نوک ثنایا علیا کی جڑوں سے لگے تو یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ ان حروف کو حروف لثویہ کہتے ہیں۔

(وجہ تسمیہ) جن دانتوں کے کناروں سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں وہ جن مسوڑوں میں لگے ہوئے ہیں ان کو لثہ کہتے ہیں اسی لیے ان حروف (ظ ذ ث) کو لثویہ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر ۱۳

مخرج نمبر تیرہ سین' زا اور صاد کا ہے جب نوک زبان ثنایا سفلیٰ کی جڑ سے مع الاتصال ثنایا علیا لگے تو یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رکھیں مع الاتصال حرف ص میں ہوگا زا اور س صرف ثنایا سفلیٰ سے ہی ادا ہوں گے ان حروف یعنی زا س ص ان حروف کو حروف صفیریہ کہتے ہیں چونکہ ان حروف کی ادائیگی کے وقت سیٹی کی طرح آواز نکلتی ہے اسی لیے ان حروف یعنی ز س ص کو صفیریہ کہتے ہیں یہاں پہنچ کر لسان کے مخارج اختتام پذیر ہوئے اِس کے بعد شفتین کے مخارج کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ شفتین کے دو مخارج ہیں۔

مخارج شفتین

مخرج نمبر ۱/۱۴

مخرج نمبر چودہ ف کا ہے جب ثنایا علیا کا کنارہ شفت سفلیٰ کے درمیان

میں لگے تو فا ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر ۲/ ۱۵

مخرج نمبر پندرہ با میم اور واوٗ کا ہے با ہونٹوں کی تری سے میم ہونٹوں کی خشکی سے اور واوٗ (و) دونوں ہونٹوں کو گول کر کے ناتمام ملانے سے ادا ہوتی ہے ان حروف کو حروف شفویہ کہتے ہیں وجہ تسمیہ چونکہ یہ حروف ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں اس لیے ان حروف کو حروف شفویہ کہتے ہیں۔

مخرج جوف

مخرج نمبر ۱/ ۱۶

مخرج نمبر سولہ الف واوٗ یائے مدہ کا ہے ان کا مخرج جوف دھن ہے اور تفصیل اس طرح ہے الف جوف حلق سے یا جوف فم سے اور واوٗ انضمام شفتین سے ادا ہوتی ہے (یعنی ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے)۔ -

ان حروف کو حروف مدہ حروف ہوایہ اور حروف جو فیہ بھی کہتے ہیں۔

(وجہ تسمیہ) مد کے معنی ہیں کھینچنا جب یہ حروف مدہ ہوں تو کھینچ کر پڑھے جاتے ہیں اس لیے ان کو مدہ کہتے ہیں اور جو فیہ اور ہوائیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جوف دھن سے ادا ہونے کی وجہ سے جو فیہ اور ہوا پر تمام ہونے کی وجہ سے ہوائیہ کہتے ہیں۔

خیشوم

مخرج نمبر ۱/ ۱۷

مخرج نمبر سترہ نون مخفی مدغم وادغام ناقص کا ہے اور غنہ ناک کے بانسے یعنی سخت حصے سے ادا ہوتا ہے ان حروف کو حروف غنہ کہا جاتا ہے۔

(وجہ تسمیہ) ناک میں آواز لے جانے کو غنہ کہتے ہیں اور یہ صفت بعض اوقات خاص طور پر نون اور میم مشدد میں پائی جاتی ہے اسی لیے نون مشدد اور میم مشدد کو حروف غنہ کہتے ہیں۔

اس موقع پر ضروری سمجھتا ہوں کہ غنہ کے متعلق چند اور معلومات فراہم کر دی جائیں یاد رکھیں غنہ دو طرح کا ہوتا ہے نمبر۱: غنہ آنی اور نمبر۲: غنہ زمانی۔

۱: غنہ آنی:

وہ غنہ ہے جو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے خواہ یہ ساکن ہوں یا متحرک مشدد ہوں یا مخفف مظہرہ ہوں یا مخفاہ کسی حالت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتا اور اگر ناک کے سوراخ کے بند ہو جانے کی وجہ سے یہ صفت ادا نہ ہو تو یہ دونوں حرف بہت ہی ناقص ادا ہوتے ہیں۔

۲: غنہ زمانی

وہ غنہ ہے جو نون اور میم کی حرف میں بعض حالتوں میں پایا جاتا ہے اور اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے مزید تفصیل انشاء اللہ صفاتِ عارضہ کے بیان میں آگے آئے گی۔

الف اور ہمزہ میں فرق

اکثر قرآن پڑھنے والے لوگ الف اور ہمزہ کا فرق نہیں سمجھتے اس وجہ

سے وہ ایسی غلطیاں کرتے ہیں جولحن جلی یعنی بڑی غلطی کے زمرے میں آتی ہے نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں الف اور ہمزہ کا فرق واضح کر دیا جائے۔ یادرکھیں کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن ہونے کی صورت میں اس پر جزم بھی نہیں ہوتی الف ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور جس الف پر فتحہ یعنی زبر کسرہ یعنی زیر ضمہ یعنی پیش آ جائے یا جزم آ جائے تو وہ الف الف نہیں بلکہ ہمزہ پڑھا جاتا ہے اور الف اور ہمزہ کا مخرج بھی جدا جدا ہے اور صفات بھی جدا ہیں جب الف اور ہمزہ کا مخرج اور صفات بھی جدا جدا ہیں تو ہمیں اہتمام کے ساتھ ان دونوں حروف کو صحیح ادا کرنے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے الف ساکن ہوتو کھینچ کے پڑھا جاتا ہے اور ہمزہ ساکن ہوتو جھٹکے سے پڑھا جاتا ہے جیسے مَاْکُوْلٍ اِقْرَاْ رَاْسٌ وغیرہ کا ہمزہ الف ہمیشہ بغیر جھٹکے کے سیدھا پڑھا جاتا ہے جیسے قَالَ کَانَ۔

نمبرا: مخرج محقق کی تعریف

هُوَ جُزْءٌ مُّعَیَّنٌ مِّنْ اَجْزَآءِ الْحَلْقِ ۲ وِلِلّسَانِ اَوِ الشَّفَةِ

یعنی مخرج محقق حلق زبان یا ہونٹ کے اجزاء میں سے کوئی جزوِ معین ہوتا ہے اور مخرج محقق پندرہ ہیں۔

نمبر۲: مخرج مقدر

مخرج مقدر کی تعریف کہ وہ یا تو خلق لسان اور شفت کے اجزاء میں سے کوئی جز و نہیں ہوتا اور اگر ان میں سے کسی کا جز ہوتا ہے تو جز و معین نہیں ہوتا اور مخرج مقدر دو ہیں یعنی جوف یعنی حلق منہ اور ہونٹوں کے درمیان کی خالی جگہ (۲) خیشوم یعنی ناک کی جڑ چنانچہ خیشوم تو حلق لسان اور شفتین کے اجزا میں سے نہیں

ہے اور جوف گو جز تو ان ہی کا ہے مگر جز و معین نہیں ہے۔

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ

طلبا کی آسانی کے لیے یہاں کسی بھی حرف کا مخرج معلوم کرنے کا طریقہ بھی بتائے دیتا ہوں تا کہ مخارج کی مشق کرنے والے طلبا و طالبات اس طریقے پر عمل کر کے مخارج کی صحیح ادائیگی سیکھ لیں۔ مثلاً آپ با کا صحیح مخرج معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ با ساکن سے ماقبل ہمزہ متحرک لگائیں اور اس کا ہجا کریں جہاں آپ کی آخری آواز رکے گی یہی اس حرف کا مخرج ہے۔ اسی طرح با سے لے کر یا تک تمام حروف کو ایک ایک کر کے ادا کریں صحیح ادائیگی پر اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر کسی حرف کے مخرج کی صحیح ادائیگی پر شک ہو تو کسی کامل مشاق استاد کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی تصحیح کروائیں کیونکہ صحیح ادائیگی استاد کی راہنمائی کے بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اس لیے علم تجوید وقرات ایسا علم ہے کہ جو بغیر کامل استاد کے سیکھنا ناممکن ہے۔

طلبا کی سہولت کے پیش نظر اس نقشے کی مدد سے ایک بار پھر تمام حروف کے اصول بتائے جا رہے ہیں تا کہ طلباء مخارج کی ادائیگی میں مہارت حاصل کر سکیں اور انہیں حلق زبان جوف خیشوم اور شفتین کے اندرونی اور بیرونی حصوں کی صحیح پہچان ہو سکے اساتذہ کو چاہیے کہ اس نقشے کی مدد سے طلبا کو مخارج پڑھائیں اور سمجھائیں انشاء اللہ اس کے بعد طلباء کے اندر مکمل اعتماد کے ساتھ حروف کو اپنے صحیح مخارج سے ادا کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔
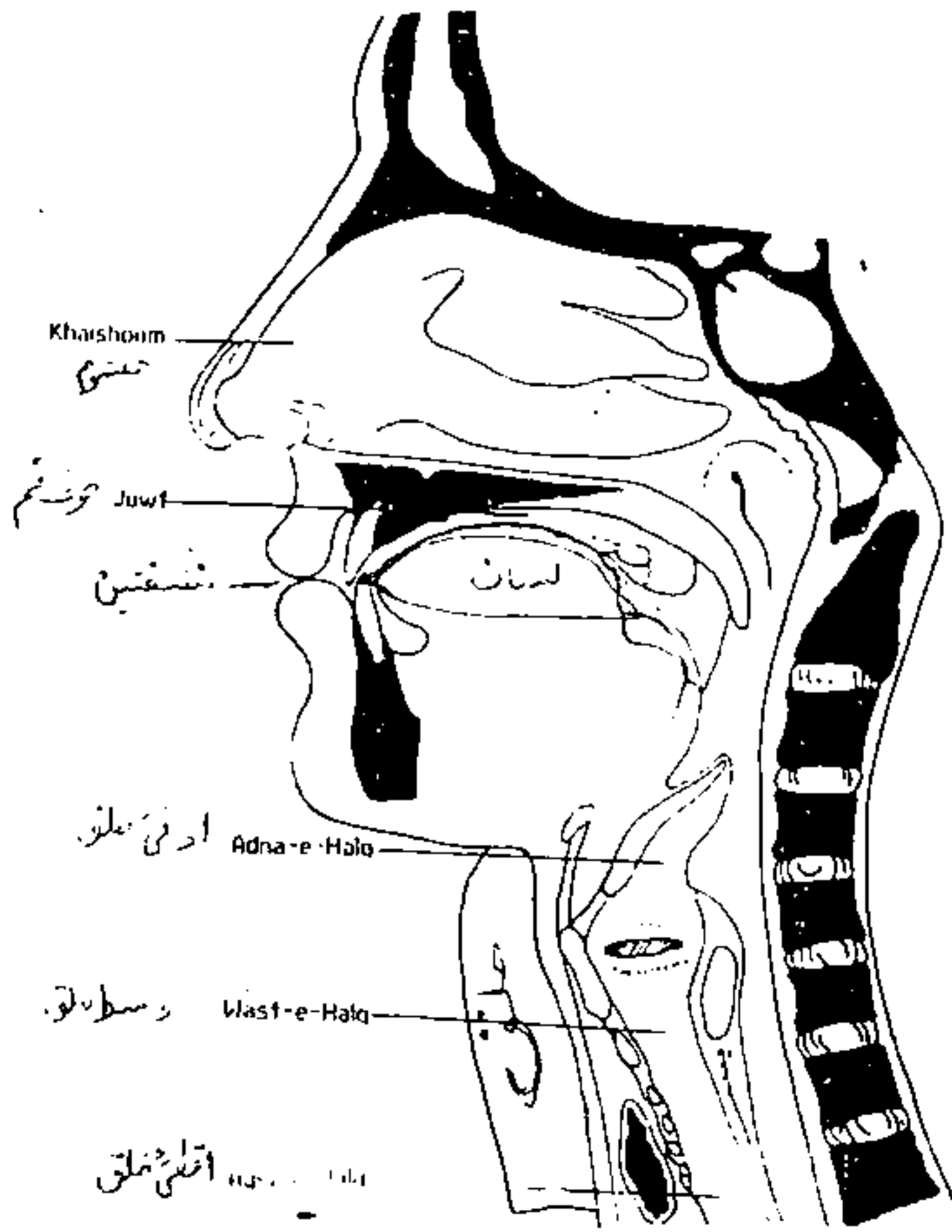
حروف شبہ مستعلیہ کا بیان

اب صفات عارضہ کے بیان میں ان حروف کے متعلق آپ کو معلومات فراہم کرنا چاہتا ہوں جن حروف کو حروف شبہ مستعلیہ کہا جاتا ہے حروف شبہ مستعلیہ تین ہیں۔ نمبر۱۔ الف' نمبر۲۔ لام، نمبر۳۔ را۔ یہ تینوں حروف کبھی مفخم یعنی موٹے پڑھے جاتے ہیں اور کبھی مرقق یعنی باریک اس لیے ان حروف کو شبہ مستعلیہ کہا جاتا

ہے ان میں اور حروف مستعلیہ میں فرق یہ ہے کہ حروف مستعلیہ میں صفت لازمہ ہونے کی وجہ سے یہ حروف ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں۔ وہ حروف یہ ہیں خص ضغطٍ قظ اور شبہ مستعلیہ کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں اب انشاء اللہ ان تینوں حروف کے متعلق قوانین بیان کیے جائیں گے باقی ان کی ادائیگی بغیر مشاق استاد کے بہت مشکل ہے اس بات کو ذہن نشیں رکھ کر کسی کامل ماہر استاد کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی مشق کرنی بہت ضروری ہے۔

لام کی تفخیم و ترقیق کا بیان

۱: لام کی تفخیم کا قاعدہ

لفظ اللّٰه اور اللّٰھُمَّ کا لام جب کہ اس سے پہلے والے حرف پر فتح (زبر) یا ضمہ (پیش) ہو تو یہ مفخم (یعنی موٹا) پڑھا جاتا ہے جیسے ھُوَاللّٰهُ عَبْدُاللّٰهِ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ قَالُو اللّٰھُمَّ وغیرہ۔

۲: ترقیق لام کا قاعدہ

جب لفظ اللّٰه یا اللّٰھُمَّ سے پہلے زیر ہو جیسے لِلّٰهِ بِا اللّٰهِ اور قُلِ اللّٰھُمَّ وغیرہ تو یہ لام باریک پڑھا جاتا ہے اور لفظ اللّٰه اور اللّٰھُمَّ کے لام کے سوا اور کوئی لام روایت حفصؒ میں کسی حالت میں بھی مفخم نہیں پڑھا جاتا خواہ اس سے پہلے زیر یا پیش ہی کیوں نہ ہو جیسے مَاوَلّٰھُمْ اور کُلَّہٗ کا لام۔

نوٹ: لفظ اللّٰه یا اللّٰھُمَّ کے دونوں لام مفخم پڑھے جائیں گے۔ پہلے لام کو جو ساکن ہے باریک اور دوسرے کو جو متحرک ہے پر پڑھنا بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

الف کی تفخیم اور ترقیق کا بیان

تفخیم الف

الف سے پہلے اگر کوئی مفخم حرف ہو تو الف موٹا پڑھا جاتا ہے مُفخم حرف سے مراد حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جیسے قَادِرٌ اور خَالِدُوْنَ وغیرہ کا الف المختصر اگر حروف مستعلیہ کے بعض الف آ جائے تو وہ اپنے ماقبل کے تابع ہو گا۔

ترقیق الف

اگر الف سے ماقبل حروف مستفلہ میں سے کوئی حرف آ جائے تو الف اس کے تابع ہوگا یعنی باریک پڑھا جائے گا جیسے۔ نَاصِرِیْنَ کا الف۔

پس استعلا کے ساتوں حرفوں اور اسی طرح لفظ اللّٰه اور اللّٰهُمَّ کے اس لام کے بعد والا الف جس سے قبل فتحہ یا ضمہ ہو پر ہوگا اور بقیہ انیس حرفوں اور لفظ اللّٰه اور اللّٰهُمَّ کے اصل لام کے بعد والا الف جس سے پہلے زیر ہو باریک ہوگا اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ مفخم الف کے بعد سبب مد کے پائے جانے کی وجہ سے اس میں جو مد فرعی ہوگی جیسے قاف صاد اور اَلضَّآلِّیْنَ وغیرہ تو اس صورت میں یہ الف آخر تک مفخم ہی ادا ہوگا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ایک الف کی مقدار تو مفخم ادا ہو اور مد کا باقی حصہ باریک یہ غلطی عام طور پر پائی جاتی ہے۔

را کو موٹا پڑھنے کے قاعدے

اس سے قبل آپ نے الف اور لام کے موٹا اور باریک پڑھنے کے بارے میں پڑھا اور یقیناً اسے سمجھ بھی لیا ہوگا آج کے سبق میں ہم آپ کو را کے موٹا پڑھنے کے قاعدے بیان کریں گے را کے موٹا اور باریک پڑھنے کے قاعدے اکثر قراء نے اپنی اپنی کتب میں درج کیے ہیں اور اس میں تعداد کے بارے میں بعض قراء نے چھ قاعدے لکھے ہیں اور بعض نو قاعدے لکھے ہیں بعض نے ساتھ لکھے ہیں اس کتاب میں را کے موٹا پڑھنے کے بارہ قاعدے بیان کیے جائیں گے جو مندرجہ ذیل ہیں انہیں خوب سمجھ کر یاد فرمالیں اور کسی ماہر استاد سے مشق کرلیں۔ انشاءاللہ را کی غلطیاں دور ہو جائیں گی۔

۱: را مفتوحہ غیر مشددہ جیسے رَحِیْم کی را

۲: را مضمومہ غیر مشددہ جیسے رُبَمَا کی را

۳: را مفتوحہ مشددہ جیسے الرَّحْمٰن کی را

۴: را مضمومہ مشددہ جیسے مَرُّوْا کی را

۵: را ساکن ما قابل مفتوح جیسے اَرْسَلَ کی را

۶: را ساکن ماقبل کسرۂ عارضی جیسے یُرْزَقُوْن کی را

۷: را ساکن ماقبل کسرہ عارضی جیسے اِرْجِعُ کی را

۸: را ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں جیسے رَبِّ ارْجِعُون کی را

۹: را ساکن ماقبل کسرہ مابعد حرف مستعلیہ جیسے قِرْطَاسٍ کی را

۱۰: را ساکن ما قابل ساکن ماقبل مفتوح جیسے قَدْرْ (وقف میں) کی را

۱۱: راساکن ماقبل ساکن ماقبل مضموم جیسے بِکُمُ الْعُسْرُ (وقف میں) کی را

۱۲: رامضمومہ جس پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے جیسے مِصْرُO کی را

فائدہ: سورۂ شعرا میں لفظ فِرْقٍ کی را جس طرح چاہو پڑھو موٹی باریک جائز ہے۔

را کو باریک پڑھنے کے قاعدے

الحمد للہ اس سے پہلے ہم نے را کے موٹا پڑھنے کے قاعدے بیان کیے ہیں اور اس سبق میں را کے باریک پڑھنے کے قاعدے بیان کیے جاتے ہیں را باریک پڑھنے کی تعداد بھی مختلف بیان کی گئی ہے بعض قراء نے چھ قاعدے بیان کیے فرمائے ہیں اور بعض نے سات قاعدے بیان فرمائے اس سبق میں ہم را کے باریک پڑھنے کے نو قاعدے بیان کریں گے انہیں اچھی طرح یاد فرمالیں اور ماہر استاد سے اس کی مشق کرلیں انشاءاللہ را کی غلطیاں دور ہو جائیں گی آیئے اب ہم را کے قاعدے بیان کرتے ہیں۔

۱: جب را کے نیچے کسرہ ہو جیسے شَرِبَ کی را

۲: جب رامنون مجرور ہو جیسے دُبُرٍ . سُرُرٍ کی را

۳: جب راساکن کے ماقبل کسرہ اصلی ہو جیسے شِرْعَةً کی را

۴: را وقف کی وجہ سے ساکن ہو اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو اور اس کے ماقبل کسرہ اصلی ہو جیسے ذِکْرُ، فِکْرُ، حِجْرُ وغیرہ۔ کی را

۵: جب راساکن کے ماقبل یائے ساکنہ ہو جیسے خَیْرُ۔ قَدِیْرُ کی را

۶: را مرامہ جو مکسور ہو جیسے وَالْوَتْرِ کی را۔ وہ را جس پر روم کے ساتھ وقف

کیا جائے

۷: رامماله بھی باریک ہوگی جیسے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا کی را

۸: جب را مشدد ہو اور ماقبل اس کا مکسور ہو اور اس پر وقف بالاِسْکَانْ یا بالاشمام کیا جائے جیسے مُسْتَمِرٌّ کی را

۹: جب را مشدد منون و غیر منون مجرور ماقبل مفتوح یا مضموم ہو اور اس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے بِالْحُرِّ کی را

کسرہ عارضی کا مختصر بیان

کسرہ عارضی دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو ہمزہ وصلی پر آتا ہے اور دوسرا وہ جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے ساکن پر آتا ہے بس ان دو کے سوا باقی ہر کسرہ اصلی ہے اور کسرہ منفصلہ وہ کسرہ ہے جو را سے پہلے والے کلمہ کے آخری حرف پر ہو جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنَ میں با کا اور الَّذِیْ ارْتَضٰی میں ذال کا کسرہ مگر چونکہ عربی گرائمر پڑھے بغیر نہ تو ہمزہ وصلی کی شناخت ہو سکتی ہے اور نہ اجتماع ساکنین کا پتہ چلتا ہے اور نہ کلمہ ایک دو ہونا ہی معلوم ہو سکتا ہے اس لیے ہم نے عام طلبا کی سہولت کی خاطر ایک جدول میں ایسے ان تمام کلمات کو جمع کر دیا ہے۔ جن میں رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ عارضی یا منفصل ہے پس ان میں تو را کو موٹا پڑھو اور ان کے ماسوا ان تمام موقعوں میں جن میں را ساکنہ سے پہلے کسرہ ہو اس کو باریک پڑھو اور وہ کلمات یہ ہیں:

نمبر شمار	الفاظ	پارہ	رکوع پارہ	آیت	سورۃ	رکوع سورۃ
۱:	اِنِ ارْتَبْتُمْ	۷	۴	۱۰۴	مائدہ	۱۴

:۲	''	۲۸	۱۷	۴	طلاق	۱
:۳	اِرْجِعُوْا	۱۳	۴	۸۱	یوسف	۱۰
:۴	اِرْجِعْ	۱۹	۱۸	۳۷	نمل	۳
:۵	اِرْجِعِیْ	۳۰	۱۴	۲۸	فجر	۱
:۶	رَبِّ اِرْحَمْهُمَا	۱۵	۳	۲۴	بنی اسرائیل	۳
:۷	رَبِّ اِرْجِعُوْنِ	۱۸	۶	۹۹	مومنون	۶
:۸	اَمِ ارْتَابُوْا	۱۸	۱۲	۵۰	نور	۶
:۹	الَّذِی ارْتَضٰی	۱۸	۱۳	۵۵	نور	۷
:۱۰	لِمَنِ ارْتَضٰی	۱۷	۲	۲۸	انبیاء	۲
:۱۱	مَنِ ارْتَضٰی	۲۹	۱۲	۲۷	جن	۲
:۱۲	اِرْكَبْ مَّعَنَا	۱۲	۴	۴۲	ہود	۴

فائدہ: وَلَا نَاصِرْ عَاقِرْ مُسْتَقِرْ ان الفاظ کو عَيْنِ الْقِطْرِ اور مِصْرُ پر قیاس کر کے پُر پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ را ساکن سے پہلے وہی حرف مستعلیہ تفخیم کا سبب بن سکتا ہے جو ساکن ہو جب کہ ان کلمات میں حرف مستعلیہ متحرک (مکسور) ہے۔

تنبیہ: مِصْرًا جو سورۃ بقرہ میں ہے اس کی را کا یہ حکم نہیں وہ دونوں حالتوں (وقف و وصل) میں موٹی ہوگی۔

را میں خُلف کا بیان

خُلف کے معنیٰ ہیں دو وجوہ تفخیم و ترقیق اور حالین سے مُراد وقف و وصل کی دو حالتیں ہیں یعنی اس کلمہ میں وقف و وصل دونوں حالتوں میں دونوں وجوہ جائز ہیں۔

فائدہ: جب را موقوفہ کے ماقبل کوئی حرف مستعلیہ ساکن ہو اور اس کے ماقبل کسرہ ہو جیسے مِنْ مِّصْر اور عَيْنَ الْقِطْرِ تو اس کی حرکت اصلیہ قبل از وقف کا اعتبار کریں گے پس مصر کی را کو بلحاظِ فتحہ مفخم اور عین القطر کی را کو بلحاظ کسرہ مرقق پڑھنا اَولیٰ ہے۔

فائدہ: وَالَّيْلِ اِذَا يَسْر میں يَسْرِ کی را جو سورہ الفجر میں ہے اصل میں يَسْرِىْ تھا یا محذوف ہے اس مطابقت کے لیے بعض قرا کے نزدیک مرقق ہے لیکن اکثریت نے اِس کو پُر پڑھنا اولیٰ قرار دیا ہے۔

تفخیم کے مراتب بلحاظ حروف

حروف مستعلیہ اور شبہ مستعلیہ کے پر ہونے میں تفاوت ہے سب سے زیادہ پُر اسم اللہ کا لام ہے دیگر کی ترتیب وفرق مراتب درج ذیل ہیں۔

حرف ۲: طا پھر ۳: ص (صاد) ۴:ض (ضاد) ۵:ظ (ظا) ۶: ق (قاف) ۷:غ (غین) ۸:خ (خاء) ۹:را (را)

فائدہ: جس طرح حروف کی تفخیم میں مراتب ہیں تو ان کے بعد اگر الف آ جائے تو اسی ترتیب کے لحاظ سے الف میں تفخیم کی جائے گی۔

مراتب تفخیم بلحاظِ حرکت

۱: حرف مفخم مفتوح ہو اور اس کے مابعد الف ہو تو انفتاحِ کامل کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی تفخیم ہوگی جیسے خَالِدُوْنَ اور صَادِقِیْنَ میں خا اور صاد۔

۲: حرفِ مفخم مفتوح کے بعد الف نہ ہو تو اس میں بوجہ انفتاح دوسرے درجہ کی تفخیم ہوگی جیسے خَلَوْا میں خَا۔

۳: حرف مفخم مضموم ہو تو بوجہ انضمام تیسرے درجے کی تفخیم ہوگی جیسے قُلُوْبُنَا غُلْفٌ میں قاف وغین۔

۴: حرف مفخم مکسور ہو تو بوجہ انفتاح چوتھے اور آخری درجے کی تفخیم ہوگی جیسے صِرَاطِ اَلْخِیَاطُ میں صاد اور خاء

مراتب تفخیم بلحاظِ سکون

حرف مفخم ساکن ماقبل کی حرکت کے تابع ہوتا ہے ماقبل الف کی صورت میں پہلے درجے کی تفخیم ہوگی جیسے مِیْثَاقْ مِنْ رَاقْ میں قاف

ماقبل فتح کی صورت میں دوسرے درجہ کی تفخیم ہوگی جیسے یَخْتَصِمُوْنَ میں خا اور بِفَضْلِهٖ میں ضاد۔

ماقبل ضمہ کی صورت میں اس سے کم درجے کی تفخیم ہوگی جیسے تُرْجَعُوْنَ میں را

مد کا بیان

لغت میں مد دراز کرنے اور کھینچنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں مد کے معنی

یہ ہیں:

اِطَالَةُ الصَّوْتِ بِحَرْفٍ مِّنْ حُرُوْفِ الْمَدِّ الثَّلٰثَةِ اَوِالِلّیْن
یعنی دراز کرنا آواز کا حرفِ مدہ پر جن کی تعداد تین ہے اور
حروف لین پر۔

حروف مدہ اور لین

حروف مدہ تین ہیں نمبر ۱: الف، نمبر ۲: واؤ، نمبر ۳: یا۔ ی

۱: الف ساکن ماقبل مفتوح ہوتو الف مدہ ہوگا اور یاد رکھیں کہ الف ہمیشہ مدہ ہی ہوتا ہے۔

۲: واؤ ساکن ہو اور اس سے ماقبل پیش ہو۔

۳: یائے ساکن ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے اُوْتِیْنَا اور اُوْوِیْنَا وغیرہ۔

ان دونوں کلموں میں مد کے تینوں حرفوں کی مثالیں جمع ہیں اور کھڑا زبر کھڑی زیر اور الٹا پیش یہ تینوں بھی حروف مدہ کی آواز دیتے ہیں اور حروف لین دو ہیں نمبر ۱: واؤ ساکن ماقبل مفتوح نمبر ۲: یا ساکن ماقبل مفتوح جیسے مِنْ خَوْفٌ اور وَالصَّیْفِ پس قُوْلُوْا کا واؤ اور قِیْلَ کی یاء تو حروف مدہ ہیں اور مِنْ خَوْفٍ کا واؤ اور وَالصَّیْفِ کی یا حروف لین ہے۔

محل مد و اسباب مَد

حروف مدہ تین ہیں اور حروف لین دو ہیں اور اسباب مد تین ہیں ہمزہ اور سکون اور بعض قراء نے سکون بالتشدید بھی لکھا ہے۔ ہمزہ کی دو قسمیں ہیں ایک ہمزہ متصلہ اور دوسری ہمزہ منفصلہ۔ اگر محل مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہوتو اس کو

ہمزہ متصلہ کہتے ہیں اور اگر کلمے جدا جدا ہوں تو اس کو ہمزہ منفصلہ کہتے ہیں۔ جیسے اُولٰٓئِكَ میں ہمزہ متصلہ ہے اور وَمَآ اُنْزِلَ میں ہمزہ منفصلہ ہے اور ہمزہ کی طرح سکون بھی دو طرح کا ہوتا ہے ا: وقفی ۲: لازمی۔ وقفی وہ ہوتا ہے جو وقف کی وجہ سے ہوتا ہے اور وصل میں ختم ہو جاتا ہے اور لازمی وہ ہوتا ہے جو وقف وصل دونوں میں برقرار رہتا ہے۔

اقسام مد

اولاً مد کی دو قسمیں ہیں ا: مد اصلی ۲: مد فرعی۔ اصلی کو طبعی اور ذاتی اور فرعی کو زائدہ بھی کہتے ہیں۔ مد اصلی کی تو ایک ہی قسم ہے مگر مد فرعی کی متعدد اقسام ہیں جن کا ذکر انشاء اللہ تفصیل سے کیا جائے گا۔

مد اصلی اور مد فرعی میں فرق

نمبرا: مد اصلی وہ مد ہے جو کسی سبب کی محتاج نہ ہو اور اس کے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے جیسے قَالَ قِيْلَ اور قُوْلُوْا کا مد کیونکہ اگر ان میں مد نہ کیا جائے تو الف واؤ اور یا کی ذات ہی فوت ہو جائے گی مد اصلی بمنزلہ جزء کے ہے۔

مد فرعی کا بیان

مد فرعی وہ ہے جس کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہو اور اس کے ادا نہ ہونے سے حروف کی ذات معدوم نہیں ہوتی البتہ قواعدِ عرفیہ تجویدیہ کا خلاف لازم آتا ہے اور حرفوں کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔

مد فرعی کی اقسام

مدفرعی کی سب سے پہلے دو اقسام ہیں نمبر۱: مد متصل اور نمبر۲: مد منفصل۔
اگر محل مد کے بعد سبب مد ہمزہ ہو تو ان میں مد متصل اور منفصل ہوگی۔

مدِ متصل کی تعریف

اگر محل مد کے بعد سبب مد ہمزہ ہو اور وہ دونوں ایک ہی کلمے میں آ جائیں تو وہاں مد متصل ہوگی اس مد کو مد واجب بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کیونکہ اس مد کے کرنے میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک کسی اہل فن کا اختلاف نہیں اس لیے یہ مد واجب کا درجہ رکھتی ہے۔ یہاں مد متصل کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

	ـَـ	ـِـ	ـُـ
الف	جَآءَ	وَالْقَآئِلِیْنَ	یَشَآءُ
واؤ	اَلسُّوْٓءَ	مِنْ سُوْٓءٍ	لَتَنُوْٓاَ
ی	وَجِایْٓءَ	وَالْمَلٰٓئِکَۃُ	یُضِیْٓءُ

ان مثالوں کی مشق صحیح انداز میں کرنے سے مد کی ادائیگی درست ہوگی۔

مد منفصل کی تعریف:

جب محل مد کے بعد سب مد ہمزہ ہو اور وہ دوسرے کلمے میں آ جائے تو وہاں مد منفصل ہوگی اس مد کو مد جائز بھی کہتے ہیں۔ مد منفصل کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

الف: عَلٰٓی اٰثَارِھِمَا فَاَوْحٰٓی اِلٰی کَمَآ اُمِرْتَ
و: وَاشْھَدُوْٓا اَنِّیْ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ قَالُوْٓا اُوْذِیْنَا

ی: وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ بِعَهْدِيْٓ اَوْفِ

ان مثالوں کی خوب مشق کر کے مد منفصل کو درست ادا کیا جائے۔

مد لازم کی اقسام اور تعریفیں:

اگر محل مد کے بعد سبب مد سکون لازم بالتشدید یا بلا تشدید ہو تو مد کی پانچ اقسام ہوں گی اور ان کے نام یہ ہیں اور بعد میں ان کی علیحدہ علیحدہ تعریفیں بیان کی جائیں گی۔

۱: مد لازم کلمی مثقل ۲: مد لازم کلمی مخفف ۳: مد لازم حرفی مثقل ۴: مد لازم حرفی مخفف ۵: مد لین لازم۔

مد لازم کلمی مثقل کی تعریف

اگر محل مد کے بعد سبب مد سکون لازم بالتشدید اسی کلمے میں ہو تو وہاں مد لازم کلمی مثقل ہو گی۔ یہاں مد لازم کلمی مثقل کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں جیسے:

اَتُحَآجُّوْنِّيْ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ضَآلِّيْنَ لَرَآدُّكَ

دَآبَّةٍ يُحَآدِّيْنَ اللّٰهَ وَالصّٰٓفّٰتِ اَلْحَآقَّةُ

مَالْحَآقَّةُ وَخَلَقَ الْجَآنَّ بِضَآرِّيْنَ ضَآلاًّ

وَلَا الضَّآلِّيْنَ

ان مثالوں کی خوب مشق کر کے ان کی ادائیگی درست کریں تا کہ غلطی سے بچ سکیں

مد لازم کلمی مخفف کی تعریف

اگر محل مد کے بعد سبب مد سکون لازم بلا تشدید آ جائے تو وہاں مد لازم

کلمی مخفف ہو گی جیسے ءٰٓ لۡـٰٔنَ

نوٹ: پورے قرآن میں اس مد کی یہی مثال ہے جو سورہ یونس میں دو مرتبہ آئی ہے۔

مدلازم حرفی مثقل

جب حرف مدہ حرف مقطعاتِ میں ہو اور اس کے بعد سکون لازم بالتشدید آ جائے تو وہاں مدلازم حرفی مثقل ہو گی اس کی مثالیں بعد میں بیان کی جائیں گی۔

مدلازم حرفی مخفف

جب حروف مدہ حروف مقطعات میں ہو اور اس کے بعد سکون لازم بلاتشدید آ جائے تو وہاں مدلازم حرفی مخفف ہو گی۔

اب مدوں کی چند مثالیں یہاں لکھی جاتی ہیں اساتذہ سے خوب مشق کر کے ان پر اجرا کیا جائے تا کہ مد کی غلطیوں سے بچ سکیں۔

مدلازم حرفی مثقل ومخفف کی مثالیں

الٓمّٓ الٓرٰ كٓهٰيٰعٓصٓ الٓمّٓصٓ الٓمّٓرٰ

طٰسٓمّٓ طٰسٓ يٰسٓ صٓ حٰمٓ

حٰمٓ عٓسٓقٓ قٓ نٓ

اساتذہ کرام سے درخواست ہے کہ ان حروف مقطعات میں طلباء کو اجرا کروائیں اور طلبا کو مثقل اور مخفف کا فرق واضح کریں۔

مدلین لازم کی تعریف

جب محل مد (حروف لین) کے بعد سکون لازمی بلا تشدید حروف مقطعات میں پایا جائے تو وہاں مدین لازم ہوگی جیسے عٓسٓقٓ میں عین اور کٓھٰیٰعٓصٓ میں عین۔ مدلین لازم کی پورے قرآن میں صرف دو مثالیں ہیں۔

مد عارض وقفی کی تعریف

جب حروف مدہ کے بعد سکون عارضی ہوتو وہاں مد عارض وقفی ہوگی جیسے

مَاعُوْنَ تَعْلَمُوْنَ (بحالت وقف)

مدلین عارض

جب محل مدہ (حروف لین) کے بعد سکون عارض ہو وہاں مدلین عارض ہوگی جیسے خوفْ کَیْفْ۔

الحمدللہ یہاں پہنچ کر مد اصلی اور بالخصوص مد فرعی کا بیان ختم ہوا لحاظہ ہم چند فوائد بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ مدوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوسکیں۔

فائدہ نمبر ا:

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہمزہ اور سکون اسباب مد ہیں پھر ان دو سببوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں ہمزہ کی دو قسمیں یہ ہیں۔

ا: ہمزہ متصل ۲: ہمزہ منفصل اور سکون کی یہ ہیں۔ ا: سکون لازم ۲: سکون عارض۔ اس بنا پر مد فرعی کی چار قسمیں ہو جاتی ہیں ان کی تفصیل اس سے پہلے بیان کر دی گئی ہے تفصیلاً نو قسمیں ہیں اور اجمالی چار قسمیں ہیں۔

۱:واجب ۲: جائز ۳:لازم ۴: عارض۔ واجب کو متصل اور جائز کو منفصل بھی کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۲: حروف لین میں مد اور اس کا سبب

حروف لین میں بھی مد انہی دو سببوں میں سے صرف ایک سبب یعنی ساکن ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حرف مدہ میں تو مد فرعی دو وجہ سے ہوتی ہے ۱: ہمزہ کی وجہ سے ۲: سکون کی وجہ سے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے حروف لین میں صرف سکون ہی سبب مد ہوتا ہے۔ ہمزہ سبب مد نہیں ہوتا البتہ سکون کی یہاں بھی وہی دو قسمیں ہیں جو پہلے بیان کی ہیں یعنی سکون لازم اور سکونِ عارض اور مد ان دونوں ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اگر حرف لین میں مد سکون اصلی یعنی سکون لازم کی وجہ سے ہوگا تو وہ مدلین لازم کہلائے گا اور اگر سکون عارض کی وجہ سے ہوگا تو اس کو مدلین عارض کہیں گے مدلین عارض کی مثالیں پورے قرآن میں بہت زیادہ ہیں۔ جن میں سے چند مثالیں یہ ہیں۔ جیسے

مِنْ خَوْفٍ، وَالصَّيْفِ، لَا ضَيْرَ، شَيْءٍ، السَّوْءِ اور اَلطَّيْرِ وغیرہ۔
حالت وقف میں مگر مدلین لازم کی پورے قرآن میں صرف دو مثالیں ہیں سورۂ مریم کے ابتدائی حروف مقطعات کی عین میں اور سورہ شوریٰ کے ابتدا میں۔ ان کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔

فائدہ نمبر ۳:

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں بطریق جزریؒ ادغام کی صورت میں مد لازم حرفی مثقل اور امام شاطبیؒ کے نزدیک صرف اظہار ہی ہے۔

فائدہ نمبر ۴:

مدِ تعظیم یہ مد اسم جلالہ (اللہ) میں ہوتی ہے فقہائے غیر قرآن نے مد تعظیم کرنے کو کہا ہے مد تعظیم میں بوجہ تعظیم اسمِ جلالہ اللہ کے اور اس مد کی مقدار چودہ حرکات یعنی سات الف ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ اذان وغیرہ میں یہ مد کی جاسکتی ہے اور فقہا نے اس کو جائز لکھا ہے۔

فائدہ نمبر ۵:

حروف مقطعات میں میم وصل کی صورت میں مفتوح پڑھی جائے گی جیسے الٓمٓ اللّٰہُ میں وصل کی صورت میں سب کے نزدیک مفتوح ہو گی۔ اور الٓمٓ، اَحَسِبَ النَّاسُ میں روایت ورش میں فتحہ ہے اس میں سکون عارضی اور اصلی کا اعتبار کرتے ہوئے اور نہ کرتے ہوئے قصر وطول دونوں درست ہیں۔

فائدہ نمبر ۶:

فرع کے معنی ہیں شاخ چونکہ مد اصلی مد فرعی کے لیے بمنزلہ جڑ کے ہے اور مد فرعی بمنزلہ شاخ کے ہے اِسی لیے اس کو مد فرعی کہتے ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ مد اصلی نہ ہو اور مد فرعی ہو جب کہ یہ تو ممکن ہے کہ مد فرعی نہ ہو اور مد اصلی ہو۔

مدوں کے قوی اور ضعیف کا بیان

مد فرعی کی تمام اقسام کی حیثیت برابر نہیں ہے اور مراتب میں بھی فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان چھ میں سے تین قوی ہیں اور تین ضعیف۔ چنانچہ لازم ولین لازم میں سے لازم قوی ہے عارض اور لین عارض میں سے عارض قوی ہے اور

متصل و منفصل میں سے متصل قوی ہے اسی طرح ۱: مدلازم ۲: عارض ۳: متصل میں تینوں قوی ہیں اور لین لازم و عارض اور منفصل۔ یہ ضعیف ہیں اب ہم آپ کو مدوں کے قوی اور ضعیف ہونے اور ان میں طول توسط کے متعلق بتاتے ہیں یاد رکھیں یہ ایک ضابطہ اور اصول ہے کہ تلاوت میں جب کئی مدیں جمع ہوں تو ان میں برابری اور مساوات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح ان کی وجوہ میں عدم مساوات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے اس طرح کہ نہ تو ان کی وجوہ میں عدم مساوات لازم آئے اور نہ ان وجوہ کی مقداروں کے بارے میں جو مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں ان میں خلط ہی ہونے پائے ہاں اگر ان میں سے ایک قوی اور دوسری ضعیف ہو تو اس صورت میں قوی کو ضعیف سے بڑھانا بھی جائز ہوتا ہے۔

لیکن ضعیف کو قوی سے بڑھانا جائز نہیں ہوتا تو جب تک یہ معلوم نہیں ہو گا کہ قوی کون سی ہے اور ضعیف کون سی تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک اس ضابطہ کو اپنانا اور اس کے موافق عمل کرنا ممکن نہیں ہو گا بس اس مقصد کے پیش نظر مختلف اقوال بھی ذکر کیے گئے ہیں اور قوی اور ضعیف کی تقسیم بھی کی گئی ہے۔ یاد رکھیں کہ جن وجوہ کا ذکر ماقبل کیا گیا ہے ان وجوہ اور اقوال میں سے صرف ایک کو اختیار کر لینا ہی کافی ہوتا ہے بلکہ قاری کے لیے اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ تلاوت کے شروع میں جس قول یا وجہ کو اختیار کیا جائے ختم تلاوت تک اسی کو اختیار کرتا چلا جائے اور ایسا نہ کرے کہ کہیں تو دو الفی توسط کرے کہیں اڑھائی الفی اور کہیں چار الفی یا کہیں تین الفی طول کرے اور کہیں پانچ الفی مثلاً اَتُحَآ جُوْنِّیْ میں اگر پہلی جگہ پانچ الفی طول کیا ہے تو دوسری جگہ بھی پانچ الفی ہی کرے اور اگر تین الفی کیا ہے تو دوسری جگہ بھی تین الفی ہی کرے اور اسی طرح مد عارض وقفی اور

مد لین یعنی عارض میں بھی اگر پہلی جگہ طول کیا ہے تو تلاوت کے آخر تک طول ہی کرتا چلا جائے اور قصر توسط میں بھی اسی برابری اور احتیاط کو ملحوظ رکھے اور ایسا نہ کرے کہ کہیں تو طول کرے کہیں توسط اور کہیں قصر وغیرہ اور ایسے ہی اس بات کا بھی خیال رکھے کہ ضعیف کی ترجیح قوی پر نہ ہونے پائے۔

فائدہ نمبر ۷:

بعض قرا میں یہ مرض پایا جاتا ہے کہ وقف کرتے وقت مد اصلی کو ایک حرکت کی مقدار کھینچتے ہیں اور اس نزاکت کو کمالِ قرأت سمجھتے ہیں جیسے فَهَدٰی کو فَهَدَی اور قَلٰی کو قَلَی اور بعض دو حرکات سے تجاوز کر جاتے ہیں یہ دونوں طریقے غلط ہیں ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

طول توسط قصر کا بیان:

۱: طول' اس سے مراد ہے حروف مدہ یا لین کو پانچ الف چار الف یا تین الف تک کھینچنا قراء کی اصطلاح میں اسے طول کہا جاتا ہے۔ پانچ الف سے مراد دس حرکات چار سے مراد آٹھ حرکات اور تین الف سے مراد چھ حرکات ہیں۔

۲: توسط' اس سے مراد ہے مد فرعی میں سے کسی مد کو دو یا تین الف تک کھینچنا۔

۳: قصر' اس سے مراد ہے ان حروف یعنی (مدہ یا لین) کو ایک الف تک دراز کرنا نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مذکورہ انداز سے ادا کرنا ہی ان کی مقدار ہے۔ ایک الف سے مراد دو حرکات ہیں۔

مدِ متصل میں دو الف مَدْ کیا ہے تو دوسری جگہ بھی دو الف مَدْ ہوگا اور اگر

ایک جگہ ڈھائی الف یا چار الف مَد کیا ہے تو دوسری جگہ بھی ڈھائی الف یا چار الف مَدّ کیا جائے گا۔

اسی طرح مدّاتِ منفصل میں بھی مد کی مقدار میں مساوات ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں مساوات رہے گی وہ تو جائز ہوں گی اور جن میں مساوات نہ ہوگی وہ غیر جائز۔

مذکورہ اصول کے مطابق اگر مدات متصل جمع ہوں تو نو وجہیں نکلتی ہیں جن میں مساوات کی تین وجوہ ہیں اور باقی چھ غیر صحیح (غیر اَولیٰ):

جائز وجوہ

تعداد جوہ   مثال والسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

:ا	پہلے دونوں مدّات میں دوالفی مَدّ	آخر کے دونوں مدّات میں بھی دوالفی مدّ د
:۲	پہلے دونوں مدّات میں ڈھائی الفی مَدّ	آخر کے دونوں مدّات میں بھی ڈھائی الفی مدّ د
:۳	پہلے دونوں مدّات میں چار الفی مَدّ	آخر کے دونوں مدّات میں بھی چار الفی مدّ د

ناجائز وجوہ

:ا	پہلے دونوں مدات میں دوالفی مد	آخر کے ہردو مدات میں ڈھائی الفی مد
:۲	پہلے دونوں مدات میں دوالفی مد	آخر کے ہردو مدات میں چار الفی مد
:۳	پہلے دونوں مدات میں ڈھائی الفی مد	آخر کے ہردو مدات میں دوالفی مد
:۴	پہلے دونوں مدات میں ڈھائی الفی مد	آخر کے ہردو مدات میں چار الفی مد
:۵	آخر کے ہردو مدات میں چار الفی مد	آخر کے ہردو مدات میں دوالفی مد
:۶	آخر کے ہردو مدات میں چار الفی مد	آخر کے ہردو مدات میں ڈھائی الفی مد

یہ چھ وجوہ اس لیے ناجائز ہیں کہ مقدار مد میں مساوات نہیں رہتی حالانکہ ایک ہی قسم کے مدات میں مساوات ضروری ہے۔

اگر مداتِ منفصل جمع ہوں تو سولہ وجہیں نکلتی ہیں' ان میں مساوات کی چار وجوہ صحیح ہیں اور باقی بارہ غیر صحیح (غیر اولیٰ):

جائز وجوہ

تعداد جوہ	مثال وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا	وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ
۱:	قصر	قصر
۲:	دو الف مَد	دو الف مَد
۳:	ڈھائی الف مَد	ڈھائی الف مَد
۴:	چار الف مَد	چار الف مَد

غیر جائز وجوہ

۱:	اول میں قصر	ثانی میں دو الف مَد
۲:	اول میں قصر	ثانی میں ڈھائی الف مَد
۳:	اول میں قصر دو الف مد	ثانی میں چار الف مَد
۴:	اول میں قصر دو الف مد	ثانی میں قصر
۵:	اول میں قصر دو الف مَد	ثانی میں ڈھائی الف مَد
۶:	اول میں قصر دو الف مَد	ثانی میں چار الف مد
۷:	اول میں ڈھائی الف مد	ثانی میں قصر

۸:	اول میں ڈھائی الف مد	ثانی میں دو الف مد
۹:	اول میں ڈھائی الف مد	ثانی میں چار الف مد
۱۰:	اول میں چار الف مد	ثانی میں قصر
۱۱:	اول میں چار الف مد	ثانی میں دو الف مد
۱۲:	اول میں چار الف مد	ثانی میں ڈھائی الف مد

مد کی مقدار میں مساوات نہ ہونے کی وجہ سے یہ بارہ وجوہ غیر جائز ہیں۔

جب مدِ عارض یا مد لین عارض جمع ہو جائیں تو ان میں بھی مساوات کے قاعدے کے مطابق عمل ہو گا یعنی مدِ عارض میں اگر پہلے طول اختیار کیا ہے تو دوسرے میں بھی طول کرنا ہو گا اور اگر توسط کیا ہے تو دوسرے میں بھی توسط ضروری ہو گا اور اگر پہلے میں قصر کیا ہے تو پھر دوسرے میں بھی قصر کرنا ضروری ہو گا۔

اسی طرح اگر مدِ لین عارض میں پہلے قصر کیا ہے تو دوسرے میں بھی قصر کرنا ہو گا اور اگر توسط کیا ہے تو دوسرے میں بھی توسط کرنا ضروری ہو گا۔ اور اگر پہلے میں طول کیا ہے تو باقی سب میں طول کیا جائے گا۔

یہ بھی واضح رہے کہ طول، توسط میں مساوات کے ساتھ ساتھ طول اور توسط کی مقدار کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

چنانچہ اَعُوْذُ، بَسْمله اور اَلْعٰلَمِیْنَ میں بحالتِ فصلِ کُل یعنی اَلرَّجِیْمِ، اَلرَّحِیْمِ اور اَلْعٰلَمِیْنَ ہر ایک پر وقف کرنے کی صورت میں اڑتالیس وجوہ پیدا ہوتی ہیں اَلرَّجِیْمِ میں چار وجوہ، طول، توسط، قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم اور الرجیم میں بھی یہی چار وجوہ جن کا مجموعہ سولہ ہوتا ہے تفصیل یہ ہے:

سولہ (۱۶) وجوہ

	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۱	طول مع الاسکان	" " طول مع الاسکان
۲	توسط " "	" " " "
۳	قصر " "	" " " "
۴	قصر مع الروم	" " " "
۵	طول مع الاسکان	" " توسط " "
۶	توسط " "	" " " "
۷	قصر " "	" " " "
۸	قصر مع الروم	" " " "
۹	طول مع الاسکان	" " قصر " "
۱۰	توسط " "	" " " "
۱۱	قصر " "	" " " "
۱۲	قصر مع الروم	" " " "
۱۳	طول مع الاسکان	" " قصر مع الروم
۱۴	توسط " "	" " " "
۱۵	قصر " "	" " " "
۱۶	قصر مع الروم	" " " "

مذکورہ سولہ (۱۶) وجوہ کو اَلْعٰلَمِيْنَ کی وجوہ ثلاثہ یعنی طول، توسط، قصر مع الاسکان میں ملانے سے اڑتالیس (۴۸) وجوہ ہوتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

اڑتالیس (۴۸) وجوہ

جدول الف

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
۱: طول مع الاسکان	" " طول مع الاسکان	" طول مع الاسکان (بالاتفاق جائز)
۲: توسط " "	" " "	" " "
۳: قصر " "	" " "	" " "
۴: قصر مع الروم	" " "	" " "
۵: طول مع الاسکان	توسط " " "	" " "
۶: توسط " "	" " "	" " "
۷: قصر " "	" " "	" " "
۸: قصر مع الروم	" " "	" " "
۹: طول مع الاسکان	قصر " "	" " "
۱۰: توسط " "	" " "	" " "
۱۱: قصر " "	" " "	" " "
۱۲: قصر مع الروم	" " "	" " "
۱۳: طول مع الاسکان	" " قصر مع ۳ الروم	" " "
۱۴: توسط " "	" " "	" " "
۱۵: قصر	" " "	" " "
۱۶: قصر مع الروم	" " "	" " " (مختلف فیہ)

جدول ب

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
۱: طول مع الاسکان	" " طول مع الاسکان	" توسط مع الاسکان
۲: توسط " "	" " "	" " "
۳: قصر " "	" " "	" " "
۴: قصر مع الروم	" " "	" " "
۵: طول مع الاسکان	توسط " " "	" " "
۶: توسط " " "	" " "	" " (بالاتفاق جائز)
۷: قصر " " "	" " "	" " "
۸: قصر مع الروم	" " "	" " "
۹: طول مع الاسکان	قصر " "	" " "
۱۰: توسط " " "	" " "	" " "
۱۱: قصر " " "	" " "	" " "
۱۲: قصر مع الروم	" " "	" " "
۱۳: طول مع الاسکان	" " قصر مع ۳ الروم	" " "
۱۴: توسط " " "	" " "	" " "
۱۵: قصر	" " "	" " "
۱۶: قصر مع الروم	" " "	" " " (مختلف فیہ)

جدول ج

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
۱: طول مع الاسکان	" " طول مع الاسکان	" توسط مع الاسکان
۲: توسط " "	" " "	" " "
۳: قصر " "	" " "	" " "
۴: قصر مع الروم	" " "	" " "
۵: طول مع الاسکان	توسط " " "	" " "
۶: توسط " " "	" " "	" " "
۷: قصر " " "	" " "	" " "
۸: قصر مع الروم	" " "	" " "
۹: طول مع الاسکان	قصر " "	" " "
۱۰: توسط " " "	" " "	" " "
۱۱: قصر " " "	" " "	" " (بالاتفاق جائز)
۱۲: قصر مع الروم	" " "	" " "
۱۳: طول مع الاسکان	" " قصر مع ۳ الروم	" " "
۱۴: توسط " " "	" " "	" " "
۱۵: قصر	" " "	" " "
۱۶: قصر مع الروم	" " "	" " " (بالاتفاق جائز)

جائز وجوہ

جدول الف کی وجہ نمبر ۱ ' جدول ب کی وجہ نمبر ۶ ' جدول ج کی وجہ نمبر ۱۱

اور نمبر ۱٦ یہ چار وجوہ بالاتفاق جائز ہیں۔

مختلِفٌ فیہ وجوہ

جدول الف کی وجہ نمبر ۱٦ اور جدول ب کی وجہ نمبر ۱٦' یہ دو وجوہ مختلف فیہ ہیں یعنی بعض قراء مساوات نہ ہونے کی بنا پر ان کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ جائز ہیں کیونکہ اَلرَّجِیْمِ اور اَلرَّجِیْمِ میں رَوم کی حالت میں طول و توسط جائز ہی نہیں' اس لیے عدم مساوات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ان کے علاوہ بقیہ بیالیس (۴۲) وجوہ بالاتفاق ناجائز ہیں۔

وصلِ اوّل فصل ثانی کی حالت میں یعنی اَعُوْذُ کو بسم اللہ سے ملا کر اَلرَّجِیْمِ اَلْعٰلَمِیْنَ میں تین وجوہ' طول' توسط' قصر مع الروم اور اَلْعٰلَمِیْنَ تین (۳) وجوہ' طول' توسط' قصر مع الاسکان کے مِلانے سے بارہ (۱۲) وجوہ پیدا ہوتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

جدول

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
۱: طول مع الاسکان	" طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان (بالاتفاق جائز)
۲: توسط	" " "	" " "
۳: قصر	" " "	" " "
۴: قصر مع الروم	" " "	" " (مختلف فیہ)
۵: طول مع الاسکان	توسط" " "	" " "
٦: توسط	" " "	" " (بالاتفاق جائز)
۷: قصر	" " "	" " "

۸: قصر مع الروم	" " "	توسط " (مختلف فیہ)
۹: طول مع الاسکان	قصر " "	" " "
۱۰: توسط	" " "	" " "
۱۱: قصر	" " "	" " (بالاتفاق جائز)
۱۲: قصر مع الروم	" " "	" " "

ان میں مساوات کی چار وجوہ نمبر ۱، ۶، ۱۱، ۱۲ بالاتفاق جائز ہیں، دو وجوہ نمبر ۴، ۸ مختلف فیہ ہیں اور باقی چھ غیر جائز۔

فصل اول وصل ثانی کی صورت میں اَلرَّجِيْمِ پر وقف کیا جائے اور بسم اللہ کو الحمد سے ملا کر اَلْعٰلَمِيْنَ پر بھی وقف کیا جائے تو یہی مذکورہ بارہ وجوہ نکلتی ہیں۔ ان میں بھی چار وجوہ بالاتفاق جائز ہیں، دو مختلف فیہ ہیں اور باقی چھ غیر جائز ہیں۔

ان وجوہ کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن افہام وتفہیم کی غرض سے بیان کی گئی ہیں تاکہ طلبا کو سمجھنے میں سہولت ہو......

تفصیل یہ ہے:

جدول

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
۱: طول مع الاسکان	" طول مع الاسکان	طول مع الاسکان (بالاتفاق جائز)
۲: توسط	" " "	" " "
۳: قصر	" " "	" " "
۴: قصر مع الروم	" " "	" " (مختلف فیہ)
۵: طول مع الاسکان	" " "	توسط " "

۶: توسط	" " "	" " (بالاتفاق جائز)
۷: قصر	" " "	" " "
۸: قصر مع الروم	" " "	توسط " (مختلف فیہ)
۹: طول مع الاسکان	" " "	قصر " "
۱۰: توسط	" " "	" " "
۱۱: قصر	" " "	" " (بالاتفاق جائز)
۱۲: قصر مع الروم	" " "	" " "

مساوات کی چار وجوہ نمبر ۱، ۶، ۱۱، ۱۲، بالاتفاق جائز، دو وجوہ نمبر ۴، ۸، مختلف فیہ اور باقی چھ بالاتفاق غیر جائز ہیں۔

وصلِ کل کی حالت میں یعنی اَعُوْذُ، بِسْمِ اللہ دونوں کو ملا کر اَلْعٰلَمِیْنَ پر وقف کیا جائے تو تین وجوہ نکلتی ہیں، طول، توسط، قصر مع الاسکان اور تینوں جائز ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

۱ " " " " " طول مع الاسکان

۲ " " " " " توسط "

۳ " " " " " قصر مع الاسکان

خلاصہ یہ ہوا کہ مذکورہ جدولوں کی وجوہ میں سے اکیس وجوہ صحیح ہیں، پندرہ بالاتفاق جائز اور چھ مختلف فیہ ہیں۔

س ۶۶: مختلف نوعیت کے مدات جمع ہونے کی حالت میں کس بات کا لحاظ ضروری ہے؟ ایسی حالت میں کتنی وجوہ نکلتی ہیں؟ ان میں جائز کتنی ہیں اور ناجائز کتنی ہیں؟

ج: مختلف مدات جمع ہونے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ مد ضعیف کی مدِ قوی پر ترجیح نہ ہو یعنی مد ضعیف مد قوی سے مقدار میں نہ بڑھے بلکہ مدِ ضعیف مدِ قوی کے ساتھ برابر رہے یا اس سے کم رہے۔

جن صورتوں مدِ ضعیف مدِ قوی سے مقدار میں بڑھ جائے یا مدِ قوی مد ضعیف مدِ قوی مدِ ضعیف سے مقدار میں گھٹ جائے تو یہ وجوہ ناجائز ہوں گی۔

اسی قائدے کے مطابق اگر مدِ متصل و مدِ منفصل جمع ہوں اور متصل مُقدّم اور منفصل موخر ہو تو بارہ (۱۲) وجوہ نکلتی ہیں ان میں وہ نو (۹) وجوہ جن میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی جائز ہیں اور باقی تین غیر صحیح:

صحیح وجوہ

مثال: وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ

تعداد وجوہ	مدِ متصل مقدم	مدِ منفصل موخر
۱	دو الفی مَدُ	قصر
۲	چار حرکات	دو الفی مَد
۳	ڈھائی الفی مَد	قصر
۴	// // //	دو الفی مَدُ
۵	// // //	ڈھائی الفی مَدُ
۶	چار الفی مَد	قصر
۷	// // //	دو الفی مَد
۸	// // //	ڈھائی الفی مَدُ

۹	// // //	چار الفی مَد

غیر صحیح وجوہ

تعداد وجوہ	مدِ متصِل مقدّم	مدِ منفصِل موخر
۱	دو الفی مَدّ	ڈھائی الفی مَد
۲	// //	چار الفی مَد
۳	ڈھائی الفی مَد	// // //

یہ تین وجوہ اس لیے ناجائز ہیں کہ ان میں ضعیف کی قوی پر ترجیح ہوتی ہے جو غیر صحیح ہے۔

اگر مدِ منفصِل مقدّم ہو اور متصل موخر تو پھر بھی مذکورہ بارہ (۱۲) وجوہ نکلتی ہیں جن میں نو (۹) وجوہ صحیح ہیں کیونکہ ان میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی اور باقی تین غیر صحیح (غیر اَوْلیٰ):

جائز وجوہ

مثال: ثُمَّ اسْتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ

تعداد وجوہ	مدِ منفصِل مقدّم	مدِ متصِل موخر
۱	قصر	دو الف مَدّ
۲	قصر	ڈھائی الف مَدّ
۳	قصر	چار الف مَدّ

۴	دو الف مَدّ	دو الف مَدّ
۵	دو الف مَدّ	ڈھائی الف مَدّ
٦	دو الف مَدّ	ڈھائی الف مَدّ
۷	ڈھائی الف مَدّ	ڈھائی الف مَدّ
۸	ڈھائی الف مَدّ	چار الف مَدّ
۹	چار الف مَدّ	چار الف مَدّ

ناجائز وجوہ

تعداد وجوہ	مدِ منفصِل مقدم	مدِ متصِل موخر
۱	ڈھائی الف مَدّ	دو الف مَدّ
۲	چار الف مَدّ	دو الف مَدّ
۳	چار الف مَدّ	ڈھائی الف مَدّ

ان تین صورتوں میں ضعیف کی قوی پر ترجیح لازم آتی ہے جو غیر جائز ہے۔
اگر مدِ عارض اور مدِ لین عارض جمع ہو جائیں تو نو (۹) وجوہ نکلتی ہیں' وہ چھ (٦) وجوہ جن میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی' جائز ہیں اور باقی تین غیر صحیح:

جائز وجوہ

مثال: مِنْ جُوْعٍ ۵ مِنْ خَوْفٍ

تعداد وجوہ	مدِ عارض مقدم	مدِ لین عارض مؤخر
۱	طول	قصر
۲	طول	توسط
۳	طول	طول
۴	توسط	قصر
۵	توسط	توسط
۶	قصر	قصر

ناجائز وجوہ

تعداد وجوہ	مدِ عارض مقدم	مدِ لین عارض مؤخر
۱	توسط	طول
۲	قصر	توسط
۳	قصر	طول

ان تین وجوہ میں ضعیف کی قوی پر ترجیح ہوتی ہے جو غیر جائز ہے۔

اگر مدِ لین عارض مقدم اور مدِ عارض موخر ہو تو بھی نو (۹) وجوہ نکلتی ہیں ان میں وہ چھ وجوہ جائز ہیں جن میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی اور باقی تین (۳) غیر جائز ہیں۔

جائز وجوہ

مثال: وَالطَّيْرَ ط وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ

تعداد وجوہ	مدِ لین عارض مقدم	مدِ عارض موخر
۱	قصر	طول
۲	قصر	توسط
۳	قصر	قصر
۴	توسط	طول
۵	توسط	توسط
۶	طول	طول

ناجائز وجوہ

تعداد وجوہ	مدِ عارض مقدم	مدِ لین عارض موخر
۱	توسط	قصر
۲	طول	توسط
۳	طول	قصر

مدِ ضعیف کی ترجیح کی وجہ سے یہ تین (۳) وجوہ ناجائز ہیں۔

اگر مدِ عارض یا مدِ لین عارض میں حرف موقوف علیہ کی مختلف حرکات کے اعتبار سے وجوہ نکالی جائیں تو اور زیادہ وجوہ پیدا ہوں گی مثلاً:

مدِ عارض یا مدِ لین عارض میں حرف موقوف علیہ مکسور ہے یعنی ایک زیر یا

زیر کی تنوین ہے تو چھ (٦) وجوہ نکلتی ہیں جن میں چار جائز ہیں' اور دو غیر جائز:

جائز وجوہ مثال: فَاتَّقُوْنِ مِنْ فُطُوْرٍ			جائز وجوہ مثال: وَالصَّیْفِ مِنْ خَوْفٍ	
تعداد وجوہ	مدِ عارض		تعداد وجوہ	مدِ لین عارض
۱	طول مع الاسکان		۱	قصر مع الاسکان
۲	توسط الاسکان		۲	توسط الاسکان
۳	قصر الاسکان		۳	طول الاسکان
۴	قصر مع الرَّوْم		۴	قصر مع الرَّوْم
ناجائز وجوہ			ناجائز وجوہ	
۱	طول مع الرَّوْم		۱	توسط مع الرَّوْم
۲	توسط مع الرَّوْم		۲	طول مع الرَّوْم

یہ دو (۲) وجوہ اس لیے ناجائز ہیں کہ مَدّ کے لیے حرفِ مَدّہ و حرف لین کے بعد سکون کا ہونا ضروری ہے اور رَوْم والا حرف ساکن نہیں ہوتا بلکہ متحرک ہوتا ہے۔

اگر مدّ عارض یا مدِ لین عارض میں حرف موقوف علیہ مضموم ہے یعنی ایک پیش یا پیش کی تنوین ہے تو نو (۹) وجوہ نکلتی ہیں جن میں سات جائز ہیں اور دو (۲) غیر جائز:

جائز وجوہ مثال: اَلْوَدُوْدُ قُعُوْدٌ			جائز وجوہ مثال: وَالطَّیْرُ خَیْرٌ	
تعداد وجوہ	مدِ عارض		تعداد وجوہ	مدِ لین عارض

طول مع الاسکان	۱
توسط الاسکان	۲
قصر الاسکان	۳
طول مع الاشمام	۴
توسط مع الاشمام	۵
قصر الاشمام	۶
قصر مع الرّوم	۷
ناجائز وجوہ	
طول مع الرّوم	۱
توسط مع الرّوم	۲

قصر مع الاسکان	۱
توسط الاسکان	۲
طول الاسکان	۳
قصر مع الاشمام	۴
توسط الاشمام	۵
طول الاشمام	۶
قصر مع الرّوم	۷
ناجائز وجوہ	
توسط مع الرّوم	۱
طول مع الرّوم	۲

رَوم کی حالت میں حرف مدہ اور حرف لین کے بعد سکون نہ ہونے کے سبب یہ ہر دو وجوہ غیر جائز ہیں۔

مدِ عارض یا مدِ لین عارض میں اگر حرف موقوف علیہ مفتوح ہے یعنی ایک زبر ہے تو تین وجوہ نکلتی ہیں کیونکہ فتحہ میں رَوم و اشمام نہیں ہوتا اور تینوں وجوہ جائز ہیں:

وجوہ

مثال: لِلْمُتَّقِیْنَ عَالَمِیْنَ

تعداد وجوہ　　مدِ عارض

۱:　　طول مع الاسکان

۲: توسط مع الاسکان

۳: قصر مع الاسکان

وجوہ

مثال: لَارَیْبَ ؕ لَاضَیْرَ

تعداد وجوہ　　مدِ لین عارض

۱: قصر مع الاسکان

۲: توسط مع الاسکان

۳: طول الاسکان

جب کسی کلمہ میں سبب مَدّ قوی اور ضعیف جمع ہوں تو قوی سبب پر عمل ہوگا

مثلاً:

جب مدِ متصل کا ہمزہ اخیر کلمہ میں واقع ہو اور وقف بالاسکان یا بالاشمام کیا جائے تو ہمزہ ہی کا اعتبار کر کے مَدّ کیا جائے گا اور سکون جو عارضی ہے اس کی وجہ سے قصر جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اصلی سبب کا الغاء اور عارضی کا اعتبار لازم آتا ہے جو غیر جائز ہے جیسی یَشَآءُ ؕ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ ؕ

اسی طرح مدِ لازم کلمی مُثقّل کا مُشدّد حرف اخیر کلمہ میں واقع ہو تو اس میں بھی وقف بالاسکان اور بالاشمام کی صورت میں قصر جائز نہیں بلکہ قوی سبب یعنی حرف مثقل کی بنا پر مد ہی کیا جائے گا جیسے صَوَآفَّ ؕ غَیْرَ مُضَآرٍّ ؕ وَلَا جَآنٌّ O

خلاصہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اصول کا سمجھنا اور یاد رکھنا ضروری ہے اور ان کے مطابق وجہ صحیح اور غیر صحیح نکال کر عمل کیا جائے:

۱:　　ایک قسم کے مدات میں مَدّ کی مقدار میں مساوات رکھنا۔

پس جن صورتوں میں مساوات نہ رہے گی وہ غیر صحیح ہوں گی اسی کو عدمِ مساوات وعدمِ توافق اور ترجیح بلا مرجح سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲:　　مدِ ضعیف کے مَدّ کی مقدار،مدِ قوی سے کم رہنا یا اس کے برابر رہنا۔

۔ مدِ ضعیف کا مدِ قوی سے مقدار میں بڑھ جانا یا مدِ قوی کا مقدار میں گھٹ جانا غیر جائز ہے۔ضعیف کی قوی پر ترجیح ہونے کا یہی مطلب ہے۔

۳:　　مد کے قوی اور ضعیف سبب جمع ہونے کی صورت میں قوی سبب پر عمل کرنا۔

اس کے برعکس یعنی قوی سبب چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرنا' یہ غیر جائز ہے۔ سبب اصلی کا اِلغاء اور سببِ عارضی کا اِعتبار اسی کو کہتے ہیں۔

نون ساکن وتنوین کا بیان

نون ساکن اور نون تنوین کے چار احکام ہیں ۱:اظہار ۲:ادغام ۳:اقلاب ۴:اخفا۔

نون ساکن وتنوین کے احکام شروع کرنے سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ نون ساکن اور تنوین میں فرق بیان کر دیا جائے کیونکہ اکثر طلبا ان چھوٹے چھوٹے مسائل سے واقف نہیں ہوتے اس لیے وہ مسائل کو صحیح طریقے سے سمجھ نہیں پاتے

نون ساکن وتنوین میں فرق

۱: نون ساکن وہ نون ہے جس نون پر زبر زیر پیش میں سے کوئی حرکت نہ ہو اس نون کو نون ساکن کہتے ہیں۔ مثلاً:

يَنْهَوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ مِنْۢ بَعْدِيْ مِنْكُمْ

وغیرہ کا نون ان تمام کلمات میں نون ساکن کی مثالیں موجود ہیں۔

نون تنوین

اگر کسی کلمہ کے آخری حرف پر دو زبر دو زیر اور دو پیش ہوں جیسے بَرْقٌ کی کاف پر دو پیش فِيْ رَيْبٍ کی با کے نیچے دو زیر اور اَبَدًا کی دال پر دو زبر تو اس میں جو نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اسی آواز کو تنوین کہتے ہیں اور ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ نون ساکن تو لکھنے میں بھی آتا ہے اور پڑھنے میں بھی لیکن نون تنوین صرف پڑھنے میں آتا ہے لکھنے میں نہیں آتا البتہ دو زبر کا تنوین الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جو وقف کی صورت میں الف میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

دوسرا فرق:

نون ساکن کلمہ کے درمیان میں بھی آتا ہے اور آخر میں بھی مگر نون تنوین صرف کلمہ کے آخر میں ہی آتا ہے۔

تیسرا فرق:

نون ساکن حالت وصل و وقف میں لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے مگر نون تنوین صرف حالت وصل میں باقی رہتا ہے حالت وقف میں نہیں۔

اب ہم آپ کو نون ساکن وتنوین کے احکام کے متعلق تفصیلاً بیان کرتے ہیں:

نون ساکن وتنوین کے احکام

ا: **اظہار** کے لغوی معنی اَلْبَیَانُ یعنی خوب ظاہر کرنا اور اصطلاح میں اظہار کی تعریف یہ ہے۔

اِخْرَاجُ کُلِّ حَرْفٍ مِّنْ مَّخْرَجِهٖ مِنْ غَیْرِ غُنَّةٍ فِیْ الْمُظْهَرِ

یعنی: حرف اظہار کو اس کے اپنے مخرج سے بغیر غنہ زمانی کے ادا کرنا۔

اظہار کی تعریف:

جب نون ساکن وتنوین کے بعد حروف حلقی (ء ہ ع ح غ خ) میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں اظہار ہوگا اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں یہاں طلبا کی سہولت کے لیے اظہار حلقی کے چھ حروف کی پانچ پانچ مثالیں لکھی جاتی ہیں طلبا کو چاہیے کہ مثالوں کو کسی ماہر استاد سے پڑھیں اور جب تک ان کی ادائیگی درست نہ ہو اس کی باقاعدہ مشق کرتے رہیں

اظہار حلقی کی مثالیں

	نْ	نْ	ً	ٍ	ٌ
ء	وَمِنْ اَهْلِ	وَیَنْئَوْنَ	اِذًا اَبَدًا	بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ
ہ	وَمِمَّنْ هَدَیْنَ	مِنْهُمْ	فَرِیْقًا هَدٰی	قَوْمٍ هَادٍ	اِنِ امْرُؤٌ
ع	مِنْ عِبَادِنَا	اَنْعَمْتَ	قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا	بِکَافٍ عَبْدَهٗ	عَرْشٌ عَظِیْمٌ

ح	مِنْ حَيْثُ	وَتَنْحِتُوْنَ	عَلِيْمًا حَكِيْمًا	بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ	اَرْبَعَةٌ حُرُ
غ	مِنْ غَيْرِ	فَسَيُنْغِضُوْنَ	عَفُوًّا غَفُوْرًا	سَفِيْنَةٍ غَصْبًا	لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ
خ	مِنْ خَشْيَةٍ	وَالْمُنْخَنِقَةُ	عَلِيْمًا خَبِيْرًا	كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ	وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ

اساتذہ کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ طلباء کو مشق کے ساتھ ان کلمات میں اچھی طرح اجراء کروائیں تا کہ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت طلباء ان احکام کے مطابق تلاوت کر سکیں۔

ادغام کا بیان

ادغام کے لغوی معنی اِدْخَالُ الشَّیْئُ فِی الشَّیْئَ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا اور اصطلاح میں ادغام کی تعریف ان لفظوں میں بیان کی جاتی ہے۔

خَلْطُ حَرْفٍ سَاكِنٍ بِمُتَحَرِّكٍ بِحَيْثُ يَصِيْرَانِ حَرْفًاوَّاحِدًا مُشَدَّدًاوَّ يَرْتَفِعُ اللِّسَانُ عِنْدَ اَدَآءِ هِمَا اِرْتِفَاعَةً وَّاحِدَةً۔

ترجمہ: یعنی حرف ساکن کو حرف متحرک میں اس طرح ملا دینا کہ وہ دونوں مِل کر ایک مشدّد حرف ہو جائیں اور دونوں کی ادائیگی کے وقت عضو ایک ہی بار کام کرے یعنی دونوں ایک ہی مخرج سے بلا فصل ادا ہوں۔

ادغام کی تعریف: جب نون ساکن وتنوین کے بعد حروف يَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں نون ساکن وتنوین کا اس حرف میں ادغام ہو گا اس ادغام کو ادغام یرملون کہتے ہیں۔

ادغام یرملون کی اقسام:

ادغام یرملون کی دو اقسام ہیں (۱) ادغام مع الغنہ (۲) ادغام بغیر الغنہ

۱: ادغام مع الغُنّہ

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد یَنْمُوْ کے چار حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں ادغام مع الغُنّہ ہوتا ہے۔

۲: ادغام بغیر الغنہ

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد ل ر میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں ادغام بغیر الغنہ ہوتا ہے ان کو ادغام کامل اور ادغام ناقص بھی کہتے ہیں۔

اب ہم طلبا کی سہولت کے لیے ادغام ناقص یعنی ادغام مع الغنہ اور ادغام کامل یعنی ادغام بغیر الغنہ کی مثالیں پیش کرتے ہیں انشاء اللہ ان کلمات کی تلاوت اور مشق سے ادغام ناقص اور ادغام کامل کی صحیح ادائیگی کا طریقہ آ جائے گا اور انشاء اللہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ان غلطیوں سے بچ سکیں گے۔

ادغام ناقص وکامل کی مثالیں

۱: ادغام کامل کی مثالیں

	نْ	ً	ٌ
ل	مِنْ لَّدُنْ	لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ	وَیْلٌ لِّکُلِّ
ر	مِنْ رَّحْمَتِہٖ	تَوَّابًا رَّحِیْمًا	غَفُوْرٌ رَّحِیْم

ادغام ناقص کی مثالیں

نْ

ی	وَمَنْ يَّعْمَلْ	مُنَادِيًا يُّنَادِىْ	لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ	رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ
ن	مِنْ نّٰصِرِيْنَ	رَسُوْلًا نَّبِيًّا	يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ	طَلْعٌ نَّضِيْدٌ
م	مِنْ مَّقَامِكَ	اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ	سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ	قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ
و	مِنْ وَّرَقَةٍ	جَنَّةً وَّحَرِيْرًا	جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ	نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ

اساتذہ کرام ان مثالوں کی خوب مشق کروائیں اور کوشش فرمائیں کہ طلباء کے اندر ان احکام کی صحیح ادائیگی کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور انہیں ادغام ناقص اور ادغام کامل کا فرق واضح کر دیا جائے تا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ان غلطیوں سے بچ سکیں۔

اقلاب: اقلاب کے لغوی معنی (تَحْوِيْلُ الشَّیْءِ عَنْ وَّجْهِهٖ) یعنی کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کے ہیں اور اصطلاح میں اقلاب کی تعریف یہ ہے:

هُوَ جَعْلُ حَرْفٍ مَّكَانَ حَرْفٍ اٰخَرَ مَعَ مُرَاعَاةِ الْغُنَّةِ ۔ یعنی صفت غنہ کو باقی رکھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھ دینا یعنی اس سے بدل دینا۔

اقلاب کی تعریف:

جب نون ساکن وتنوین کے بعد با آ جائے تو وہاں اقلاب ہوتا ہے۔ اور دونوں حرفوں کے درمیان ایک چھوٹی سی میم کا اضافہ کر کے اسے ظاہر کیا جاتا

ہے تا کہ قاری سمجھ سکے آیئے اسی قانون کو صحیح سمجھنے کے لیے ہم آپ کے سامنے اقلاب کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ انشاء اللہ ان کی مشق سے اقلاب کی صحیح ادائیگی میں مدد ملے گی اور یاد رکھیں اقلاب ہمیشہ مع الغنہ ہوتا ہے۔

اقلاب کی مثالیں

وَيُؤْمِنْ م بِاللّٰه　　اَبَدًام بِهَا　　كُلُّ مُرِئٍ بِمَا　　سَمِيْعٌ م بَصِيْرٌ

مِنْم بَعْدِ ذٰلِكَ　　ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا　　فُرُشٍ م بَطَائِنُهَا　　اٰيٰتٌ م بَيِّنٰتٌ

اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ　　قَوْلًا م بَلِيْغًا　　يَوْمَئِذٍ م بِجَهَنَّمَ　　وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ

ان کلمات کی خوب مشق کریں اور ماہر اساتذہ سے تصدیق کروائیں جب تک اساتذہ مطمئن نہ ہوں بار بار ان کلمات کی مشق جاری رکھیں انشاء اللہ چند گھنٹوں یا دنوں کے بعد ادائیگی بالکل درست ہو جائے گی۔

اخفا کا بیان:

اخفا کے لغوی معنی (اَلسَّتْرُ) یعنی چھپانے کے ہیں اور اصطلاح میں اخفا کی تعریف یہ ہے هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ النُّطْقِ بِحَرْفٍ سَاكِنٍ عَارٍ عَنِ التَّشْدِيْدِ عَلٰى صِفَةٍ م بَيْنَ الاِظْهَارِ وَالْاِدْغَامِ مَعَ بَقَآءِ الْغُنَّةِ فِي الْحَرْفِ الْاَوَّلِ یعنی کسی حرف ساکن کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر اس میں صفت غنہ کو باقی رکھ کر بغیر تشدید کے ادا کرنا۔

اخفاء کی تعریف:

جب نون ساکن وتنوین کے بعد حروف حلقی یرملون با اور الف کے علاوہ

باقی پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں نون پر اخفا ہوگا اس اخفا کو اخفاءِ حقیقی کہتے ہیں۔ عوام الناس اور طلبا کی سہولت کے پیش نظر یہاں اخفا کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں تا کہ اخفاء کی صحیح پہچان اور مشق ہو سکے۔

اخفا کی مثالیں

	نْ	نـْ	ـًـ	ـٍـ	ـٌـ
ت	اَنْ تَتَّقُوْا	وَاَنْتُمْ	نَارًا تَلَظّٰى	خَيْرٍ تَجِدُوْهُ	قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ
ث	مَنْ ثَقُلَتْ	بِالْاُنْثٰى	مَآءً ثَجَّاجًا	يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ	شِهَابٌ ثَاقِبٌ
ج	مِنْ جَنّٰتٍ	فَاَنْجَيْنٰهُ	ظَلُوْمًا جَهُوْلًا	اُمَّةٍ جَعَلْنَا	عَيْنٌ جَارِيَةٌ
د	مِنْ دُوْنِ	عِنْدَاللّٰهِ	دَكًّا دَكًّا	وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ	ضُرٌّ دَعَانَا
ذ	مَنْ ذَا الَّذِىْ	الْمُنْذَرِيْنَ	نَارًا ذَاتَ	سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا	عَزِيْزٌ ذُوْانْتِقَامٍ
ز	مَنْ زَكّٰهَا	اُنْزِلَ	وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا	بَعْضٍ زُخْرُفَ	حَمِيْدٌ زَعَمَ
س	عَنْ سَبِيْلِهٖ	يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ	قَوْلًا سَدِيْدًا	لَيَالٍ سَوِيًّا	كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
ش	فَمَنْ شَآءَ	وَتَنْشَقُّ	سَبْعًا شِدَادًا	شَیْءٍ شَهِيْدٌ	غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ
ص	وَلَمَنْ صَبَرَ	فَانْصُرْنَا	عَذَابًا صَعَدًا	بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ	رِجَالٌ صَدَقُوْا
ض	عَنْ ضَيْفِ	مَنْضُوْدٍ	قَوْمًا ضَآلِّيْنَ	لِكُلٍّ ضِعْفٌ	ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ
ط	مَنْ طَغٰى	اِنْطَلِقُوْا	كَلِمَةً طَيِّبَةً	سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا	بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ
ظ	اِنْ ظَنَّا	تَنْظُرُوْنَ	ظِلًّا ظَلِيْلًا	نَفْسٍ ظَلَمَتْ	سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ
ف	مِنْ فَضْلٍ	فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ	قَوْمًا فٰسِقِيْنَ	بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ	مُحْسِنٌ فَلَهٗ
ق	مِنْ قَبْلِكَ	لَمُنْقَلِبُوْنَ	ثَمَنًا قَلِيْلًا	عَالِيَةٍ قُطُوْفُهَا	فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ

لَكَ وَلٰكِنْ كَانُوْا وَاِنْ مِّنْكُمْ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ وَاَكْوَابٍ كَانَتْ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ

نوٹ:

نمبر ۱: ادغام کے لیے یہ شرط ہے کہ نون ساکن اور اس کا مدغم فِیہ (یعنی جس حرف میں ادغام کیا گیا ہو) دونوں دو کلموں میں ہوں اور اگر یہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں گے تو ادغام نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ دُنْیَا قِنْوَانٌ صِنْوَانٌ اور بُنْیَانٌ ان چار کلموں میں ادغام نہیں ہوتا کیونکہ ان میں نون و واؤ اور نون و یا دونوں ایک ہی کلمہ میں ہیں اور اس قاعدے کے تمام قرآن میں یہی چار لفظ پائے گئے ہیں اور ان چار لفظوں میں جو اظہار ہوتا ہے۔ اسے اظہار مطلق کہتے ہیں۔

(فائدہ) اور نٓ وَالْقَلَمِ اور یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ میں باوجودیکہ واو نون کے بعد دوسرے کلمہ میں ہے۔ پھر بھی ادغام نہیں ہوتا ہے ہاں امام جزریؒ کے طریق سے ان میں ادغام بھی جائز ہے۔

اظہار ادغام اقلاب اور اخفاء کی صحیح ادائیگی

ان سب کی تعریفیں پہلے تحریر کر دی گئی ہیں ان تعریفوں کو سامنے رکھ کر ان حرفوں کو ادا کرنا چاہیے پس نون مظہرہ کو اس کے اصلی مخرج یعنی طرف اور تالو سے بغیر غنہ کے ادا کرنا چاہیے ہاں اس کا خیال رکھو کہ نون مظہرہ پہ نہ تو سکتہ سا ہونے پائے اور نہ اس کا سکون ملنے ہی پائے کہ قلقلہ سا ہو جائے اور چونکہ نون حروف متوسطہ میں سے ہے اس لیے اظہار کی صورت میں اس کی آواز مخرج پر زیادہ قوت کے ساتھ بھی نہیں ٹکنی چاہیے جیسا کہ بعض لوگوں سے اظہار کے اہتمام میں ایسا ہو جاتا ہے بلکہ نون کا سکون نہایت لطافت کے ساتھ ادا ہو اور پھر بلا فصل

دوسرے حرف کی آواز شروع ہو جائے اور نون مدغم کو اس طرح ادا کرو کہ اس کو بعض والے حرف سے بدل کر دونوں کو مشدد حرف کی طرح پڑھو پھر ادغام بلا غنہ میں تو نون کا اثر بھی باقی نہیں رہنا چاہیے اور ادغام بالغنہ میں اس کا اثر یعنی غنہ باقی رہنا چاہیے مگر تشدید ادغام بالغنہ کی صورت میں بھی ادا ہو گی اور نون مقلوبہ (یعنی اقلاب والی نون) کو میم کے مخرج یعنی دونوں ہونٹوں کی خشکی سے اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ پہلے تو دونوں ہونٹوں کی خشکی والے حصہ کو نہایت نرمی کے ساتھ مِلا کر بقدر ایک الف خیشوم میں صفت غنہ کو ادا کیا جائے اور پھر ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کی تری والے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء ادا کی جائے اور نون مخفاہ (یعنی اخفاء والا نون) کو اس طرح ادا کرو کہ نہ تو نون مظہرہ (یعنی اظہار والا نون) مدغمہ (یعنی ادغام والا نون) کی طرح اس کی ادائیگی میں حرف آئے یعنی بعد والے حرف کے مخرج پر اعتماد ہو بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان اس طرح ادا ہو کہ صفت غنہ تو ظاہر ہو مگر تشدید سے بالکل خالی ہو اور فن کے محقق اساتذہ کے ارشاد کی روشنی میں اخفا کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ زبان کی نوک کو تالو سے جدا مگر اس سے بالکل قریب رکھ کر اس طرح کہ اس کا تالو سے ہلکا سا لگاؤ ہو بقدر ایک الف صفتِ غنہ کو خیشوم سے ادا کیا جائے۔

پس نوک زبان کو تالو سے جدا مگر اس سے بالکل قریب ہی رکھ کر ایک الف کے برابر صفت غنہ کو خیشوم سے ادا کرنا بس یہی حقیقت ہے نون کے اخفا کی اور چونکہ یہ ادا کے لحاظ سے کچھ مشکل ہے اس لیے اس کی صحیح ادائیگی سیکھنے کے لیے زیادہ مشق اور محنت کی ضرورت ہے اور نون مخفاۃ کا اظہار کی طرح سرا زبان کو تالو کے ساتھ پوری طرح لگا کر ادا کرنا یا اس کی ادائیگی میں بعد والے حرف کے مخرج

پر اعتماد کرنا یہ دونوں باتیں غلط اور تحقیق سے دور ہیں پہلی صورت تو اظہار بے الغنہ کہلا سکتی ہے حالانکہ وہ کوئی بھی کیفیت ادا نہیں اور دوسری صورت ادغام مع الغنہ کی ہے اور ظاہر ہے کہ اخفا سے جدا کیفیت ہے اس وضاحت کے بعد انشاء اللہ اظہار ادغام اقلاب اور اخفا کی درست ادائیگی کا طریقہ واضح ہو گیا اس لیے ان ہدایات کے مطابق ان احکام کی ادائیگی کی جائے۔

اظہار ادغام اقلاب اور اخفاء کی اقسام کا بیان

۱: اظہار کی اقسام

اظہار کی چار اقسام ہیں:

۱: اظہار حلقی

اس کا بیان پہلے کر دیا گیا ہے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

۲: اظہار شفوی

انشاء اللہ اس کا ذکر میم ساکن کے احکام میں آئے گا' یہاں اس کا ذکر اقسام میں کیا جا رہا ہے۔

۳: اظہار قمری

اظہار کی اقسام میں سے ایک اظہار قمری ہے اس کا ذکر انشاء اللہ لام کی تعریف کے بیان میں آئے گا۔

۴: اظہار مُطلق

اظہار مطلق کا تعلق چونکہ نون ساکن وتنوین کے احکام میں سے ہے اس

لیے ضروری ہے کہ اس کا ذکر یہاں کر دیا جائے۔

اظہارِ مطلق کی تعریف:

جب نون ساکن وتنوین کے بعد یا اور واؤ میں سے کوئی حرف اسی کلمہ میں ہو تو وہاں اظہار مطلق ہو گا۔ یہاں کلمہ کے مشابہ بالمضاعف ہو جانے کے خوف سے ادغام نہیں کیا جاتا قرآن مجید میں اظہار مطلق کی صرف چار مثالیں ہیں۔

قِنْوَانٌ ، صِنْوَانٌ' بُنْيَانٌ' دُنْيَا

ان علاوہ پورے قرآن میں اظہار مطلق کی کوئی مثال نہیں ہے۔

اقسام ادغام کا بیان

اقسام اِدغام سات ہیں:

۱: ادغام یرملون ۲:ادغام شفوی ۳:ادغام شمسی ۴:ادغام مثلین ۵:ادغام متجانسین ۶:ادغام متقاربین ۷:ادغام کبیر۔

۱: ادغام یرملون

ادغام یرملون کا ذکر پہلے بڑی تفصیل سے کر دیا گیا ہے یہاں اقسام کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا ضروری تھا سو کر دیا۔

۲: ادغام شفوی

ادغام شفوی کا ذکر انشاء اللہ میم ساکن کے بیان میں آئے گا

۳: ادغام شمسی

ادغام شمسی کا ذکر انشاء اللہ لام تعریف کے بیان میں ہوگا

۴: ادغام مثلین

جب دو حرف مماثل (یعنی ایک جیسے) اس طرح اکٹھے آ جائیں کہ پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک ہو تو وہاں ادغام ہوگا جیسے قُلْ لَّا .... اَللّٰہُ وغیرہ

متماثلین میں صرف ادغام کامل ہی ہوتا ہے۔

۵: ادغام متجانسین

جب دو حرف متحد المخرج مختلف الصفات جمع ہوں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو پہلے حرف کا دوسرے حرف میں ادغام ہوگا جیسے اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا مَا عَبَدْتُّمْ وغیرہ۔

۶: ادغام متقاربین

جب دو حرف قریب المخرج متحد الصفات یا مختلف الصفات جمع ہوں تو پہلے ساکن کو دوسرے متحرک میں ادغام کریں گے جیسے بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ

۷: ادغام کبیر

جب مدغم اور مدغم فیہ دونوں متحرک ہوں اور دونوں مثلین ہوں تو پہلے کو ساکن کر کے ادغام کریں گے ادغام کبیر کی قرآن مجید میں صرف پانچ مثالیں ہیں اور وہ یہ ہیں انہیں خوب یاد کرلو اور اساتذہ سے ان کی خوب مشق کرلو

۱: فَنِعِمَّا هِیَ ۲: اَتُحَآجُّوْنِّیْ ۳: لَا تَاْمَنَّا ۴: تَاْمُرُوْنِّیْ ۵: قَالَ مَامَکَّنِّیْ

اقسام ادغام بلحاظِ ادا

یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ ادغام کی کیفیت ادا کے لحاظ سے دو اقسام

ہیں:

۱: ادغام کامل ۲: ادغام ناقص

۱: ادغامِ کامِل

اگر مدغم (یعنی جس حرف کا ادغام کیا جائے) کی کوئی صفت باقی نہ رہے

تو ایسا ادغام ادغامِ کامل ہوگا جیسے:

قُلْ لَّا　　　اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا

۲: ادغام ناقص

اگر مدغم (یعنی جس حرف کا ادغام کیا جائے) کی کوئی صفت باقی ہو تو

ادغام ناقص ہوگا:

بَسَطْتَّ　　　اَحَطْتُّ

فائدہ　اِرْكَبْ مَّعَنَا میں ادغام کیا جاتا ہے مگر بطریق جزریؒ اظہار بھی ثابت ہے اسی طرح یَلْهَثْ ذَالِكَ اور مَالِيَه هَلَكَ میں وصل کی صورت میں اظہار کے ساتھ لطیف سا سکتہ بھی کیا جاتا ہے۔

یٰسٓ وَالْقُرْآنْ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں اظہار ہوگا مگر ادغام بھی ثابت ہے اسی طرح مَنْ سکتہ رَاقٍ اور بَلْ رَانَ میں ترک سکتہ کی صورت میں ادغام ہوگا۔

موانع ادغام

وہ حروف جن کا ادغام ایک دوسرے میں نہیں ہوسکتا

۱: لام کا ادغام نون میں نہ ہوگا جیسے قُلْنَا

۲: حروف حلقی کا غیر حلقی میں ادغام نہ ہوگا جیسے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

۳: حروف مدہ کا غیر مدہ میں نہ ہوگا جیسے فِیْ یَوْمٍ

۴: حروف حلقی کا ادغام اپنے مجانس میں نہ ہوگا جیسے فَاصْفَحْ عَنْہُمْ

فائدہ ۲: نون ساکن اور نون تنوین کا ادغام واؤ اور یا میں اور طا کا تا میں ناقص ہوگا نون کی صفت غنہ اور طا کی صفت اطباق کو باقی رکھا جائے گا جب حرف قوی کا ادغام حرف ضعیف میں کیا جائے تو ناقص ہوتا ہے اسی لیے یہاں بھی ادغام ناقص ہی ہے اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ کے ادغام میں خلف ہے بعض کے نزدیک ادغام تام ہے اور بعض کے نزدیک ناقص چونکہ ادغام تام اصل ہے اس لیے ادغام تام ہی اس کلمہ میں اولیٰ ہے۔

فائدہ ۳: حروف مدہ کا ادغام غیر مدہ میں مخرج محقق اور مقدر کی وجہ سے نہ ہوگا چونکہ حروف مدہ کا مخرج مقدر ہے اور غیر مدہ کا مخرج محقق ہے حروف مدہ اور غیر مدہ کے مخرج میں بُعد (یعنی دوری) کی وجہ سے ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے قَالُوْا وَھُمْ

اقسام اخفا کا بیان

۱: اخفاءِ حقیقی ۲: اخفاءِ شفوی ۳: اخفا مع القلب

۱: اخفاءِ حقیقی

اخفاءِ حقیقی کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ یہاں اقسام اخفاء میں اس کا ذکر ضروری تھا۔

۲: اخفاءِ شفوی

اخفاءِ شفوی کا ذکر انشاء اللہ میم ساکن کے احکام میں بیان کیا جائے گا

۳: اخفا مَعَ القلبْ

اخفا مع القلب کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے لحاظہ اقسام میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔

فائدہ ۱: اخفا مع القلب جب نون ساکن یا تنوین کے بعد با آ جائے تو نون اور تنوین کو میم سے بدل کر اخفا مع الغنہ کریں گے۔ جیسے مِنْ م بَعْد ادغام بوجہ قرب (یعنی قریب) اظہار بوجہ بعد و دوری اور اخفا قرب و بعد کی درمیانی حالت کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور نون ساکن کے بعد با آئے تو صفت غنہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جاتا اور یہی وجہ اظہار نہ کرنے کی بھی ہے مگر اصل وجہ اظہار اور ادغام نہ کرنے کی اطباقِ شفتین میں گرانی و دشواری ہے اور جب تینوں حالتوں میں ثقالت ہے تو چوتھی صورت کو اختیار کیا گیا جس کو اخفا مع القلب کا نام دیا گیا یعنی نون ساکن اور تنوین کو ایسے حرف سے بدلا گیا جس کا تعلق نون اور با دونوں سے ہے میم نون سے صفت غنہ میں اور با سے مخرج میں مشترک ہے۔

میم ساکن کے احکام

میم ساکن کے تین احکام ہیں: ۱: ادغام ۲: اخفا ۳: اظہار

اب ان احکام کی تفصیل بیان کی جاتی ہے انشاء اللہ اس تفصیل کے بعد میم ساکن کے احکام سمجھ میں آ جائیں گے سب سے پہلے ادغام کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

ادغام شفوی کی تعریف:

جب میم ساکن کے بعد دوسری میم آ جائے تو وہاں میم ساکن کا میم متحرک میں ادغام ہو گا اس ادغام کو ادغام شفوی اور ادغام مثلین بھی کہتے ہیں ادغام شفوی کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

لَهُمْ مُّوْسٰی ' اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ' وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ' فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اساتذہ کرام سے گزارش ہے کہ وہ طلبا کو ان کلمات کی خوب مشق کروائیں اور اجرا کروائیں تا کہ طلبا کے اندر ادغام شفوی صحیح ادا کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ فرما رہے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ کسی ماہر استاد کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطیوں کی تصحیح کروائیں۔

اخفاءِ شفوی کی تعریف

جب میم ساکن کے بعد با آ جائے تو وہاں میم پر اخفاءِ شفوی ہو گا ہونٹوں سے ادا ہونے کی وجہ سے اسے اخفاءِ شفوی کہا جاتا ہے اب اخفاءِ شفوی کی چند

مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ، رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ، عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ

اظہار شفوی کی تعریف

جب میم ساکن کے بعد میم اور با کے علاوہ حروف تہجی کے باقی ستائیس حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں میم ساکن پر اظہار شفوی ہوتا ہے۔ جیسے

عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ، هُمْ یُوْقِنُوْنَ، اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا، كَیْدَهُمْ فِی

نوٹ: میم ساکن کے احکام میں اظہار اور ادغام کے معنی تو یہاں بھی بالکل وہی ہیں جو نون ساکن وتنوین کے بیان میں تم پڑھ چکے ہو البتہ اخفاء کے معنی یہاں اس سے کچھ مختلف ہیں نون کے اخفا کا بیان تو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ نون کو تشدید کے بغیر خیشوم سے اس طرح ادا کرنے کا نام ہے کہ زبان کا سرا تالو کے ساتھ اچھی طرح لگنے نہ پائے بلکہ اس سے کچھ جدا رہے اور میم کے اخفا کا مطلب یہ ہے کہ میم ساکن کو ذرا نرم کر کے غنہ کے ساتھ ادا کیا جائے پس میم ساکن کو غنہ کے ساتھ بہ نسبت اظہار کے قدرے نرم کر کے پڑھنا بس یہی مراد ہے میم کے اخفا سے اور میم مخفاۃ کی ادائیگی بالکل نون مقلوبہ کی طرح ہوتی ہے اور ان دونوں کے ادا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور نون کی طرح اظہار والے میم میں مظہرہ اور اخفا والے میم کو میم مخفاۃ اور ادغام والے میم کو میم مدغمہ کہتے ہیں پس میم مظہرہ کو تو اس کے اصلی مخرج یعنی دونوں ہونٹوں کی خشکی سے بغیر غنہ کے ادا کیا جائے گا اور میم مخفاۃ کو دونوں ہونٹوں کی خشکی سے قدرے نرم کر کے غنہ کے ساتھ ادا کیا جائے گا اور میم مدغمہ کو بعد والے متحرک میم میں ملا کر دونوں کو مثل ایک مشدد میم کے ادا کیا جائے گا۔

میم ساکن کے احکام کو شفوی کہنے کی وجہ تسمیہ

اس لیے کہ میم ان تینوں حالتوں میں ہونٹوں سے ہی ادا ہوتا ہے بخلاف نون کے کہ صرف اظہار ہی کی صورت میں اپنے اصلی مخرج سے ادا ہوتا ہے اور باقی تین حالتوں میں اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا چنانچہ ادغام میں تو بعد والے حرف سے بدل کر اسی کے مخرج سے ادا ہوتا ہے اور اقلاب میں میم سے بدل کر اس کے مخرج اور اخفا' میں گو اس کا کچھ تعلق اپنے مخرج سے بھی ہوتا ہے لیکن زیادہ تر تعلق اس حالت میں اس کا خیشوم سے ہوتا ہے اور اس قید کے بڑھانے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے نون اور میم کے احکام میں فرق ہو جاتا ہے یعنی ذہن میں یہ بات فوراً آ جاتی ہے کہ اس سے مراد میم کا کوئی حکم ہے نہ کہ نون کا۔

فائدہ: اگر میم ساکن با سے پہلے واقع ہو تو اس میں اظہار بھی جائز ہے لیکن اولیٰ اور بہتر اس میں بھی اخفا ہی ہے مگر یہ اظہار اسی میم میں جائز ہے جو اصلی ہو اور نون ساکن وتنوین سے بدلے ہوئے میم میں اظہار اسی میم میں جائز ہے جو اصلی ہو اور نون ساکن وتنوین سے بدلے ہوئے میم میں اظہار جائز نہیں اس میں اخفا ہی ضروری ہے چنانچہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ جیسی مثالوں میں تو اظہار ہو سکتا ہے گو اولیٰ اور مختار ان میں بھی اخفاء ہی ہے لیکن مِنْ م بَعْدِ اور سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ جیسی مثالوں میں اظہار جائز نہیں وہاں اخفا ہی ضرری ہے۔

نون مشدد اور میم مشدد کا حکم

جب نون اور میم مشدد ہوں تو ان میں ایک الف کی مقدار کے برابر غنہ کرنا ضروری ہے جیسے:

اِنَّ، كَاَنَّ، لَمَّا، مِنْ نَّصِرِيْنَ، اور اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ وغیرہ خواہ یہ نون اور میم پہلے ہی سے مشدد ہوں اور خواہ ان پر تشدید ادغام کی وجہ سے آئی ہو۔ چنانچہ اِنَّ كَاَنَّ لَمَّا وغیرہ میں تو نون اور میم پہلے ہی سے مشدد ہیں اور مِنْ نَّصِرِيْنَ اور اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ جیسی مثالوں میں ادغام کی وجہ سے مشدد پڑھے جاتے ہیں۔

حروف غنہ

حروف غنہ بیس ہیں یعنی ایسے حروف جن کی وجہ سے غنہ کیا جاتا ہے اور یاد رہے کہ یہ غنہ عام ہے چاہے ادغام کے ساتھ ہو یا اخفاء کے ساتھ یا اصل وضع کے اعتبار سے غنہ ہو۔

حروف غنہ کی تفصیل

نمبر ا: پندرہ حروف اخفاء

ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ك

نمبر ۲: چار حروف يَنْمُوْ۔ ی ن م و اور با اخفاء کی حالت میں جب کہ میم ساکن واقع ہو۔

اقسام غنہ:

غنہ کی دو اقسام ہیں غنہ ا: غنہ آنی ۲: غنہ زمانی

ا: غنہ آنی

غنہ آنی وہ غنہ ہے جو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے خواہ یہ ساکن ہوں یا متحرک مشدد ہوں یا مخفف مظہرہ ہوں یا مخفاۃ کسی حالت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتا اور اگر ناک کے سوراخ کے بند ہو جانے کی وجہ سے یہ صفت ادا نہ ہو

تو یہ دونوں حرف بہت ہی ناقص ادا ہوتے ہیں اور یہ ان دونوں حرفوں کی حرکت اور سکون کے ساتھ ہی ادا ہو جاتا ہے جو نہایت ہی تھوڑا اور لطیف ہوتا ہے۔

۲: غنہ زمانی

غنہ زمانی وہ غنہ ہے جو نون اور میم کی صرف بعض حالتوں میں پایا جاتا ہے اور اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے اور قاری کو اس کے ادا کرنے کے لیے ارادہ کرنا پڑتا ہے اور غنہ آنی کی طرح بلا ارادہ اور بلا اہتمام حرف کے ساتھ ہی ادا نہیں ہو جاتا جن حروف کی وجہ سے غنہ زمانی پایا جاتا ہے ان کی تعداد بیس ہے جن کا ذکر پہلے کر دیا ہے۔

الف کی مقدار

الف کی مقدار دو حرکات کے برابر ہوتی ہے چونکہ حروف غنہ اخفا اور حروف مدہ و لین میں مقداریں مقرر ہیں اگر مقدار معلوم کرنے کا صحیح طریقہ ذہن میں نہ ہو تو ان مسائل کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔

مقدار معلوم کرنے کا طریقہ اساتذہ فن نے یہ بیان فرمایا ہے کہ دو کھلی انگلیاں ایک ایک کر کے بند کرنے یا ایک ایک کر کے کھولنے میں جتنی دیر لگتی ہے بس وہی ایک الف کی مقدار ہے مگر یہ محض ایک اندازہ اور تخمینہ ہے اور اس کی مقدار کا اصل مدار استاد مشاق سے سننے اور صحیح ذوق پر منحصر ہے اور الف کی مقدار عربی میں بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ اردو بات چیت میں ہوتی ہے پس جب تم کھانا پینا سونا کہتے ہو اور اپنے ذوق سے مد کے گھٹنے بڑھنے کو معلوم کر لیتے ہو اور اگر کسی سے ذرا بھی مقدار میں کمی بیشی ہو جاتی ہے تو تمہارے کانوں کو اجنبی اور ناگوار

معلوم ہوتی ہے۔ بس عربی میں بھی اسی طرح سمجھ لو ہاں اس کا خیال بھی رہے کہ پڑھنے کی جو رفتار ہوگی الف کی مقدار اسی کے موافق ہوگی پس ترتیل میں غنہ زیادہ ہوگا تدویر میں اس سے کم اور حدر میں اس سے بھی کم ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ پڑھ تو رہا ہو حدر میں اور غنہ ترتیل کی رفتار کے موافق ادا کرے اور یہی مناسبت مدطبعی کی مقدار میں بھی ملحوظ رہنی چاہیے خلاصہ یہ ہوا کہ الف کی مقدار تابع ہے تلاوت کی رفتار کے۔

صفات الحروف کا بیان

عزیز طلباء قواعد تجوید میں صفات الحروف کی اہمیت بہت زیادہ ہے اگر کوئی قاری ان صفات الحروف کو صحیح سمجھ کر ان کی ادائیگی کو درست کر لیتا ہے تو انشاء اللہ قرآن کریم کی صحیح تلاوت اس کے لیے کوئی مشکل نہیں رہتی قواعد تجوید میں صفات الحروف کی حیثیت جسم میں روح کی طرح ہے یا پھول اور اس کی خوشبو کی طرح ہے جس طرح جسم بغیر روح کے اور پھول بغیر خوشبو کے ہوتا ہے یہی مثال علم تجوید میں صفات الحروف پر صادق آتی ہے آیئے آج ہم آپ کو اس اہم سبق کی تفصیلات بتاتے ہیں اور بڑے آسان طریقے سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں صفت کے لغوی معنی مَا قَامَ بِشَیْءٍ مِنَ الْمَعَانِیْ کے ہیں یعنی معانی کی قبیل سے وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے سہارے قائم ہو جیسا کہ سیاہی اور علم پس علم کا تحقق بغیر عالم کے اور سیاہی کا بغیر سیاہ چیز کے نہیں ہو سکتا اور اصطلاح میں صفت کی تعریف یہ ہے:

اَلصِّفَةُ هِیَ کَیْفِیَّةٌ عَارِضَةٌ اَلّلْحُرُوْفِ عِنْدَ حَصُوْلِهٖ فِیْ الْمَخْرَجِ مِنَ الْجَهْرِ وَّالرِّخَاوَةِ وَّالْهَمْسِ وَّ الشِّدَّةِ وَ نَحْوِهَا

یعنی صفت حرف کی وہ کیفیت ہے جو مخرج سے ادا ہوتے وقت اس کو پیش آتی ہے جیسا کہ سانس اور آواز کا جاری رہنا یا بند ہو جانا اور حرف کا سخت ہونا یا نرم ہونا وغیرہ صفت کے لغوی اور اصطلاحی معنی جاننے کے بعد اب ہم آپ کو اقسام صفات کے متعلق بتاتے ہیں۔

صفت کی سب سے پہلے دو اقسام ہیں صفات لازمہ اور صفات عارضہ۔

۱: صفات لازمہ

یعنی وہ صفات جو حرف سے کبھی جدا نہ ہوں اور ان میں سے جس حرف میں جو صفت پائی جاتی ہو اگر اس کو ادا نہ کیا جائے تو وہ حرف دوسرے حرف سے بدل جائے یا ناقص ادا ہو مثلاً (ظ) میں اگر صفت استعلا اور اطباق کو ادا نہ کیا جائے تو وہ (ذال) سے بدل جائے گا اور اسی طرح (ق خ) میں صفت استعلا کو ادا نہ کیا گیا تو یہ دونوں ناقص ادا ہوں گے اس لیے کہ ان حروف کے لیے یہ صفات لازم ہیں ان صفات کو ذاتیہ ممیزہ مقومہ اور ضروریہ بھی کہتے ہیں اور ان کے یہ القاب ان کی مختلف نوعیتوں کے اعتبار سے ہیں پس ذاتیہ ضروریہ اس لیے کہلاتی ہیں کہ ان کے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی کامل نہیں ہوتی اور یہ دونوں لفظ تقریباً ہم معنی ہیں اور ممیزہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ایک مخرج کے کئی حرف ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہو جاتے ہیں اور ضروریہ لازمہ کا ہم معنی ہے۔

۲: صفات عارضہ

وہ صفات جو کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں اور ان کے ادا نہ ہونے سے نہ تو کوئی حرف کسی دوسرے حرف سے بدلتا ہے اور نہ ہی اس میں اس قسم کا نقصان ہوتا ہے جس قسم کا صفات لازمہ نہ پائے جانے کی صورت میں ہوتا ہے۔ البتہ حرفوں کا وہ حسن اور ان کی وہ زینت جو اہل ادا کے ہاں مطلوب ہیں فوت ہو جاتی ہے اور اسی لیے ان کو محسنہ محلیہ اور مزینہ بھی کہتے ہیں اور ان سب کے معنی قریب قریب ایک ہی ہیں یعنی حرفوں کو خوبصورت بنانے والی اور زینت دینے والی صفات خوب سمجھ لو اور چونکہ صفات لازمہ کا تعلق حروف کے ساتھ بہ نسبت صفات عارضہ کے زیادہ ہوتا ہے اس لیے ہم پہلے انہی کو بیان کریں گے۔

صفات لازمہ اوران کی اقسام

اس سے قبل ہم نے آپ کو صفات لازمہ اور عارضہ میں فرق بتایا ہے اب ہم انشاء اللہ صفات لازمہ کی اقسام بیان کریں گے صفات لازمہ کی اجمالاً دو اقسام ہیں ا: صفات لازمہ متضادہ ۲: اور صفات لازمہ غیر متضادہ اس طرح صفات لازمہ متضادہ اور غیر متضادہ کی کل تعداد اٹھارہ بنتی ہے متضادہ سے مراد وہ صفات لازمہ جن کی ضد پائی جاتی ہو اور غیر متضادہ سے مراد جن کی ضد نہ پائی جاتی ہو۔

صفات لازمہ متضادہ کا بیان

صفات لازمہ متضادہ پانچ ہیں اور پانچ ان کی ضدیں ہیں اور اس طرح ان کی تعداد دس بنتی ہے اور متوسط ان کے علاوہ ہے۔ صفات لازمہ متضادہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نقشہ صفات لازمہ متضادہ

صفت		ضد		صفاتِ غیر متضادہ
ہمس ا		جہر۲	ا	صفیر
شدت۳	توسط	رخاوت۴	۲	قلقلہ
استعلا ۵		استفال ۶	۳	لین
اطباق ۷		انفتاح ۸	۴	انحراف
اذلاق		اصمات	۵	تکریر
			۶	تفشی
			۷	غنہ
			۸	استطالت

ان صفات کو صفات لازمہ غیر متضادہ کہتے ہیں ان کی تفصیل انشاء اللہ صفات لازمہ متضادہ کے بعد آئے گی۔

صفات لازمہ متضادہ کا تفصیلی بیان

۱: ہمس

ہمس کے معنی ہیں پستی جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف مہموسہ کہتے ہیں ایسے حروف دس ہیں جن کا مجموعہ ہے فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ان کو ادا کرتے وقت سانس اپنے مخرج میں آہستگی سے جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں پستی اور ضعف پایا جاتا ہے اس کی ضد جہر ہے۔

۲: جہر

جہر کے معنی ہیں زور دار جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو مجہورہ کہتے ہیں مہموسہ کے علاوہ باقی انیس حروف مجہورہ ہیں۔ ان حروف کو ادا کرتے وقت سانس مخرج میں آہستگی کے ساتھ بند ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے آواز میں بلندی اور قوت پائی جاتی ہے۔

ہمس کی مثال جیسے وَالنَّاسْ کی سین اور جہر کی مثال جیسے عَلَيْكُمْ کی میم ہے۔

شدت

شدت کے معنی ہیں سختی جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو

شدیدہ کہتے ہیں ایسے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ ہے اَجِدُ قَطٍّ ۔ بَکَتْ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں بند ہو جاتی ہے اور آواز کے بند ہونے کی وجہ سے ان حروف کی ادائیگی میں سختی اور قوت پائی جاتی ہے اس کی ضد رخاوت ہے۔

رخاوت

کے معنی ہیں نرمی جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو رخوہ کہتے ہیں حروف شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ حروف رخوہ کے ہیں ان کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے آواز نرم اور ضعیف ہو جاتی ہے۔

شدیدہ کی مثال جیسے بعید کی دال اور قال کا قاف ہے اور رخاوت کے مثال جیسے ھٰهُنَا حَمِيْمٌ میں ھا اور میم ہے

توسط

توسط کے معنی ہیں درمیان جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف متوسطہ کہتے ہیں حروف متوسطہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ ہے۔لن عمر ان حروف کو ادا کرتے وقت نہ تو آواز پورے طور پر بند ہوتی ہے کہ شدت پیدا ہو جائے اور نہ پورے طور جاری رہتی ہے کہ رخاوت پیدا ہو جائے بلکہ آدھی شدت اور آدھی رخاوت اس لیے ان کو متوسط کہتے ہیں۔

استعلا

استعلا کے معنی ہیں بلندی چاہنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو

مستعلیہ کہتے ہیں ایسے حروف سات ہیں جن کا مجموعہ ہے خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ان کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف مفخم پڑھے جاتے ہیں جیسے صَلْصَالٍ کی صاد اس کی ضد استفال ہے۔

استفال

استفال کے معنی ہیں نیچے رہنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مستفلہ کہتے ہیں ایسے حروف بائیس ہیں اور وہ یہ ہیں جو مستعلیہ کے علاوہ ہیں ان کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند نہیں ہوتی جس کی وجہ سے یہ حروف مرقق پڑھے جاتے ہیں جیسے مَكْتُبُ فِتْنه کی تا ان حروف کو ادا کرتے وقت سانس مخرج میں آہستگی کے ساتھ بند ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں بلندی اور قوت پائی جاتی ہے۔

اطباق

اطباق کے معنی ہیں ملنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف مطبقہ کہتے ہیں ایسے حروف چار ہیں جن کا مجموعہ ہے صَضْ طَظْ ان کو ادا کرتے وقت زبان کا بعض حصہ پھیل کر تالو سے مل جاتا ہے اور ڈھانپ لیتا ہے جس کی وجہ سے ان میں بہت زیادہ تفخیم پائی جاتی ہے اس کی ضد انفتاح ہے۔

انفتاح

انفتاح کے معنی ہیں کھلنا یا جدا رہنا جن حروف میں یہ صفات پائی جائیں ان کو منفتحہ کہتے ہیں ایسے حروف پچیس ہیں جو مطبقہ کے علاوہ ہیں۔

ان کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو سے جدا رہتی ہے اطباق کی مثال

جیسے اَفطَال میں طا اور انفتاح کی مثال جیسے رَازِقِینَ کی را ہے۔

صفات لازمہ متضادہ جن کا تعلق مضبوطی اور پھسل کر ادا ہونے کے ساتھ ہے۔

اذلاق

اذلاق کے معنی ہیں پھسلنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ کہتے ہیں ایسے حروف چھ ہیں جن کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُبْ ھے یہ حروف دانتوں ہونٹوں اور زبان کے کناروں سے پھسل کر ادا ہوتے ہیں اس کی ضد اصمات ہے۔

اصمات

اصمات کے معنی رکنا جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف مصمتہ کہتے ہیں ایسے حروف تئیس ہیں جو مذلقہ کے علاوہ ہیں یہ حروف اپنے مخرج سے جماؤ اور مضبوطی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں اذلاق کی مثال اِفْتَریٰ کی فا اور اصمات کی مثال قد کی دال۔

ہر حرف کی صفات لازمہ متضادہ معلوم کرنے کا طریقہ

اس سے پہلے ہم نے صفات لازمہ متضادہ کے متعلق معلومات حاصل کیں اور ہمیں پتہ چلا کہ ہر حرف میں کم سے کم پانچ صفات لازمہ متضادہ پائی جاتی ہیں لیکن علم تجوید کا طالب علم اس سبق میں پریشان ہو جاتا ہے اور وہ مسئلے کو صحیح سمجھنے کی بجائے صرف اس کو ازبر یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے نیتجتًا وہ اس اہم مسئلے کو نہ صحیح طور پر سمجھتا ہے اور نہ سمجھا سکتا ہے اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے اس مسئلے کو صحیح طریقے سے سمجھا جائے اور پھر اس کی مشق کی جائے میں نے یہ طریقہ اکثر طلبا و طالبات کو سکھایا الحمدللہ نتیجہ سو فیصد رہا آیئے ہم آپ کو صفات معلوم کرنے کا صحیح طریقہ بتائے ہیں۔

۱: ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ صفات لازمہ متضادہ کے پانچ مجموعہ جات کو ازبر یاد کرے مثلاً ۱: فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ۲: أَجِدُ قَطٍّ بَكَتْ ۳: خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ۴: صَضْ طَظْ ۵: فَرَّمِنْ لُبٍّ اور لِنْ عُمَرْ

ایک درمیانے ذہن اور حافظے کا مالک طالب علم اس کو دس سے بارہ منٹ میں زبانی یاد کر سکتا ہے اگر یہ مجموعہ جات یاد ہو گئے تو اب اس مسئلے کو صحیح طور پر سمجھنا آپ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔

مثلاً آپ جیم کی صفات معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آسان طریقہ ہے کہ سب سے پہلے ہمس کا مجموعہ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس مجموعے میں جیم پایا جاتا ہے اگر پایا جاتا ہے تو اس میں صفت ہمس پائی جاتی ہے اور اگر جیم اس مجموعے میں نہیں پایا جاتا تو اس میں صفت جہر پائی جاتی ہے اسی طریقے سے شدت اور

رخاوت میں کریں اور اسی طرح بقیہ صفات میں کریں انشاء اللہ تھوڑی محنت اور توجہ کے بعد آپ حیرت انگیز طور پر تمام حروف کی صفات لازمہ متضادہ خود بخود معلوم کرنے کے قابل ہو جائیں گے انشاء اللہ آپ کی آسانی کے لیے ہم ان صفات کا جدول آپ کے سامنے پیش کریں گے جس کی مدد سے آپ مزید آسانی کے ساتھ صفات معلوم کر سکیں گے یہ جدول صفات لازمہ غیر متضادہ کے بعد ہم پیش کریں گے تاکہ طالب علم صفات لازمہ متضادہ اور غیر متضادہ کے فرق کو آسانی سے سمجھ جائے۔

صفات لازمہ غیر متضادہ کا بیان

آیئے پہلے ہم یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صفاتِ لازمہ متضادہ اور صفات لازمہ غیر متضادہ میں فرق کیا ہے صفات لازمہ متضادہ سے مراد وہ صفات ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں اور کسی حرف میں ان میں سے کسی صفت کے پائے جانے سے اس کی ضد کا نہ پایا جانا لازم آتا ہے غیر متضادہ کا مطلب ہے ضد نہ بننے والی یعنی ایسی صفات جن کی کوئی ضد نہیں آیئے اب ہم ان حروف کے متعلق بتاتے ہیں جن میں صفات لازمہ غیر متضادہ پائی جاتی ہیں اور صفات غیر متضادہ کی تعداد آٹھ ہے: ۱: قلقلہ ۲: تکرار ۳: صفیر ۴: تفشی ۵: استطالت ۶: لین ۷: غنہ ۸: انحراف اور اب ان کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

۱: قلقلہ

قلقلہ کے معنی ہیں جنبش اصطلاح تجوید میں حروف کی ادائیگی کے وقت مخرج میں جنبش کے پیدا ہونے کو قلقلہ کہتے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی

جائے ان کو قلقلہ کہتے ہیں ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ ہے قُطْبُ جَدٍّ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں مثل گیند کے دوبارہ ابھرتی ہے قاف میں قلقلہ واجب اور باقی چار میں جائز ہے واجب کی مثال جیسے بالحق کے قاف میں اور جائز کی مثال جیسے بعید کی دال۔

نوٹ: قلقلہ کی دو اقسام ہیں قلقلۂ کُبریٰ اور قلقلۂ صُغریٰ

قلقلہ کے مدارج

قلقلہ کے تین مدارج ہیں:

۱: حالت وقف میں اعلیٰ درجے کا جیسے تَکْتُمُوْنَ الْحَقْ

۲: ساکن ہونے کی صورت میں دوسرے درجے کا جیسے تَقْتُلُوْنْ

۳: متحرک ہونے کی صورت میں تیسرے درجے کا قلقلہ ہوتا ہے جیسے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ و زَهَقَ الْبَاطِلُ میں قاف اور طا

۲: تکرار

تکرار کے معنی میں بار بار اصطلاح تجوید میں زبان میں کپکپاہٹ کے پیدا ہونے کو کہتے ہیں یہ صفت صرف را میں پائی جاتی ہے را کو ادا کرتے وقت زبان میں کپکپاہٹ پیدا ہوتی ہے تکرار دو طرح کا ہے ۱: تکرارِ حقیقی ۲: مشابہت تکرار۔ تکرار حقیقی ناجائز ہے اور مشابہت تکرار ضروری ہے جیسے هُوَالرَّزَّاقُ کی را میں۔

۳: صفیر

صفیر کی معنی ہیں سیٹی اصطلاح تجوید میں بعض حروف کو ادا کرتے وقت سیٹی کی طرح آواز پیدا کرنے کو صفیر کہتے ہیں ایسے حروف تین ہیں۔ ص س ز ان

حروف کو ادا کرتے وقت آواز سیٹی کی طرح نکلتی ہے جیسے رازقین اور الناس کا سین۔

۴: تفشی

تفشی کے معنی ہیں پھیلنا اصطلاح تجوید میں آواز کے منہ میں پھیلنے کو تفشی کہتے ہیں یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے شین کو ادا کرتے وقت آواز منہ میں پھیل جاتی ہے جیسے اِذَا الشَّمْسُ کی شین میں۔

۵: استطالت

استطالت کے معنی امتداد اور درازی کے ہیں اصطلاح تجوید میں مخرج میں امتدادِ صوت کو کہتے ہیں یہ صفت صرف ضاد میں پائی جاتی ہے ضاد (ض) کی ادائیگی میں زبان اقصیٰ حافہ سے ادنیٰ حافہ تک بتدریج لگی رہتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں درازگی پائی جاتی ہے اس لیے اس حرف کو مستطیل بھی کہتے ہیں جیسے وَالضُّحٰی کی ضاد۔ صفت استطالت کی وجہ سے ضاد باقی تمام حروف سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

۶: لین

لین کے معنی ہیں نرمی اصطلاح تجوید میں واؤ اور یا کو اپنے مخرج سے نرمی سے ادا کرنے کو کہتے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروف لینیہ کہتے ہیں ایسے حروف دو ہیں واؤ اور یا جب واؤ اور یا ساکن ہوں اور ما قبل ان کا مفتوح ہو تو ان کو ایسی نرمی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے تاکہ ان پر مد کی جا سکے جیسے خَیْرٌ کی یا اور خَوْفٌ کی واؤ

۷: غنہ

غنہ یہ صفت ن اور م میں پائی جاتی ہے بالخصوص جب یہ حروف مشدد ہوں تو ان میں اہتمام کے ساتھ غنہ کیا جاتا ہے اس لیے ان حروف کو حروف غنہ کہتے ہیں اور صفت غنہ کی وجہ سے دوسرے حروف سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

۸: انحراف

انحراف کے معنی ہیں پلٹنا یا مائل ہونا۔ اصطلاح تجوید میں زبان کے ایک مخرج سے دوسرے کی طرف مائل ہونے کو کہتے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو منحرفہ کہتے ہیں ایسے حروف دو ہیں لام را ان کی ادائیگی میں کنارۂ زبان را کے مخرج کی طرف اور را کی ادائیگی میں کنارۂ زبان لام کے مخرج کی طرف مائل ہو جاتا ہے ان کو ادا کرتے وقت احتیاط کرنی چاہیے ورنہ لام کی جگہ را اور را کی جگہ لام کی مشابہت ہو گی جیسے اَلرَّحْمٰنُ میں را اَلْغُرُوْرَ میں لام۔

فائدہ: حروف تہجی انتیس ہیں ان میں سے ہر ایک حرف میں کم سے کم پانچ صفات لازمہ پائی جاتی ہیں ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے تیرہ حروف میں تو پانچ پانچ صفات پائی جاتی ہیں اور یہ وہ تیرہ ہیں جو صفات غیر متضادہ سے خالی ہیں۔ یعنی ا ت ث ح خ ذ ظ ع غ ف ك ہ ء اور باقی جو سولہ بچے ان میں سے پندرہ میں تو چھ چھ پائی جاتی ہیں اور را (ر) میں سات پائی جاتی ہیں یعنی انحراف اور تکریر بس (ر) کے علاوہ اور کوئی ایسا حرف نہیں ہے جس میں سات صفتیں پائی جاتی ہوں۔

بعض حروف کی صحیح ادائیگی کے متعلق وضاحت

علم تجوید کی معتبر کتابوں اور اس فن کے محقق اساتذہ کے ارشادات کی رو

سے اس بات کی نفی فرمائی گئی ہے کہ بعض قراء ک اور ت کو اس طرح ادا کرتے ہیں
کہ ک مثل کھ کے اور ت مثل تھ کے سنائی دیتا ہے اور بعض لوگ اس طرح ادا
کرتے ہیں کہ ان حرفوں کے آخر میں ہا یا سین کی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور اس
تلفظ کی صحت پر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم صفت ہمس ادا کر رہے ہیں نہ تو
(ک) اور (ت) کا یہ تلفظ صحیح ہے اور نہ اس پر ان کی یہ دلیل درست ہے چنانچہ
(ک) اور (ت) کا ایسا تلفظ کہ جس میں وہ (کھ) اور (تھ) کے مانند ادا ہوں
اس کا غلط ہونا تو ظاہر ہی ہے کہ اس میں ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا
ہے جس سے لحن جلی واقع ہو جاتی ہے اور اس کا حکم حرام ہے۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ (کھ) اور (تھ) یہ دونوں خالص ہندی اور اردو
زبان کے حرف ہیں عربی تو درکنار فارسی میں بھی استعمال نہیں ہوتے پھر جو قرآن
مجید جو خالص عربی میں نازل ہوا ہے بھلا اس میں ایسے حرفوں کی کھپت کہاں پس
جب ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جائے خصوصاً جب تبدیلی کہ وہ عربی
حروف سے نکل کر عجمی حرفوں میں داخل ہو جائے جیسا کہ (ک) اور (ت) کے
اس غلط تلفظ میں یہی صورت ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس تلفظ کے غلط اور نا
درست ہونے پر مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اور اس کے صحیح ہونے
پر جو دلیل بھی پیش کی جائے گی وہ قابل قبول نہ ہوگی رہا ان کے آخر میں (ہ) یا
(س) کی آواز کا ظاہر کرنا سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس صورت میں ایک حرف کی
زیادتی لازم آتی ہے کیونکہ ہا اور سین دونوں مستقل حرف ہیں (ک) اور (ت)
کے آخر میں ان کی آواز کے ظاہر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں۔ رہی ان کی یہ دلیل
کہ اس تلفظ کے بغیر صفت ہمس ادا نہیں ہوتی سو یہ بھی غلط اور نادرست ہے اس

لیے کہ ہمس کے معنی خفی اور پست آواز کے ہیں جریان صوت (آواز کے جاری رہنے) کے نہیں تو اگر (ک) اور (ت) کے آخر میں (ہ) یا (س) کی آواز ظاہر ہو جائے گی تو دو خرابیوں میں سے ایک خرابی ضرور لازم آئے گی یا تو یہ کہ یہ حروف بجائے شدیدہ کے رخوہ ہو جائیں گے اس لیے کہ آواز جاری رہنا رخوہ کا خاصہ ہے نہ کہ شدیدہ کا اور یا یہ کہ ایک حرف کی زیادتی لازم آئے گی جو قطعاً نادرست اور بہت بھاری غلطی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ (ک) اور (ت) کو نہ تو کھ اور (تھ) کی طرح ادا کرنا صحیح ہے اور نہ ان کے آخر میں (ھ) اور (س) کی آواز کا ظاہر کرنا ہی درست ہے بلکہ ان دونوں حرفوں کا صحیح تلفظ وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے تو ان کی آواز بوجہ شدت کے مخرج میں سختی اور قوت کے ساتھ ٹپکتی ہے اور پھر آخر میں بوجہ ہمس کے ایک نہایت پست اور کمزور آواز ظاہر ہوتی ہے اور چونکہ اس غلط تلفظ کے اختیار کرنے کا سبب صفت شدت سے بھول ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ ان حرفوں کو اس غلط تلفظ کے ساتھ ادا کرتے ہیں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ان میں صفت شدت بھی ہے ورنہ اگر وہ اس بات کو نہ بھولیں تو اس غلط تلفظ کو اختیار کر ہی نہیں سکتے اس لیے علامہ جزریؒ نے اپنے مشہور رسالہ مقدمۃ الجزریہ میں کاف تا میں صفت شدت کا اہتمام کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وَ رَاعِ شدةً بكافٍ وَّ بتا۔ كَشِيْدِكِكُمْ تَتَوفّٰى فِتَنًا (ترجمہ) اور پوری طرح ملحوظ رکھو صفت شدت کو کاف تاء میں اور ان دونوں حرفوں کی مثالیں سرِ ککُمْ تتوفّٰى اور فتنةً کی طرح (واللہ اعلم ورسولہ)

ماقبل مکسور ہونے کی صورت میں سب سے کم درجے کی تفخیم ہوگی جیسے
اِقۡتَرَبَ میں قاف

تنبیہہ

حرف مفخم میں تفخیم ایسے افراط سے نہ کی جائے کہ وہ حرف مشدد سنائی دے جیسے اَفَطَالَ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ اور اتنا مبالغہ بھی نہ کیا جائے کہ واوَ کی آمیزش معلوم ہو یہ غلطی اس وقت کی جاتی ہے جب قراء عام طور پر حرف مفخم کی ادائیگی میں ہونٹوں کو گول کر دیتے ہیں جس سے واوَ کی آمیزش ہو جاتی ہے حالانکہ تفخیم میں ہونٹوں کو کوئی دخل نہیں ہے تفخیم تو صرف زبان کی جڑ اور وسط زبان کو تالو سے منسلک کرنے سے ادا ہوتی ہے۔ اس طرح بعض لوگ حروف مستفلہ اور الف جو مرقق حرف کے بعد آئے تو ترقیق میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ اس میں یا کی آمیزش ہو کر امالہ صغریٰ پیدا ہو جاتا ہے یہ افراط وتفریط کلام عرب میں نہیں بلکہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔

نوٹ: حروف مفخمہ کی تفخیم میں مبالغہ کرنا اور حروف مرقق کو اتنا باریک پڑھنا ہے کہ ان کا فتحہ مائل بہ کسرہ اور ان کا الف مائل بہ یا ہو جائے افراط کہلاتا ہے۔

صفات لازمہ متضادہ وغیر متضادہ کا جدول

ا	الف	جہر	رخوت	اسفال	انفتاح	اصمات	غیر متضاد
ب	با	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اذلاق	قلقہ
ت	تا	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	
ث	ثا	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	

ج	جیم	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصما	قلقلہ
ح	حا	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	
خ	خا	ہمس	رخوت	اسعلا	انفتاح	اصمات	
د	دال	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ
ذ	ذال	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	
ر	را	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف/تکریر
ز	زا	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر
س	سین	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر
ش	شین	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	تفشی
ص	صاد	ہمس	رخوت	استعلا	اطباق	اصمات	صفیر
ض	ضاد	جہر	رخوت	استعلا	اطباق	اصمات	استطالت
ط	طا	جہر	شدت	استعلا	اطباق	اصمات	قلقلہ
ظ	ظا	جہر	رخوت	استعلا	اطباق	اصمات	
ع	عین	جہر	توسط	اسفال	انفتاح	اصمات	
غ	غین	جہر	رخوت	استعلا	انفتاح	اصمات	
ف	فا	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اذلاق	
ق	قاف	جہر	شدت	استعلا	انفتاح	اصمات	قلقلہ
ک	کاف	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	
ل	لام	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف
م	میم	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنہ
ن	نون	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنہ

و	واؤ	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	لین
ھ	ھا	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	
ء	ہمزہ	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	
ی	یا	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین

لام تعریف کے احکام

لام اَل اور لام تعریف کے دو احکام ہیں۔ ۱: اظہار ۲: ادغام

اظہار اور ادغام کے معنی تو پہلے بیان کر دیے گئے ہیں لہٰذا یہاں ان کے معانی بتانے کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ان دونوں احکام کی تعریف لکھ دی جاتی ہے۔

اظہار قمری کی تعریف

اگر لام ال یا لام تعریف کے بعد حروف قمری میں سے کوئی حرف آ جائے جو چودہ ہیں جن کا مجموعہ ہے اِبْغِ حَجَّكَ وَ خَفْ عَقِیْمَهٗ ان میں سے کوئی حرف آ جائے تو لام ال یا لام تعریف پر اظہار ہوگا اور اس اظہار کو اظہار قمری کہتے ہیں اس کی چند مثالیں لکھ دیتا ہوں تا کہ پہچان ہو سکے۔

اَلْقَارِعَةُ ، اَلْبُخْلُ، اَلْحَمْدُ، اَلْعٰلَمِیْنَ ، اَلْقَدْرُ، فَاَرَاهُ الْاٰیَةَ، وَالْفَجْرِ

ادغام شمسی کی تعریف

جب لام ال یا لام تعریف کے بعد حروف شمسی میں سے کوئی حرف آ جائے جو قمری کے علاوہ ہیں تو وہاں لام ال یا لام تعریف کا ان میں مکمل ادغام کیا جائے گا اس ادغام کو ادغام شمسی کہا جاتا ہے یہاں ادغام شمسی کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں تا کہ ان مثالوں کے ذریعے سمجھا جا سکے۔

ادغام شمسی کی مثالیں

اَلتَّوْبَۃُ، اَلثَّاقِبُ، اَلذِّکْرُ، الرَّحْمٰنُ، وَالتِّیْنِ، وَالضُّحٰی، وَالشَّمْسِ وغیرہ

نوٹ: یہ قاعدہ لام تعریف کے ساتھ ہی خاص ہے اس لیے قُلْنَا قُلْ نَعَمْ اور فَالْتَقَمَہٗ اور ایسے ہی ھَلْ تَرٰا اور بَلْ طَبَعَ وغیرہ میں ادغام نہ ہوگا اس لیے کہ یہ لام تعریف نہیں ہے بلکہ پہلی تین مثالوں میں تو لام فعل ہے اور دوسری دو میں لام ھَلْ وَ بَلْ اور مدغم حرف لام تعریف ہی میں ہوتا ہے کوئی اور لام نہیں ہوتا خوب سمجھ لو۔

اظہار قمری اور ادغام شمسی کہنے کی وجہ تسمیہ

رات کے وقت چاند چمک رہا ہو تو اس کی چمک اور روشنی کے باوجود ستارے دکھائی دیتے ہیں قمر عربی میں چاند کو کہتے ہیں اس لیے لام ال اور لام تعریف کے اظہار کو اسی نسبت سے اظہار قمری کہتے ہیں اور ادغام شمسی اس لیے کہتے ہیں کہ جب شمس یعنی سورج اپنی آب و تاب سے چمک رہا ہو تو چاند اور ستارے آسمان پر موجود ہونے کے باوجود نظر نہیں آتے جب لام تعریف کے بعد حروف قمری میں سے کوئی حرف ہو تو وہاں لام چاند کی طرح نمایاں کر کے پڑھا جاتا ہے اور جب لام تعریف کے بعد حروف شمسی میں سے کوئی حرف ہو تو جس طرح ستارے دن کو چھپ جاتے ہیں اس طرح لام مکمل طور پر غائب ہو جاتا ہے اور وہ ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اس کا ادغام حروف شمسی میں مکمل کر دیا جاتا ہے۔

لام فعل

لام فعل کا مطلقاً اظہار ہوتا ہے یعنی جس فعل امر کے آخر میں یا فعل ماضی

کے درمیان یا آخر میں لام ساکن ہو تو اس لام کا کسی حرف میں (سوائے لام اور را کے) ادغام نہیں ہوتا بلکہ اظہار واجب ہے۔ جیسے

قُلْ نَصَحْ قُلْ نَارُ قُلْ تَعَالَوْا اَنْزِلْنِیْ وَاجْعَلْنِیْ فَالْتَقَمَهُ فَالْتَقَطَه فَالْتَقُمْ فَالْتَقٰی وَجَعَلْنَا قُلْنَا اَرْسَلْنَا اَنْزَلْنَا اگر ایسے لام کے بعد را یا لام آ جائے تو پھر ادغام کرنا ضروری اور واجب ہے جیسے قُلْ رَّبِّ، قُلْ رَّبِّیْ قُلْ لَّوْ کَانَ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ۔

اجتماع ساکنین کا بیان

اجتماعِ ساکنین کا معنی دو ساکنوں کا اکٹھا ہونا ہے۔

تعریف:

دو ساکنوں کا ایک یا دو کلموں میں جمع ہونا اجتماعِ ساکنین کہلاتا ہے مثلاً

آٰلْئٰنَ یَعْلَمُوْنَ لَیْلَةِ الْقَدْرِ قَالُو الْئٰنَ یَسْرِ۔

اس کی دو قسمیں ہیں

۱: اجتماع ساکنین علی حدہٖ

۲: اجتماع ساکنین علی غیر حدہٖ

۱: اجتماع ساکنین علی حدہٖ: دو ساکن ایک کلمہ میں جمعہ ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو علی حدہٖ کے معنی ہیں کہ وہ اپنے حال پر برقرار رہیں ان میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔

ءٰٓ الْئٰنَ دَآبَّةٍ یَکْذِبُوْنَ تُرْجَعُوْنَ اَلْعٰلَمِیْنَ عَلِمٌ اَلْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ صٰدِقِیْنَ مُعْرِضُوْنَ یَعْمَهُوْنَ نٓ صٓ قٓ وغیرہ

اجتماعِ ساکنین علٰی غیر حدہٖ : دو ساکن حروف ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ نہ ہو۔

اِذَا يَسْرِ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ عَشْرٍ اَلْفَجْرِ اَلْعُسْرَ حِجْرٍ

اور یہ صرف وقف میں ہوتا ہے اس لیے اس میں تغیر کی ضرورت نہیں دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ دونوں اپنے حال پر برقرار نہ رہیں اور ان میں تغیر و تبدل کیا جائے۔

اَذَقْنَا الِانْسَانَ اَمِرْ رْ تَابُوْا عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا

اس کی چار صورتیں ہیں۔

ا: حذف کرنا۔ ۲: ضمہ دینا ۳: فتحہ دینا ۴: کسرہ دینا

ا: حذف کرنا

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اس پہلے کو گرا کر پڑھیں گے۔ وَقَالَ الْحَمْدُ، قَالُوْا الْئٰنَ، ذَاقَا الشَّجَرَةُ فِيْ الْاَرْضِ وَاسْتَبَقَالْبَابَ جَابُوْا الصَّخْرَ وَاِذَالْكَوَاكِبُ وَ قَالُوا الْحَمْدُ فَذُوْقُوْ الْعَذَابَ وغیرہ۔

(توضیح) وَقَالَا الْحَمْدُ یہ اصل میں وَ قَالَا اَلْحَمْدُ تھا ہمزہ وصل وسط کلام میں حذف ہوا پھر قالا کے الف اور الحمد کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا پہلا ساکن قاعدہ کے موافق کر دیا گیا۔ تو وَ قَالَا الْحَمْدُ بن گیا اور اسی طرح باقی مثالوں کو بھی سمجھ لیں۔

۲: ضمہ دینا

اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن میم جمع یا اولین جمع ہو تو اس پہلے ساکن کو ضمہ دے کر پڑھیں گے مثلاً عَلَيْهِمُ الْقِتَالَ۔ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةُ وَاَلَيْكُمُ اللّٰهُ اٰتُوُالزَّكٰوةَ عَصَوُالرَّسُوْلَ وغیرہ۔

(توضیح) اٰتُوُ الزَّكٰوةَ یہ اصل میں اٰتَوْا اَلزَّكٰوة تھا ہمزہ وصل وسط کلام میں حذف ہوا اٰتُوْا کی واؤ اور اَلزَّكٰوةَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو اٰتُوُ الزَّكٰوةَ بن گیا۔

(توضیح) عَلَيْهِمُ الْقِتَالَ یہ اصل میں عَلَيْهِمْ اَلْقِتَالَ تھا۔ ہمزۂ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا عَلَيْهِمْ کی میم اور اَلْقِتَالَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو عَلَيْهِمُ الْقِتَالَ بن گیا اس باقی مثالوں کو قیاس کر لیں۔

۳: فتحہ دینا

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن من حرف جر کا نون اور الم کی میم ہو تو پہلے ساکن کو فتحہ دے کر پڑھیں۔

مِنَ الْعِلْمِ۔ الٓمٓ ۔ اللّٰهُ مِنَ النَّاسِ مِنَ الَّذِيْنَ مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مِنَ اللّٰهِ وغیرہم

(توضیح) مِنَ الْعِلْمِ یہ اصل میں مِنْ اَلْعِلْمِ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا مِنْ کے نون اور اَلْعِلْمِ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا

قاعدے کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو مِنَ الْعِلْمِ بن گیا۔

(توضیح) الٓمّٓ اَللّٰہُ یہ اصل میں الٓمّٓ اللّٰہُ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا الٓمّٓ کی میم اور اللہ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدے کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو الٓمّٓ اللّٰہُ بن گیا اسی طرح باقی مثالوں کو سمجھ لیں۔

کسرہ دینا

اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن مِنَ کے نون الٓمّٓ کی میم میم جمع اور واو لین جمع کے علاوہ کوئی حرف غیر مدہ ہو تو اس سے پہلے ساکن کو کسرہ دے کر پڑھیں گے جیسے اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدْ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ شَیْئًا نِ السَّمَآءُ لُمَزَةِ نِ الَّذِیْ یَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ قُلِ اللّٰھُمَّ بَلِ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ اَنِ اضْرِبْ وغیرہ۔

(توضیح) اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدْ یہ اصل میں اَمْ اَللّٰہُ الْوَاحِدْ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا اَمْ کی میم اور لفظ اللہ کے لام کے درمیان اجتماعِ ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق ہے پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا تو اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدْ بن گیا۔

(توضیح) قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ یہ اصل میں قَدِیْرٌ اَلَّذِیْ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا قَدِیْرٌ کے نون تنوین اور اَلَّذِیْ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا تو قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ بن گیا اسی طرح باقی مثالیں بھی ہیں۔

ہمزہ کا بیان

اقسام ہمزہ

اولاً ہمزہ کی دو قسمیں ہیں ا: اصلی ۲: زائدہ

اصلی۔

ایسا ہمزہ جو فا عین یا لام کے مقابلہ میں ہو مثلاً أَمَرَ سَئَلَ قَرَأَ

زائدہ

زائدہ ہمزہ وہ ہے جو فا عین لام کلمہ کے مقابلہ میں نہ ہو جیسے
اٰمَنُوْا یُؤْمِنُوْنَ اِمْرَأَةٌ
پھر ہمزہ زائدہ کی دو قسمیں ہیں ا: قطعی ۲: وصلی

ہمزہ قطعی

ہمزہ قطعی وہ ہے جو وقف وصل کی صورت میں باقی رہتا ہے مثلاً أَ أَشْكُرُ وَالْاَرْضِ وَ أَنْتَ

ہمزہ وصلی

ہمزہ وہ ہے جو وصل کی صورت میں گر جائے اور ابتدا اور اعادہ کی صورت میں پڑھا جائے جیسے اُقْتُلُوْا اِتَّقُوْا اِرْجِعُوْا اِمْرَأَةٌ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقَ قَالُوْا قْتُلُوْا۔

ہمزہ کی حرکات

ا: لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے جیسے اَلْقَارِعَةُ

۲: اسم کا ہمزہ مکسور ہوتا ہے مثالیں اِبْنٌ اِسْمٌ اِثْنَان اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہوتو ہمزہ وصلی مضموم ہوگا جیسے اُسْجُدُوْا اُقْتُلُوْا

۳: اگر فعل کا عین کلمہ مفتوح یا مکسور یا مضمون بضمہ عارضی ہوتو ہمزہ وصلی مکسور ہوگا جیسے اِمْشُوْا اِتَّقُوْا (یہ مثالیں ضمہ عارضی کی ہیں۔ اِفْتَحْ اِرْجِعُوْا مفتوح العین اور مکسور العین کی مثالیں ہیں۔

تسہیل ابدال اور حذف کا بیان

تسہیل

تسہیل کے لغوی معنی ہیں آسان کرنا اور اصطلاح میں تسہیل سے مراد یہ ہے کہ ہمزہ کو نہ تو ایسی سختی کے ساتھ ادا کیا جائے جو اس کے لیے بوجہ جہر و شدت ضروری ہے اور نہ ہی اتنا نرم ادا کیا جائے کہ وہ الف سے بالکل بدل ہی جائے بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان اس طرح ادا کیا جائے کہ نرم تو ہو لیکن اس کی ماہیت نہ بدلے بس اسی کو تسہیل کہتے ہیں۔

ابدال

ابدال کے معنی ہیں بدلنا اور فن میں ابدال کہتے ہیں ہمزہ کو اس کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدل کر پڑھنے کو اور اگر ہمزہ ساکن ہو تو ابدال کرنے میں اس سے پہلے والے حرف کی حرکت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

حذف

حذف کے معنی ہیں گرا دینا اور یہاں حذف سے مراد یہ ہے کہ ہمزہ کو تلفظ سے گرا دیا جائے یعنی اس کو پڑھا نہ جائے۔

حرف مد کے حذف کا حکم

یعنی اگر پہلا ساکن مدہ تو ہو مگر دونوں ایک کلمہ میں نہ ہوں جیسے قَالَا الْحَمْدُ قَالُوْا لَئِنْ اور فِي الْاَرْضِ وغیرہ کہ یہ اصل میں قَالَ اَلْحَمْدُ قَالُوْا اَلَئِنْ اور فِي اَلاَرْضِ تھے پھر ہمزہ وصلی کے درج کلام میں ساقط ہو جانے کی وجہ

سے دو ساکن جمع ہو گئے جس کی صورت یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ تو ہے مگر دونوں ایک کلمہ میں نہیں ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ پہلا حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

حرف مد کے حذف کا حکم عام

یہ حکم ہر قسم کے مدہ کو شامل ہے خواہ وہ تثنیہ کا الف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ جس طرح تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ میں الف کا حذف ہے اسی طرح ذَاقَا الشَّجَرَةَ (اعراف رکوع ۲) دَعَوُاللّٰهَ (اعراف ۲۲) وَاسْتَبَقَا الْبَابَ (یوسف رکوع ۳) قَالَا الْحَمْدُ (نمل رکوع ۲) کے الف کو حذف کرنا بھی ضروری ہے اور اس مد کو مدِ لازم کی طرح کھینچ کر یا اس میں کچھ اشباع کر کے پڑھنا جیسا کہ بعض لوگوں کا طریقہ ہے۔ صحیح نہیں قرأت اور عربیت دونوں کی رو سے غلط ہے رہا واحد اور تثنیہ میں التباس کا اندیشہ سو وہ ان کلمات کے ماقبل اور مابعد والے صیغوں کو دیکھ کر دور ہو جاتا ہے کیونکہ ان چاروں لفظوں کے جانبین میں تمام صیغے تثنیہ ہی کے ہیں پھر یہ کہ گو یہ الف پڑھنے میں نہیں آتا لیکن لکھا ہوا تو ہے جیسے دیکھ کر ان کا واحد کا صیغہ نہ ہونا اور تثنیہ کا ہونا بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔

احکام ہمزہ

تحقیق:

جب دو ہمزے جمع ہوں دونوں قطعی ہوں ایک کلمہ میں ہوں یا دو کلموں میں تو ہمزہ میں صفت جہر و شدت کا اہتمام کرتے ہوئے صاف ادا کرنا چاہیے۔

ابدال وجوبی

جب دو ہمزے جمع ہوں اور دونوں قطعی ہوں یا ان میں سے ایک وصلی ہو جو ابتدا اور اعادہ کی صورت میں پڑھا جائے تو وہاں ساکن ہمزہ کو حرف علت موافق حرکت ہمزہ اول سے بدل دیں گے جیسے اٰمَنُوْا اِیْمَانًا

ابدال تسہیل جوازی

جب دو ہمزے جمع ہوں اور دونوں مفتوح ہوں پہلا قطعی اور دوسرا وصلی ہوتو دوسرے میں ابدال و تسہیل جائز ہے (بطریق جزری) اور بطریق شاطبی صرف ابدال جائز ہے روایۃً ابدال اولیٰ ہے کیونکہ تسہیل میں ہمزہ کا وجود کچھ نہ کچھ باقی رہتا ہے جبکہ ابدال میں تغیر تام ہے۔

آٰللّٰہُ آٰلذَّکَرَیْنِ آٰلْئٰنَ یہی تین الفاظ قرآن پاک میں چھ جگہ آئے ہیں

حذف

جب دو ہمزے جمع ہوں پہلا قطعی مفتوح دوسرا وصلی مکسور ہوتو ہمزہ وصلی حذف ہو جائے گا قرآن مجید میں اس کی سات مثالیں ہیں۔

اَطَّلَعَ، اَتَّخَذْ تُمْ، اَتَّخَذْنَاھُمْ، اِسْتَغْفَرْتَ، اَفْتَرٰی، اَصْطَفَی الْبَنَاتِ، اَسْتَکْبَرْتَ۔

تسہیل واجب

جب اجتماع ہمزتین کے ساتھ عین آ جائے تو وہاں جمعاً بین اللغتین کی وجہ سے تسہیل ہو گی اس کی ایک ہی مثال ہے جیسے ءَ اَعْجَمِیٌّ جو سورۃ حم سجدہ

میں ہے۔

قطع کا بیان

قطع کے لغوی معنی کاٹنے اور توڑنے کے ہیں اور اصطلاح قراء میں قطع کہتے ہیں قرات کے ختم کر دینے کو اور یہ بھی وقف کے متعلقات میں سے ہے اس لیے کہ اگر ٹھہرنے کے بعد تلاوت کو جاری رکھنے کا ارادہ ہو تب تو یہ ٹھہرنا وقف کہلاتا ہے اور اگر ٹھرنے کے بعد آگے پڑھنے کا ارادہ نہ ہو تو یہ قطع کہلاتا ہے۔ مثلاً ہم نے کسی سورہ یا کسی پارہ یا کسی دوسری مقدار کی تلاوت کرنے کا ارداہ کیا تو تلاوت میں ہم جہاں جہاں ٹھہریں گے اسے توقف کہیں گے اور جب ہم اس سورہ یا پارہ یا کسی دوسری مقدار کی آخری آیت پر ٹھہریں گے کہ جس کے بعد تمہارا پڑھنے کا ارادہ نہ ہوگا تو اس آخری آیت پر ٹھہرنے کو قطع کہیں گے پس درمیان تلاوت ٹھہرنے کو وقف اور ختم تلاوت پر ٹھہرنے کو قطع کہتے ہیں اور یہ بھی یادرکھیں کہ قطع کا محل بہ نسبت وقف کے خاص ہے کیونکہ وقف تو ہر پکی آیت اور بڑے علامت پر ہوسکتا ہے بلکہ ضرورت کے مطابق کچی آیت اور ضعیف علامت پر بلکہ درمیان میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن قطع کا یہ حال نہیں یہ صرف پکی آیت پر ہی جائز ہے نہ وقف کی کسی علامت پر جائز ہے اور نہ اس آیت پر بھی درست ہے جس کو مابعد سے لفظی تعلق ہو اور جس کو عرف عام میں کچی تلاوت کہتے ہیں لہٰذا قاری کو چاہیے کہ قرأت کسی پکی آیت پر ہی ختم کرے بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ قطع کسی رکوع یا کسی مضمون یا کسی قصہ پر بلکہ کسی سورہ کے ختم پر کیا جائے اس کو ذہن نشین فرمالیں۔

وقف کا بیان

وقف کے لغوی معنی

وقف کے لغوی معنی ٹھہرنے اور رکنے کے ہیں

وقف کی تعریف

کلمہ غیر موصول کے آخر میں سانس اور آواز توڑ کر ٹھہرنا

وقف کی اقسام

باب الوقف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

الف: وقف بلحاظ موقوف علیہ

ب: وقف بلحاظ معنی

وقف کی اقسام بلحاظِ موقوف علیہ

بلحاظِ موقوف علیہ کے وقف کی پانچ اقسام ہیں

۱: وقف بالاسکان ۲: وقف بالروم ۳: وقف بالاشمام ۴: وقف بالابدال
۵: وقف بالسکون

وقف بالاسکان

موقوف علیہ اگر متحرک ہے تو اس کو ساکن کر کے وقف کرنے کو وقف بالاسکان کہتے ہیں یہ تینوں حرکتوں زیر دو زیر زبر پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے جیسے
یَعْلَمُوْنْ ، مَخْتُوْمْ، کَرِیْمْ، وغیرھم

وقف بالروم

موقوف علیہ کی حرکت کے تہائی حصہ پڑھنے کو وقف بالروم کہتے ہیں یہ صرف دوحرکتوں زیر دو زیر پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے جیسے یَعْبُدُوْنِ ، شَکُوْرٌ وغیرہ۔

وقف بالاشمام

موقوف علیہ کو ساکن کر کے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کر کے پڑھنا اسے وقف بالاشمام کہتے ہیں یہ وقف پیش یا دو پیش پر ہوتا ہے جیسے نَسْتَعِیْنُ غَفُوْرٌ پر دفعاً ہونٹوں کو گول کر کے ضمہ کی طرف اشارہ کریں گے۔

فائدہ

وقف بالروم اور وقف بالاشمام کی ادائیگی ماہر استاد مجود کے سکھانے ہی سے آ سکتی ہے۔بغیر کامل استاد کے ادائیگی پر قادر ہونا ممکن نہیں۔

تنبیہ

روم کی طرح اشمام بھی حرکت عارضی پر نہیں ہوتا جیسے عَصَوُ الرَّسُوْلَ میں عَصَوْ پر وقف کریں تو واؤ پر اشمام نہیں کریں گے۔

وقف باالابدال

موقوف علیہ اگر تائے مدورہ یا دو زبر کی تنوین ہے تو گول تاء کو ہائے ساکنہ سے اور دو زبر کی تنوین کو الف مدہ سے بدلیں گے اسے وقف بالابدال کہتے ہیں مثلاً خَلِیْفَةً سے خَلِیْفَهْ، نِسَآءً سے نِسَآءَ ا وغیرہ۔

(نوٹ)

آخر کے اعتبار سے کلمہ کی آٹھ حالتیں ہیں ۱: کلمہ کے آخری حرف پر ایک زبر ہو جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ ۔۲: ایک زیر ہو جیسے یَوْمِ الدِّیْنِ ۳: ایک پیش ہو جیسے نَسْتَعِیْنُ ۴: دو زیر ہوں جیسے مِنْ نَذِیْرٍ ۵: دو پیش ہوں جیسے قَدِیْرٌ ۶: دو زبر ہوں جیسے بَصِیْرًا ۷: آخری حرف تائے مدورہ ہو جیسے اَلْبَیِّنَۃ ۸: آخری حرف ساکن ہو جیسے اَنْتُمْ، عَلَیْہِمْ۔ پس ایک زبر کی صورت میں صرف وقف بالاسکان بالروم اور بالاشمام تینوں جائز ہیں اور دو زبر اور تائے مدورہ کی صورت میں بالابدال ہوگا اور ساکن ہونے کی صورت میں بالسکون کہلائے گا۔

وقف بالسکون

یعنی سانس اور آواز ہی کو منقطع کر دیا جائے اور حروف موقوف علیہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے بلکہ جس طرح وصل میں پڑھا جاتا ہے وقف میں بھی بعینہٖ اسی طرح پڑھا جائے اور یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جب موقوف علیہ پہلے ہی سے ساکن ہو۔ جیسے وَانْحَرْ اور عَلَیْہِمْ وغیرہ اس کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔

اقسام وقف بلحاظ معنیٰ

بلحاظ معنی وقف کی چار قسمیں ہیں:

۱: وقف تام ۲: وقف کافی ۳: وقف حسن ۴: وقف قبیح

وقف تام

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے کوئی لفظی یا معنوی تعلق نہیں ہے تو اسے وقف تام کہتے ہیں۔ مثلاً سورہ البقرہ کے ابتدائی اَلْمُفْلِحُوْنَ پر وقف کرنا وقف تام ہے کیونکہ یہاں مومنوں کا بیان ختم ہو گیا ہے اور اگلی آیت سے کافروں کا بیان

شروع ہو رہا ہے۔

وقف کافی

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے معنوی تعلق ہو اور لفظی تعلق نہ ہو تو اسے وقف کافی کہتے ہیں مثلاً یُنفِقُوْنَ اور یُوْقِنُوْنَ پر وقف کرنا وقف کافی ہے کیونکہ ابھی یُنفِقُوْنَ کے بعد مومنوں کا بیان جاری ہے۔ وقف تام اور وقف کافی کا حکم یہ ہے کہ مابعد سے ابتدا کی جائے۔

وقف حسن

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے تعلق لفظی و معنوی دونوں ہوں اور وقف کرنے سے معنی مراد الٰہی کے خلاف نہ ہوتے ہوں تو اسے وقف حسن کہتے ہیں مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پر وقف کرنا وقف حسن ہے۔

وقف قبیح

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے لفظی و معنوی دونوں تعلق ہوں اور وقف کرنے سے معنی مراد الٰہی کے خلاف ہوتے ہوں تو ایسے وقف کو وقف قبیح کہتے ہیں جیسے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوۃ میں کَیْفَ اور اَلصَّلٰوۃَ پر وقف کرنا وقفِ قبیح کہلاتا ہے ان دونوں وقفوں یعنی وقفِ حسن اور وقفِ قبیح کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اعادہ کر کے پڑھیں گے۔

وقفِ قبیح کی مثالیں

یہاں طلباء و طالبات کی سہولت کے پیشِ نظر وقف قبیح کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں ان مثالوں کو توجہ سے تلاوت کریں ان کے ترجمہ پر غور فرمائیں تو انشاء

انشاءاللہ اس وقف کی سمجھ آ جائے گی۔

١:مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدْ وَ مَنْ يُّضْلِلْ (سورہ الاعراف) پر وقف

٢:فَإِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِن تَوَلَّوْا (سورہ آل عمران) پر وقف

٣:لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَ زِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ (سورہ ابراھیم) پر وقف

٤:اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ (سورہ الانفطار) پر وقف

٥:وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ (سورہ الذریت) پر وقف

٦:فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ (سورہ البقرہ) پر وقف

٧:لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوةَ (سورہ النسا) پر وقف

نوٹ: وقف حسن اگر آیت پر ہے تو مابعد سے ابتدا کریں گے اگر آیت کے درمیان میں ہے جہاں کوئی معتبر وقف کی علامت نہ ہوتو ماقبل سے اعادہ ہوگا۔

جن مقامات پر وقف کرنا بھاری غلطی ہے

قرآن مجید میں ٢٧ جگہیں ایسی ہیں جہاں کبھی بھی وقف نہ کرنا چاہیے جس طرح...... اَنْعَمْتَ کی بجائے اَنْعَمْتُ پڑھنا بہت بھاری غلطی ہے اسی طرح ان ٢٧ مقامات پر ٹھہرنا بھی بہت بھاری غلطی ہے آپ کی سہولت کے لیے ان مقامات کی فہرست بنا دی گئی ہے آپ ذہن نشین کرلیں۔

نمبر شمار	پر وقف کیا	پھر ابتدا کی سے	پارہ نمبر	نام پارہ	سورہ نمبر	نام سورہ	آیت نمبر
١	صِرَاطَ الَّذِيْنَ	اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	١	الٓمٓ	١	الفاتحہ	٥
٢	وَمَا	كَفَرَ سُلَيْمٰنُ	١	الٓمٓ	٢	البقرہ	١٠٢

۳	وَقَالُوْا	لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْنَصٰرٰى	۱	الٓمّٓ	۲	البقره	۱۱۱
۴	وَقَالُوْا	اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ	۱	الٓمّٓ	۲	البقره	۱۱۶
۵	مَا	كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا	۳	تِلْكَ الرُّسُلُ	۳	الِ عمران	۶۷
۶	لَقَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا	اِنَّ اللهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ	۴	لَنْ تَنَالُوْا	۳	الِ عمران	۱۸۱
۷	رَبَّنَا مَا	خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا	۴	لَنْ تَنَالُوْا	۳	الِ عمران	۱۹۱
۸	يُوْصِيْكُمُ	اللهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ	۴	لَنْ تَنَالُوْا	۴	النساء	۱۱
۹	سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ	لَهٗ وَلَدٌ	۶	لَا يُحِبُّ الله	۴	النساء	۱۷۱
۱۰	وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ	وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ	۶	لَا يُحِبُّ الله	۵	المائدة	۳۱
۱۱	فَبَعَثَ	اللهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ	۶	لَا يُحِبُّ الله	۵	المائدة	۳۱
۱۲	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا	تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ	۶	لَا يُحِبُّ الله	۵	المائدة	۵۱
۱۳	وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ	يَدُ اللهِ مَغْلُوْلَةٌ	۶	لَا يُحِبُّ الله	۵	المائدة	۶۴
۱۴	لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا	اِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ	۶	لَا يُحِبُّ الله	۵	المائدة	۷۳

۱۵	وَمَا لَنَا	لَانُؤمِنُ بِاللهِ وَ مَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ لا وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ	۷	وَاذا سمعوا	۵	المائدۃ	۸۴
۱۶	وَ اِذْقَالَ اللهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ	اتَّخِذُوْنِىْ وَ اُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللهِ	۷	وَاذا سمعوا	۵	المائدۃ	۱۱۶
۱۷	اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ	مَعَ اللهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ط	۷	وَاذا سمعوا	۶	اَلانعام	۱۹
۱۸	اَنّٰى	يَكُوْنُ لَهٗ وَ لَدٌوَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ	۷	وَاذا سمعوا	۶	اَلانعام	۱۰۱
۱۹	قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا	تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًاوَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج	۸	ولو اننا	۶	الانعام	۱۵۱
۲۰	قَدِافْتَرَيْنَا عَلَى اللهِ كَذِبًا اِنْ	عُدْنَا فِىْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْنَجّٰنَا اللهُ مِنْهَا	۹	قَالَ الملا	۷	الاعراف	۸۹
۲۱	وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ	عُزَيْرُ ن ابْنُ اللهِ	۱۰	وَاعْلَمُوْا	۹	التوبه	۳۰
۲۲	وَقَالَتِ النَّصٰرى	الْمَسِيْحُ ابْنُ للهِ	۱۰	وَاعلمو	۹	التوبه	۳۰
۲۳	وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ	كَذَبُوا اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ	۱۰	واعلموا	۹	التوبه	۳۰

۲۴	الَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا	خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ	۱۱	يعتذرون	۱۰	يونس	۶۲
۲۵	وَلَآ	اَقُوۡلُ لَكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ	۱۲	وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ	۱۱	هود	۳۱
۲۶	وَلَآ	اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ	۱۲	وما من دابة	۱۱	هود	۳۱
۲۷	وَلَآ اَقُوۡلُ	اِنِّىۡ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ تَزۡدَرِىۡ اَعۡيُنُكُمۡ لَنۡ يُّؤۡتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيۡرًا ؕ	۱۲	وما من دابة	۱۱	هود	۳۱
۲۸	مُّبِيۡنِ ن اقۡ	تُلُوۡا يُوۡسُفَ اَوِاطۡوۡ سُوۡهُ االرضًا يَّخۡلُ لَكُمۡ وَجۡهُ اَبِيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا مِنۡ بَعۡدِهٖ قَوۡمًا صٰلِحِيۡنَ	۱۲	وما من دابة	۱۲	يوسف	۹
۲۹	وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوۡ	لَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ	۱۲	وما من دابة	۱۲	يوسف	۲۴
۳۰	قُلۡ هَلۡ	يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ	۱۳	وما ابری	۱۳	الرعد	۱۶
۳۱	اَمۡ هَلۡ	تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۚ	۱۳	وما ابری	۱۳	الرعد	۳۲
۳۲	وَجَعَلُوۡا	لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ	۱۳	وما ابری	۱۳	الرعد	۳۳
۳۳	قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِى	اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ	۱۳	وما ابری	۱۳	الرعد	۳۲
۳۴	مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِكُمۡ وَمَاۤ	اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِىَّ ؕ	۱۳	وما ابری	۱۴	ابراهيم	۲۲

۳۵	اِنِّی کَفَرْتُ	بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ	۱۳	وما ابری	۱۴	ابراھیم	۲۲
۳۶	وَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ	۱۳	وما ابری	۱۴	ابراھیم	۴۲
۳۷	فَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ	۱۳	وما ابری	۱۴	ابراھیم	۴۷
۳۸	وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ	اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ	۱۴	رُبَمَا	۱۵	اَلْحِجْرُ	۶
۳۹	وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا	اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ	۱۴	رُبَمَا	۱۶	النَّحْلُ	۵۱
۴۰	وَاَنَّ اللّٰهَ	لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ	۱۴	ربما	۱۶	النحل	۱۰۷
۴۱	وَاللّٰهُ لَا	يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ		جس	جگہ	بھی ہو	
۴۲	اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ	وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا	۱۵	سبحٰن الذی	۱۷	بنی اسرائیل	۴۰
۴۳	وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا	اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ	۱۵	سبحٰن الذی	۱۸	الکھف	۴
۴۴	وَقَالُوا	اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا	۱۶	قَل الم	۱۹	مَریم	۸۸
۴۵	اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا	فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ	۱۶	قال الم	۲۰	طٰهٰ	۱۴
۴۶	فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا	هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِیَ	۱۶	قال الم	۲۰	طه	۸۸
۴۷	مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا	شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ	۱۸	قَدْ اَفْلَحَ	۲۴	النور	۳۵

نمبر	ابتدا	عبارت	پارہ	نام پارہ	سورت	نام سورت	آیت
۴۸	وَاِذَاقِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا	وما الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا	۱۹	وقال الذين	۲۵	الفرقان	۶۰
۴۹	قَالَ فِرْعَوْنُ	وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ	۱۹	وقال الذين	۲۶	الشعراء	۲۳
۵۰	فَاَوْقِدْلِیْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ	فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا اَطَّلِعُ اِلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ	۲۰	امن خلق	۲۸	القصص	۳۸
۵۱	قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ـ هٰذَا	مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ	۲۳	وما لی	۳۶	يس	۵۲
۵۲	اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ	وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ	۲۳	وما لی	۳۷	والصفت	۱۵۱ ۱۵۲
۵۳	وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ	هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ	۲۳	ومالی	۳۸	ص	۴
۵۴	نَسِیَ مَاكَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ	لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ	۲۳	ومالی	۳۹	الزمر	۸
۵۵	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا	سٰحِرٌ كَذَّابٌ	۲۴	فَمَنْ اَظْلَمُ	۴۰	المومن	۲۴
۵۶	وَقَالَ فِرْعَوْنُ	ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ	۲۴	فمن اظلم	۴۰	المومن	۲۶
۵۷	تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ	مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ	۲۴	فمن اظلم	۴۰	المومن	۴۲
۵۸	وَلٰكِنْ اِنْ كَانَ	اِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ	۲۵	اِلَيْهِ يُرَدُّ	۴۳	حم السجدة	۲۲

٥٩	قُلْ اِنْ كَانَ	لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ	٢٥	اِلَيهِ يرد	٤٣	الزخرف	٨١
٦٠	والَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ	عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ	٢٦	حٰمٓ	٤٨	الْفَتْحُ	٢٩
٦١	يَتَنَا فَعُوْن فِيْهَا - كَاْسًا لَّا	لَّغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ	٢٧	قال فما خطبكم	٥٢	الطور	٢٣
٦٢	وَّا ظِلٍّ مِّنْ يَحْمُوْمٍ	لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ	٢٧	قَالَ فَمَا طَبكم	٥٦	الواقعه	٤٣ ٤٤
٦٣	كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ	اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ برى ءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ	٢٨	قد سَمِعَ اللّٰهُ	٥٩	الْحشر	١٦
٦٤	فَامْتَحِنُوْ	هُنَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ	٢٨	قدسمع الله	٦٠	الممتحنة	١٠
٦٥	لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ	اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ	٢٩	تبرك الذى	٦٨	القلم	٥١
٦٦	فَقَالَ	اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى	٣٠	عَمَّ	٧٩	النزعت	٢٤
٦٧	مَا	وَدَّعَكَ	٣٠	عَم	٧٩	الضحى	٣
٦٨	رَبُّكَ	وَمَا قَلٰى	٣٠	عم	٩٣	الضحى	٣
٦٩	فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ	الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ	٣٠	عم	١٠٤	الماعون	٤ ٥
٧٠	لَا	اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ	٣٠	عم	١٠٩	الكٰفِرُوْنَ	٢
٧١	وَلَا	اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْ تُّمْ	٣٠	عم	١٠٩	الكفرون	٤
٧٢	وَلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ	٣٠	عم	١١٢	الاخلاص	٤

سکتہ کا بیان

سکتہ کے معنی خاموشی اور خاموش ہونے کے ہیں اور یہ بھی ابتداء اور اعادہ کی طرح وقف کے متعلقات میں سے ہے کیونکہ اگر ٹھہرنے میں آواز کے ساتھ سانس کو بھی منقطع کر دیا جائے تب تو یہ وقف کہلاتا ہے جیسا کہ وقف کی تعریف کے ضمن میں گزرا ہے اور اگر آواز کو تو منقطع کر دیا جائے لیکن سانس نہ لیا جائے تو یہ سکتہ ہے اور وقف سکتہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ سکتہ میں توقف (ٹھہرنا) بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ توقف اتنا بھی مختصر بھی نہیں ہونا چاہیے کہ سامع کو سکتہ کا علم ہی نہ ہو لیکن وقف میں توقف بنسبت سکتہ کے زیادہ ہوتا ہے البتہ وقف کی طرح سکتہ ہر جگہ جائز نہیں بلکہ اس کے خاص مواقع ہیں روایت حفص میں پورے قرآن میں کل چار سکتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ سورہ کہف کے شروع میں عِوَجاً الف پر سورہ یٰسٓ رکوع ۴ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا کے الف پر سورہ قیامہ رکوع نمبر ۱ میں قِیْلَ مَنْ کے نون پر سورہ مُطَفِّفِیْنَ میں بَلْ رَانَ کے لام پر یہ چاروں سکتے ضروری اور واجب ہیں اور ان کے ترک سے روایت کے خلاف لازم آتا ہے۔

رُموزِ اَوقاف

ہم جب کسی سے بات کرتے ہیں تو مطلب واضح کرنے کے لیے جگہ جگہ ٹھہرتے جاتے ہیں۔ کہیں کم، کہیں زیادہ، اس طرح ہماری بات کے سب حصے الگ الگ ہوتے جاتے ہیں، اور سننے والا بہ سہولت سمجھتا چلا جاتا ہے۔ ہم وہی بات لکھ دیں، تو پڑھنے والے کو وہ سہولت میسر نہیں آ سکتی، بہ سہولت سمجھتا چلا جاتا ہے۔ ہم وہی بات لکھ دیں، تو پڑھنے والے کو وہ سہولت میسر نہیں آ سکتی، جو سننے والے کو ہمارے جا بجا ٹھہرنے اور جسم کے بعض اعضا کی حرکات سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے تقریر میں جن جن مقامات پر ٹھہرتے جاتے ہیں۔ تحریر میں ان ان مقامات پر بعض علامتیں درج کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے کو معلوم ہوتا رہے کہ کن کن جملوں کو ملا کر پڑھنا ہے اور کس کس جملے پر ٹھہر کر اگلے جملے کو نئے سرے سے شروع کرنا ہے۔ ایک ہی جملے میں کم و بیش ٹھہرنا ہو۔ تو وہاں بھی خاص خاص علامتیں درج کر دی جاتی ہیں۔ ان سب علامتوں کو رُموزِ اَوقاف (ٹھہرنے کے اشارے) کہتے ہیں۔

قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت مقررہ وقفوں پر ہی ٹھہرنا چاہیے۔ عبارت کے درمیان نہیں ٹھہرنا چاہیے کیونکہ بعض مقامات پر رکنے سے مطلب تبدیل ہو جاتا ہے۔ مثلاً پہلے پارے کی آیت ۱۰۲ میں ہے۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

ترجمہ: اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا مگر شیاطین کفر کیا

کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے۔ اگر وَمَا پر وقف کر لیا جائے۔ کَفَرَ سُلَیْمٰنُ کو الگ پڑھا جائے تو اس کا مطلب ہوگا۔ ''حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر کیا''۔ جو کہ بالکل مفہوم کے خلاف ہے۔ ایک اور مثال پیشِ خدمت ہے۔ تیسویں پارے کی سورۃ (الکفرون) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ''میں اس کی عبادت نہیں کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔

اگر اس آیت سے لَآ کو الگ پڑھا جائے اور اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا ''میں اس کی عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو'' جو کہ مفہوم کے خلاف ہے۔

اردو میں بھی اگر صحیح مقام پر نہ ٹھہرا جائے تو مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک جملہ ہے: روکو مت جانے دو اگر اس کو یہ پڑھا جائے۔ روکو۔ مت جانے دو۔ تو اس میں ''روکنے'' اور ''نہ جانے'' کا حکم ہے اور اگر اس کو یہ پڑھا جائے۔ روکو مت۔ جانے دو۔ تو اب اس کا مفہوم الٹ ہو گیا یعنی ''نہ روکنے'' اور ''جانے'' کا حکم اُردو عبارت لکھتے وقت اس میں کئی نشانات لگائے جاتے ہیں۔ مثلاً ''()'' ۔؟۔:۔ وغیرہ

قرآن مجید کی بافہم قرات کے لیے بھی خاص خاص رموز اوقاف مقرر ہیں۔ ہر رمز کی کیفیت ذیل کی تفصیل سے واضح ہو جائے گی۔

O یہ دائرہ آیۃ کی علامت ہے جو فی الحقیقت لفظ آیۃ کی گول تا (تَآءٌ مُّدَوَّرَۃٌ) ہے۔ یہ وقفِ تام کی علامت ہے۔ اس کا نام وقفِ کوفی بھی ہے۔ کوفی قرا کے نزدیک قرآن مجید میں ۶۲۳۶ (چھ ہزار دو سو چھتیس) آیات ہیں۔ دائرے یعنی علامتِ آیت پر پہنچ کر وقف کر لینا چاہیے۔ اب "ۃ" تو نہیں لکھی جاتی

چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورتوں کی شکل میں پورے قرآن مجید کو تقسیم کر کے قرآن مجید کے حفظ اور مطالعہ کو ہمارے لیے آسان کر دیا ہے۔ اور پھر ہماری سہولت اور مضامین کی وضاحت کے لیے سورتوں کی مزید تقسیم کر کے ہر سورت میں آیات کی حد بند کر دی۔

آیت کے لغوی معنی ''نشانی'' کے ہیں یعنی واضح ''علامت'' راستے کے نشانات جو سفر کی سہولت کے لیے قائم کیے جاتے ہیں، انہیں بھی آیات کہتے ہیں۔ قرآن کی آیات، ہماری منزل مقصود (یعنی اللہ) تک ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔ ہم انہی کے سہارے لقائے رب کی منزل طے کرتے ہیں۔ اس لیے کائنات کی نشانیوں کو بھی آیٰتُ اللّٰہ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید نے تو حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور کشتی نوح علیہ السلام کو بھی آیت کہا ہے۔ قرآن مجید کی سورتوں کے ٹکڑوں کو بھی آیات کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ پوری کتاب اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔

آیت کی بناوٹ میں جملوں کی تکمیل ضروری نہیں۔ قرآن کریم کے بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ ایک جملہ کئی آیات کے بعد مکمل ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی آیت میں کئی مکمل جملے آ جاتے ہیں۔ ایک آیت ''O'' میں کئی وقف (ج۔م۔ط) وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک وقف میں کئی آیات نہیں ہو سکتیں۔ قرآن پاک کے ایک رکوع میں کئی کئی آیات ہوتی ہیں۔ قرآن پاک میں ایک رکوع ایک آیت کا بھی ہے، لیکن اس مین وقف کئی ہیں۔ وہ رکوع پارہ ''۲۹'' سورۃ المزمل کا آخری رکوع ہے۔

مر: وقف لَازِم کا مختصر ہے۔ جس لفظ کے بعد یہ رمز لکھی گئی ہو اس لفظ پر ٹھہر جانا لازمی ہے' ورنہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے' بعض مقامات پر عبارت کا مفہوم کہنے والے کی مراد کے خلاف ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو۔ مت بیٹھو۔ جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے' تو اٹھو پر لازم ٹھہرنا لازم ہے' اگر ٹھہرا نہ جائے تو' اٹھو مت' بیٹھو ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے۔ اور یہ کہنے والے کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔ قرآن پاک میں وقف لازم بعض کے قول پر ۸۲ (بیاسی) اور بعض کی رائے میں ۸۵ (پچاسی) ہیں۔

ط: یہ ''وقف مُطلق'' کا مخفف ہے اس رمز سے مراد ہے کہ اس مقام پر جملہ مکمل ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی مضمون مکمل نہیں ہوا۔ کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔ یہ وقف اسی موقع پر ہوتا ہے جس سے پہلے کلام کے بالکل ختم ہو جانے کے سبب ''ط'' کے بعد عبارت سے ابتدا کرنا بہت ہو جیسے وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ ط یہاں بعد والا جملہ پہلے سے بالکل جدا ہے اس لیے یہاں ٹھہرنا چاہیے۔ وقف مطلق قرآن پاک میں ۳۵۱۰ (تین ہزار پانچ سو دس) ہیں۔

ج: یہ وقف جائز کی رمز ہے۔ یہاں وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ یہ وقف پورے قرآن پاک میں ایک ہزار پانچ سو اٹھتر (۱۵۷۸) ہیں۔

ز: یہ وقفِ مجوز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہر جانے کی وجہ بھی ہوتی ہے۔ نہ

ٹھہرنے کی بھی۔ لیکن وصل کی جہت زیادہ نمایاں اور قوی تر ہوتی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے' یہاں سے تجاوز کر جانا' یعنی گذر جانا' آگے بڑھ جانا چاہیے۔ وقف مجوز پورے قرآن پاک میں ۱۹۱ (ایک سو اکانوے) ہیں۔

ص: لفظ مُرَخَّصْ کا مختصر ہے۔ یہ رمز وقف ایسی دو باتوں کے درمیان آتی ہے' جن کا باہمی تعلق ہو۔ اگرچہ معنوں کے لحاظ سے ہر بات مستقل حیثیت رکھتی ہو''ص'' کے ماقبل کو''ص'' کے مابعد کے ساتھ چاہیے تو ملا کر پڑھنا لیکن اگر سانس ختم ہو جائے یا کسی اگلے ایسے کلمے پر سانس ٹوٹ جانے کا خدشہ ہو' جس پر ٹھہرنا مناسب نہیں' تو پھر''ص'' کی رمزِ وقف پر ٹھہر جانے کی رخصت ہے۔ ٹھہر جانے کی صورت میں بعض قاریوں کے نزدیک اعادہ کرنا اولیٰ ہے۔ کیونہ وقفِ مرخص میں جہت وقف ضعیف ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ وقف مجوز کی بہ نسبت وقف مرخص میں وصل کو زیادہ ترجیح ہے۔ وقفِ مرخص پورے قرآن پاک میں ۸۳ (تراسی) ہیں۔

ق: قَدْ قِيْلَ (کہا گیا ہے) یہ قِيْلَ عَلَيْهِ الْوَقْفُ (کہا گیا ہے کہ اس مقام پر وقف ہے) کی علامت ہے۔''ق'' سے مراد یہ ہے کہ بعض علماء نے اس جگہ وقف کرنے کو کہا ہے' لیکن یہ علامت ضعفِ وقف پر دلالت کرتی ہے اور راجح قول یہی ہے کہ اس مقام پر نہ ٹھہرا جائے۔

قِف: یہ يُوقَفُ عَلَيْهِ (یہاں ٹھہرا جاتا ہے) یا يَقِفُ عَلَيْهِ الْوَاقِفُ (ٹھہرنے والا اس مقام پر ٹھہر جاتا ہے) کا مختصر ہے۔ یہاں سانس

روک کر وقف کرنا چاہیے۔ لیکن اگر ٹھہرا نہ جائے' تو مطلب نہیں بگڑتا۔
جہاں یہ گمان ہو کہ پڑھنے والا وصل کرے گا' وہاں ''قف'' کی علامت لکھ دی جاتی ہے۔

س' سکتہ: سکتہ کی علامت ہے۔ اور کبھی لفظ ''سکتہ'' لکھ دیا جاتا ہے ''سکتہ'' کے معنی ہیں ''سانس لیے بغیر تھوڑا سا ٹھہر جانا''۔ پڑھنے والا یہاں کسی قدر ٹھہر جائے مگر سانس نہ توڑے۔

وقفہ: یہ لمبے سکتے کی علامت ہے۔ یہاں سکتے کی بہ نسبت کچھ زیادہ ٹھہرنا چاہیے۔ یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں' پڑھنے والا اس سے کم ٹھہرے۔
''سکتے'' اور ''وقفے'' میں یہ فرق ہے کہ ''سکتے میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے'' ''وقفے'' میں زیادہ یعنی ''سکتہ'' وصل سے قریب تر ہوتا ہے۔ اور ''وقفہ'' وقف سے اقرب۔

وقف: اس جگہ وقف کرنا درست ہے۔ اگر نہ کرے تو نقصان نہیں۔

صل: یہ قَدْ یُوْصَلُ (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) کی علامت' یعنی پڑھنے والا اس مقام پر کبھی نہیں ٹھہرتا' کبھی ٹھہر جاتا ہے' یہاں ترکِ وصل' یعنی وقف کرنا احسن ہے۔ گو بعض علماء نے وصل کی اجازت بھی دے رکھی ہے۔

صلے: الوصل اولی (ملا کر پڑھنا بہتر ہے) کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے' رہا وقف سو وہ بھی درست ہے۔
کسی عبارت سے پہلے اور پیچھے تین تین نقطے ہوں' تو پڑھنے والے کو

اختیار ہے کہ اگر پہلے تین لفظوں پر وصل کر لے تو دوسرے تین نقطوں پر وقف کرے یا اگر پہلے تین نقطوں پر وقف کر لے تو دوسرے تین نقطوں پر وصل کرے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ کہتے ہیں۔ جس کا مخفف مع ہے۔ بعض اسے مراقبہ کہتے ہیں۔

لا: یہ لَا وَقْفَ عَلَیْہِ (اس مقام پر کسی قسم کا وقف نہیں) کی رمز ہے۔ یہاں وقف نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آیت کے درمیان کسی لفظ پر ''لا'' درج ہو اور سانس ٹوٹ جانے پر وہاں وقف کرنا پڑ جائے تو ''لا'' سے پہلے کسی موزوں مقام سے اعادہ کر لینا چاہیے لیکن اگر "لا" آیت کی علامت یعنی دائرے پر ہو تو وقف کرنا درست ہے۔

۵: یہ آیت کی علامت ہے لیکن یہ غیر کوفی آیت ہے اور وقف ہے۔

وَقْفُ النَّبِیْ: یہ وقف کرنا اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ وقف کوئی علیحدہ وقف نہیں ہوتا بلکہ وقف کی علامتیں جو بیان کی گئی ہیں ان میں سے کسی وقف پر یہ نشان ہوتا ہے اور حاشیے میں (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت (فرمایا کرتے تھے اس مقام پر ضرور ٹھہرتے تھے۔

وَقْفِ غُفْرَانْ: یہاں وقف کرنا بہت اچھا ہے بلکہ امید بخشش کی ہے۔ اس پر وقف کرنے سے معنی خوب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور سننے والے کے دل میں خوشی بھی پیدا ہوتی ہے بشرطیکہ وہ قرآنِ پاک کے مطالب کو سمجھتا ہو۔ یہ وقف بھی کوئی علیحدہ وقف نہیں ہوتا۔ بلکہ وقف کی علامتیں جو

بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے کسی وقف پر یہ ــــ نشان ہوتا ہے اور حاشیے میں (وقف غفران) لکھا ہوتا ہے یہ وقف پورے قرآن پاک میں ۱۰ (دس) ہیں۔

وقفِ منزل۔ وقف جبرائیل: یہ دونوں ایک ہی وقف کے نام ہیں یعنی وہ موقع جس پر جبرائیل علیہ السلام نے وحی سناتے وقت وقف کیا ہے اور ان کی پیروی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا۔ یہ وقف بھی کوئی علیحدہ وقف نہیں ہوتا' بلکہ وقف کی علامتیں جو بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے کسی وقف پر یہ ــــ نشان ہوتا ہے اور حاشیے میں وقفِ منزل یا وقفِ جبرائیل لکھا ہوتا ہے۔ وقفِ جبرائیل پورے قرآن پاک میں ایک سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۵ میں ہے اور وقفِ منزل مختلف مقامات پر گیارہ (۱۱) ہیں۔

قلا: قِيْلَ لَا وَقْفَ عَلَيْهِ سے ہے۔ یعنی بعض علما کے قول پر یہاں وقف نہیں ہے۔ پس یہاں وصل ہی بہتر ہے۔ اور جو وقف بتاتے ہیں ان کے قول پر اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

نوٹ: (۱) جہاں ایک سے زیادہ علامتیں نیچے اوپر لکھی ہوں وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) اگر ایک سے زائد علامتیں برابر برابر لکھی ہوں تو وقف و وصل کے لیے دائیں طرف والی علامت کا اعتبار ہوگا۔

بیان رموز کی شکلیں

جب آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں تو آپ متن اور حاشیے میں کئی الفاظ لکھے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اگر آپ کو ان الفاظ کے متعلق صحیح علم ہو تو آپ قرآن پاک کی تلاوت کا صحیح لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اس لیے ان الفاظ کے بارے میں کچھ تفصیل درج ہے۔

اَلْجُزْءُ:

اس نشان سے پارہ شروع ہوتا ہے۔ سورتوں، آیات اور منزلوں کی تقسیم تو من جانب اللہ ہے۔ لیکن اہلِ علم حضرات نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے جو آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کو ایک ماہ میں پڑھا کرو۔ قرآن مجید کی عبارت کو معنی اور مضمون کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے لیکن مقدارِ عبارت کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے تیس حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ہر مسلمان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرے تاکہ وہ اس کے تمام مضامین کو ہر ماہ میں کم از کم ایک بار ذہن نشین کر لے۔ چونکہ ہر شخص کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کی عبارت کو برابر تقسیم کر سکتا اس لیے علمائے دین نے اس کی تقسیم کر دی چونکہ یہ تقسیم بعد میں کی گئی ہے۔ اس لیے پارہ کی علامت ''الجزء'' کو باہر حاشیہ میں لکھا جاتا ہے، متن میں نہیں۔ پارہ کا لفظ فارسی زبان کا ہے جو اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جہاں سے پارہ شروع ہوتا ہے اس کا جو پہلا لفظ ہے وہی اس پارے کا نام ہے۔

پاروں کے نام

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	الٓمّٓ اَلِفْ لَا مِّیْمْ	۲	سَیَقُوْلُ سَ یَ قُوْلُ	۳	تِلْكَ الرُّسُلُ تِلْ كَرْ رُسُ
۴	لَنْ تَنَالُوا لَنْ تَ نَا لُ	۵	وَالْمُحْصَنٰتُ وَلْ مُحْ صَ نٰ تُ	۶	لَا یُحِبُّ اللّٰهُ لَا یُ حِبْ بُلْ لَ هُ
۷	وَاِذَا سَمِعُوْا وَاِذَا سَ مِ عُوْ	۸	وَلَوْ اَنَّنَا وَلَوْ اَنْ نَ نَا	۹	قَالَ الْمَلَاُ قَا لَلْ مَ لَ اُ
۱۰	وَاعْلَمُوْٓا وَعْ لَ مُوْ	۱۱	یَعْتَذِرُوْنَ یَعْ تَ ذِ رُوْ نَ	۱۲	وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ
۱۳	وَمَآ اُبَرِّئُ وَمَآ اُبَرْ رِءُ	۱۴	رُبَمَا رُ بَ مَا	۱۵	سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ سُبْ حَ نَلْ لَ ذِیْ
۱۶	قَالَ اَلَمْ قَالَ اَلَمْ	۱۷	اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ اِقْ تَ رَ بَ لِنْ نَا سِ	۱۸	قَدْ اَفْلَحَ قَدْ اَفْ لَ حَ
۱۹	وَقَالَ الَّذِیْنَ وَقَا لَلْ لَ ذِ یْ نَ	۲۰	اَمَّنْ خَلَقَ اَمْ مَنْ خَ لَ قَ	۲۱	اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اُتْ لُ مَآ اُوْ حِ یَ
۲۲	وَمَنْ یَّقْنُتْ وَ مَنْ یَقْ نُتْ	۲۳	وَمَالِیَ وَ مَا لِ یَ	۲۴	فَمَنْ اَظْلَمُ فَ مَنْ اَظْ لَ مُ
۲۵	اِلَیْهِ یُرَدُّ اِلَیْ هِ یُ رَدْ دُ	۲۶	حٰمٓ حَا مِیْمْ	۲۷	قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ قَالَ فَ مَا خَطْ بُ كُمْ
۲۸	قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَدْ سَ مِ عَلْ لَا هُ	۲۹	تَبٰرَكَ الَّذِیْ تَ بَا رَ كَلْ لَ ذِیْ	۳۰	عَمَّ عَمْ مَ

اَلرُّبُعُ

یہ چوتھائی پارے کا نشان ہے۔''1/4 '' یہ لفظ قرآن پاک کے متن اور حاشیے میں لکھا ہوتا ہے۔ اگر متن میں نہ لکھا ہو تو اس سطر میں جو آیت کا نشان ''O '' ہو، وہاں ''الرُّبُعُ'' مراد ہوگا' یعنی ایک حصہ پارہ ختم ہوگیا تین حصے باقی ہے۔

اَلنِّصْفُ

یہ آدھے پارے کا نشان ہے''1/2 '' یہ لفظ بھی قرآنِ پاک کے متن اور حاشیے میں لکھا ہوتا ہے۔ اگر متن میں نہ لکھا ہو تو اس سطر میں جو آیت کا نشان ''O '' ہو۔ وہاں ''اَلنِّصْفُ'' مراد ہوگا۔ یعنی آدھا پارہ ختم ہوگیا ہے آدھا باقی ہے۔

اَلثَّلٰثَۃُ

یہ تین چوتھائی پارے کا نشان ہے''3/4 '' یہ لفظ بھی قرآن پاک کے متن اور حاشیے میں لکھا ہوتا ہے۔ اگر متن میں نہ لکھا ہو تو اس سطر میں جو آیت کا نشان''O '' ہو۔ وہاں اَلثَّلٰثَۃُ مراد ہوگا۔ یعنی تین حصے پارہ ختم ہوگیا۔ ایک حصہ باقی ہے۔

ع

علمائے دین نے جہاں پارے کو الربع' النصف اور الثلثۃ میں تقسیم کیا۔ پارے کی ایک تقسیم رکوع نماز کی اس حالت کا نام ہے جو قیام کے بعد آتی ہے یعنی انسان اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و

انکساری کا اظہار کرنے کے لیے جھک جاتا ہے۔ ایک پارے میں چودہ سے انتالیس تک رکوع ہیں۔ رکوع کی تقسیم میں معنی، تعداد آیات اور مضمون تینوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اگر آیات لمبی ہیں تو ایک رکوع کم آیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ رکوعات کی تقسیم کے وقت یہ بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان عام طور پر نماز میں کس قدر تلاوت کرتا ہے۔

قرآن پاک میں رکوع کی نشانی ''ع'' عین ہے۔ یہ حرف قرآن پاک کے متن اور حاشیے میں لکھا ہوتا ہے۔ ''ع'' کے اوپر، درمیان اور نیچے ہندسے لکھے ہوتے ہیں ''ع'' کے اوپر کے ہندسے سے مراد سورت کا رکوع نیچے کے ہندسے سے مراد سورت کا رکوع نیچے کے ہندسے سے مراد پارے کا رکوع اور درمیانی ہندسے سے مراد رکوع کی آیات ہوتی ہیں۔

قرآن پاک کے پاروں میں سورت اور پارہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ بعض دفعہ پارہ ختم ہو جاتا ہے لیکن سورت ختم نہیں ہوتی مثلاً پہلا پارہ، دوسرا پارہ۔ پہلا پارہ ختم ہو گیا لیکن سورۃ البقرہ جاری ہے دوسرا پارہ ختم ہو گیا لیکن سورت ختم نہیں ہوئی۔ اس لیے جب پھارہ ختم ہو جائے تو ''ع'' عین کے نیچے والا ہندسہ تبدیل ہو جائے گا مثلاً پہلے پارے کا آخری رکوع ''ع'' ہے اور دوسرے پارے کا پہلا رکوع ''ع'' ہے چونکہ دوسرے پارے میں سورۃ البقرہ جاری ہے اس لیے اوپر سترہ (۱۷) ہے اور نیچے ''ا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ سورت کا سترہواں رکوع لیکن دوسرے پارے کا پہلا رکوع۔

بعض دفعہ سورت ختم ہو جاتی ہے لیکن پارہ جاری رہتا ہے جب سورت ختم ہو جائے اور پارہ جاری رہے تو اوپر والا ہندسہ تبدیل ہو جائے گا مثلاً سورۃ

البقرۃ کا آخری رکوع ''ع'' ہے۔ لیکن اس کے ساتھ والا سورۃ آل عمران کا پہلا رکوع ''ع'' ہے۔اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ جب سورۃ ختم ہوگئی تو اوپر والا ہندسہ تبدیل ہوگیا۔لیکن نیچے والا ہندسہ تبدیل نہیں ہوا۔سورۃ البقرہ کے آخری ''ع'' عین کے نیچے''۸'' ہےاورسورۃ آل عمران کے پہلے''ع'' عین کے نیچے''۹'' ہے اس سے مراد ہے تیسرا پارہ جاری ہےلیکن سورۃ ختم ہوگئی ہے۔

قرآن پاک میں بہت دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ سورت اور پارہ دونوں ختم ہو جاتے ہیں اس صورت میں ''ع''عین کے اوپر اور نیچے کے دونوں ہندسے تبدیل ہوجائیں گے۔مثلاً سولہویں پارے کا آخری رکوع ع اور سترہویں پارے کا پہلا رکوع ع ہے۔لہٰذا آپ دیکھ رہے ہیں سورۃ اور پارے کے بدل جانے کی سورت میں ''ع'' عین کےاوپراور نیچے کے دونوں ہندسے تبدیل ہو گئے۔

(نوٹ) قرآن پاک میں رکوع کا نمبر شمار رکوع کے ختم ہونے پر دیا جاتا ہے۔شروع میں نہیں اگر آپ کوقرآن پاک سے کسی حوالے کے مطابق رکوع تلاش کرنا ہونمبر شمار کوتلاش کرنے کے بعداس سے قبل کی عبارت اس رکوع کی ہو گی نہ کہ اس نمبر شمار کے بعد والی۔

''ع'' عین کے درمیان جو ہندسہ ہوتا ہےاس سے مراد اس رکوع میں آیات کی تعداد ہے۔ایک رکوع میں آیات کی تعدادمختلف ہوتی ہے جیسے کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے اور قرآن پاک میں سورۃ المزمل پ۲۹ کا آخری رکوع صرف ایک آیت پر مشتمل ہے۔

قرآن پاک میں کل رکوع ۵۵۸ ہیں۔

بعض کے نزدیک ان کی تعداد ۵۴۰ ہے۔ چونکہ تیسویں پارے کی آخری

سورتیں چھوٹی ہیں وہ بعض سورتوں کو ملا کر ایک رکوع شمار کرتے ہیں۔

اَلسَّجْدَةُ

یہ نشان سجدۂ تلاوت کا ہے۔قرآن پاک میں بالاتفاق چودہ سجدے ہیں پندرھواں سجدہ اختلافی ہے جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو ہے لیکن باقیوں کے نزدیک نہیں۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمی جب آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ ہائے افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے تعمیل حکم میں سجدہ کر دیا اور اس کے لیے جنت ہے اور مجھے بھی سجدہ کا حکم ہوا مگر میں نے انکار کیا پس میرے لیے دوزخ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں کو فرماتا ہے کہ وہ دیکھو میرا بندہ جب میرا ذکر آیا تو فوراً میری طرف جھکا فرشتے یک زبان ہو کر پکار اٹھتے ہیں۔اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

سجدہ جناب باری تعالیٰ کی انتہائی تعظیم ہے خدائے پاک کے سامنے سجدے میں گر پڑنا مومن کے لیے معراج ہے۔

تفسیر قرطبی میں وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

اور سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ سورۃ العلق پارہ ۳۰ کے تحت ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ بندہ بہ نسبت تمام حالات کے بحالت سجدہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

چونکہ سجدۂ تلاوت ادا نہ کرنے سے ترکِ واجب لازم آتا ہے۔ جس سے سخت گناہ ہوتا ہے۔ اس کے پیشِ نظر آیاتِ سجدہ کے پاروں کے نام اور نمبر، سورتوں کے نام، ترتیبِ تلاوت نمبر، وجہ سجدہ، آیات نمبر، مقامِ سجدہ، آیات نمبر درجِ ذیل ہیں:

مقاماتِ سجدہ

نمبر شمار	پارہ نمبر	پارے کا نام	سورۃ کا نمبر	سورۃ کا نام	سورۃ کا رکوع	وجہ سجدہ	آیت نمبر	مقام سجدہ	آیت نمبر
۱	۹	قَالَ الْمَلَاُ	۷	اَلْاَعْرَافُ	۲۴	يَسْجُدُوْنَ	۲۰۶	يَسْجُدُوْنَ	۲۰۶
۲	۱۳	وَمَا اُبَرِّئُ	۱۳	اَلرَّعْدُ	۲	وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ	۱۵	وَالْاٰصَالِ	۱۵
۳	۱۴	رُبَمَا	۱۶	اَلنَّحْلُ	۶	وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ	۴۹	مَا يُؤْمَرُوْنَ	۵۰
۴	۱۵	سُبْحٰنَ الَّذِيْ	۱۷	بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ	۱۲	..... لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا	۱۰۷	خُشُوْعًا	۱۰۹
۵	۱۶	قَالَ اَلَمْ	۱۹	مَرْيَمَ	۴	خَرُّوْا سُجَّدًا	۵۸	بُكِيًّا	۵۸
۶	۱۷	اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ	۲۲	اَلْحَجُّ	۲	يَسْجُدُ لَهٗ	۱۸	مَا يَشَآءُ	۱۸
	۱۷	اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ	۲۲	اَلْحَجُّ (عند الشافعیؒ)	۱۰	وَاسْجُدُ لَهٗ	۷۷	تُفْلِحُوْنَ	۷۷
۷	۱۹	وَقَالَ الَّذِيْنَ	۲۵	اَلْفُرْقَانُ	۵	اَسْجُدُ	۶۰	نُفُوْرًا	۶۰
۸	۱۹	وَقَالَ الَّذِيْنَ	۲۷	اَلنَّمْلُ	۲	اَلَّا يَسْجُدُوْا	۲۵	رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ	۲۶

۹	۲۱	اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ	۳۲	السَّجْدَةُ	۲	خَرُّوْا سُجَّدًا	۱۵	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ	۱۵
۱۰	۲۳	وَمَالِيَ	۳۸	صٓ	۲	وَخَرَّ رَاكِعًا	۲۴	اَنَابَ	۲۴
۱۱	۲۴	فَمَنْ اَظْلَمُ	۴۱	حٰمٓ السَّجْدَةُ	۵	وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ	۳۷	لَا يَسْئَمُوْنَ	۳۸
۱۲	۲۷	قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ	۵۳	اَلنَّجْمُ	۳	فَاسْجُدُوْا	۶۲	وَاعْبُدُوْا	۶۲
۱۳	۳۰	عَمَّ	۸۴	اَلْاِنْشِقَاقُ	۱	يَسْجُدُوْنَ	۲۱	يَسْجُدُوْنَ	۲۱
۱۴	۳۰	عَمَّ	۹۶	اَلْعَلَقُ	۱	وَاسْجُدْ	۱۹	وَاقْتَرِبْ	۱۹

مسائل سجدہ

۱: آیتِ سجدہ پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ خود بہرا ہو۔

۲: آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔ سننے والے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد سنی ہو یا بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

۳: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت کا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ پہلے یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔

۴: قاری نے آیتِ سجدہ تلاوت کی مگر دوسرے نہ سنی اگرچہ اسی مجلس میں ہو اُس پر سجدہ واجب نہ ہوا۔ البتہ نماز میں امام نے آیتِ سجدہ پڑھی تو

مقتدیوں پر واجب ہو گیا۔ اگر چہ نہ بھی سنی ہو۔

۵: اردو یا کسی اور زبان میں آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا۔

۶: آیتِ سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔

۷: آیتِ سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں۔ ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرے اور اگر وضو ہو تو تاخیر مکروہ ہے۔

۸: ایک مجلس میں ایک آیتِ سجدہ کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ اگر چہ چند شخصوں سے سنا ہو اسی طرح اگر آیت پڑھی' اور وہی آیت دوسرے سے سنی بھی' جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔

۹: پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی' اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا' اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے' اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو' پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہو گا' اور سننے والے پر اتنے جتنی مجلسوں میں سنا۔

۱۰: اگر خطیب خطبہ جمعہ' وعیدین میں آیت سجدہ تلاوت کرے گا تو خطیب اور سامعین سب پر سجدہ لازم ہو گا۔ پس منبر سے اتر کر سجدۂ تلاوت کرے اور سامعین بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں۔

۱۱: اگر بیماری کی حالت میں آیتِ سجدہ سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی اشارہ سے کرے۔

۱۲: اگر کسی کے ذمے بہت سے سجدۂ تلاوت باقی ہوں۔ جو اب تک ادا نہ کیے ہوں تو اب ادا کرے عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں۔

۱۳: اگر کوئی شخص پورا قرآن پاک ختم کر کے ایک ساتھ کل سجدے کرے تو بھی جائز ہے۔

۱۴: مسجد میں ایک جگہ بیٹھ کر یا ٹہل کر ایک آیتِ سجدہ کو بار بار پڑھنے سے ایک ہی سجدۂ تلاوت واجب ہو گا۔

الفاتِ زائدہ

آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا حرف جس پر حرکت نہیں ہوتی پڑھا نہیں جاتا' سوائے الف معروف کی پکی تختی کے الف کے' لیکن قرآن پاک میں بعض ایسے کلمات آئے ہیں' جن میں الف معروف کی پکی تختی کا الف ہے' لیکن اس کے باوجود بھی وہ الف نہیں پڑھا جاتا' ان کو الفاتِ زائدہ کہتے ہیں اور وہ درجِ ذیل ہیں۔ لہٰذا قرآن حکیم میں بتائے ہوئے مقامات پر یہ نشان (X) لگا لیں' تا کہ دورانِ تلاوت یہ الفاتِ زائدہ نہ پڑھے جا سکیں۔ کیونکہ ان کو پڑھنے سے ترجمہ مفہوم کے برعکس ہو جائے گا۔

نمبر شمار	لکھنے کا طریق	پڑھنے کا طریقہ	پارہ کا نمبر	سورہ کا نمبر	سورۃ کا نام	آیت نمبر
۱	اَفَائِنْ مَّاتَ	اَ فَ ءِ مْ مَاتَ	۴	۳	الِ عِمْرَانْ	۱۴۴
۲	لَا اِلَى اللهِ	لَ اِلَلْ لَا ئهِ	۴	۳	الِ عِمْرَانَ	۱۵۸
۳	اَنْ تَبُوْءَ ا	اَنْ تَ بُوْءَ	۶	۵	اَلْمَائِدَةُ	۲۹

۴	مِنْ لَّبَائِ الْمُرْسَلِيْنَ	مِنْ نَ بَ وِ لْ مُرْ سَ لِيْ نَ	۷	۶	اَلْاَنْعَامُ	۳۴
۵	مَلَاْئِهٖ	مَ لَ ءِ نِهٖ	۹	۷	اَلْاَعْرَافُ	۱۰۳
۶	لَا اَوْضَعُوْا	لَ اَ وْ ضَ عُوْ	۱۰	۹	اَلتَّوْبَةُ	۴۷
۷	مَلَاْئِهٖ	مَ لَ ءِ نِهٖ	۱۱	۱۰	يُوْنُسُ	۷۵
۸	مَلَاْئِهِمْ	مَ لَ وِ هِمْ	۱۱	۱۰	يُوْنُسُ	۷۵
۹	ثَمُوْدَا	ثَ مُوْ دَ	۱۲	۱۱	هُوْدٌ	۶۸
۱۰	مَلَاْئِهٖ	مَ لَ ءِ نِهٖ	۱۲	۱۱	هُوْدٌ	۹۷
۱۱	اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا	اُ مَ مُنْ لِ تَتْ لُ وَ	۱۳	۱۳	اَلرَّعْدُ	۳۰
۱۲	لَنْ نَّدْعُوَا	لَنْ نَدْ عُ وَ	۱۵	۱۸	اَلْكَهْفُ	۱۴
۱۳	لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ	لٰ كِنْ نَ هُ وَلْ لٰ نُهُ	۱۵	۱۸	اَلْكَهْفُ	۳۸
۱۴	اَفَائِنْ مِّتَّ	اَ فَ وِ مْ مِتْ تَ	۱۷	۲۱	اَلْاَنْبِيَاءُ	۳۴
۱۵	مَلَاْئِهٖ	مَ لَ وِ نِهٖ	۱۸	۲۳	اَلْمُؤْمِنُوْنَ	۴۶
۱۶	ثَمُوْدَا	ثَ مُوْ دَ	۱۹	۲۵	اَلْفُرْقَانُ	۳۸
۱۷	لَا اَذْبَحَنَّهٗ	لَ اَذْ بَ حَنْ نَ نَهٗ	۱۹	۲۷	اَلنَّمْلُ	۲۱
۱۸	مَلَاْئِهٖ	مَ لَ ءِ نِهٖ	۲۰	۲۸	اَلْقَصَصُ	۳۲
۱۹	ثَمُوْدَا	ثَ مُوْ دَ	۲۰	۲۸	اَلْعَنْكَبُوْتُ	۳۸
۲۰	لِيَرْبُوَا	ثَ مُوْ دَ	۲۱	۳۰	اَلرُّوْمُ	۳۹

٢١	لَا اِلَى الْجَحِيْمِ	لَ اِلَ لْ جَ حِ ىْ مِ	٢٥	٤٣	الصّٰفّٰتُ	٩٨
٢٢	مَلَاۡئِهٖ	مَ لَ ءِ ىِهٖ	٢٥	٤٣	الزُّخْرُفُ	٤٦
٢٣	وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا	وَ لٰ كِ لْ لِ يَ بْ لُ وَ	٢٦	٤٧	مُحَمَّدٌ	٤
٢٤	نَبْلُوَا	نَ بْ لُ وَ	٢٦	٤٧	مُحَمَّدٌ	٣١
٢٥	ثَمُوْدَا	ثَ مُوْ دَ	٢٧	٥٣	اَلنَّجْمُ	٥١
٢٦	لَا اَنْتُمْ اَشَدُّ	لَ اَنْ تُمْ اَشَدْ	٢٨	٥٩	اَلْحَشْرُ	١٣
٢٧	سَلٰسِلَا	سَ لٰ سِ لَ	٢٩	٧٦	اَلدَّهْرُ	٤
٢٨	قَوَارِيْرَا	قَ وَا رِىْ رَ	٢٩	٧٦	اَلدَّهْرُ	١٦
٢٩	آنَا	اَنَ		هر	جگه	

نون قُطنی

یہ چھوٹا سا نون (ن) اس مقام پر آتا ہے' جہاں تنوین والے حرف کو کسی ایسے مجزوم یا مشدد حرف سے ملانا مقصود ہو' جس کے پہلے الف (ا) یا لام (ل) خالی ہو۔ اس نون سے پہلے اگر الف ہو تو وہ بھی خالی ہوتا ہے' اور پڑھنے میں نہیں آتا۔ اس کا استعمال اس طرح پر ہے کہ اس نون (ن) کو بعد والے ساکن یعنی مجزوم یا مشدد حرف سے ملا دو۔ اس نون کے نیچے ہمیشہ زیر ہوتی ہے۔ اس نون کو نون قطنی کہتے ہیں۔ یہ نون دو لفظوں کے درمیان چھوٹا سا لکھا ہوتا ہے۔

مثالیں:

مُنِیْبٍ نِ ادْخُلُوْهَا مُ نِیْ بِ نِدْ خُ لُوْ هَا	مُرِیْبِ نِ الَّذِیْ مُ رِ یْ بِ نِلْ لَ ذِیْ	نُوْحُ نِ ابْنَهٗ نُوْ حُ نِبْ نَ نَهٗ
مُبِیْنِ نِ اقْتُلُوا مُ بِیْ نِ نِقْ تُ لُوْ	قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ قَ دِ یْ رُ نِلْ لَ ذِیْ	فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ فِتْ نَ تُ نِنْ قَ لَ بَ
شَیْبًا نِ السَّمَآءُ شَیْ بَ نِسْ سَ مَآ ءُ	خَیْرُ نِ اطْمَنَّ خَیْ رُ نِطْ مَ ءَ نْ نَ	مَثَلًا نِ الْقَوْمُ مَ ثَ لَ نِلْ قَوْ مُ
شَیْئًا نِ اتَّخَذَ شَیْ ءَ نِتْ تَ خَ ذَ	خَیْرَ نِ الْوَصِیَّةَ خَیْ رَ نِلْ وَ صِیْ یَ تَ	نُفُوْرَا نِ اسْتِكْبَارًا نَ نُوْ رَ نِسْ تِكْ بَارًا

نوٹ: آپ پڑھ چکے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا حرف جس پر حرکت نہیں ہوتی پڑھا نہیں جاتا' سوائے الف معروف کی پکی تختی کے اَلِف کے' لیکن قرآنِ پاک میں بعض ایسے کلمات آتے ہیں جن میں الف معروف کی پکی تختی کا الف ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ الف پڑھا نہیں جاتا ان میں ایک تو الفاتِ زائدہ ہیں جن کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور دوسرا یہ الف ہے جو نون قطنی سے پہلے آیا ہے۔

مدِ منفصل ~ کے متفرق الفاظ کی مشق

بِمَآ اُنْزِلَ	وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى	اَنْ يَّتَرَاجَعَآ	اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ	عَلَيْهِ اِلَّا
وَمَآ اُنْزِلَ	نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ	فَلَآ اِثْمَ	تَسْتَرْضِعُوْٓا	لَآ اِكْرَاهَ
وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ	بِمَآ اَنْزَلْتُ	بِهَآ اِبْرٰهِيْمُ	رَمَضَانَ الَّذِيْٓ	وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا	وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	وَلَا تَكُوْنُوْٓا	قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا	وَلَا تَاْكُلُوْٓا	اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا	فِيْ رَبِّهٖٓ
اَلَآ اِنَّهُمْ	يٰبَنِيْٓ	وَمَآ اُوْتِيَ	وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ	فَحَلْنَ فِيْٓ	وَاَمْرُهٗٓ
قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ	وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ	مَآ اٰمَنْتُمْ	اَوْبِهٖٓ اَذًى	وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ	مِنَ الرِّبٰوٓا
كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ	وَعَدْنَا مُوْسٰٓى	وَلَنَآ اَعْمَالُنَا	يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ	وَاَنْ تَعْفُوْٓا	وَلَا تَنْسَوُا
وَلَهُمْ فِيْهَآ	فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	كَمَآ اَرْسَلْنَا	رَبَّنَآ اٰتِنَا	فَاِذَآ اَمِنْتُمْ	مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ	وَلٰكِنْ كَانُوْٓا	فَاذْكُرُوْنِيْٓ	سَلْ بَنِيْٓ	مِنْ رَّبِّيْٓ	عَلَيْنَآ اِصْرًا
وَاِذَآ اَظْلَمَ	مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ	اِذَآ اَصَابَتْهُمْ	اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ	وَمَا لَنَآ اَلَّا	هُوَ الَّذِيْٓ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ	عَلَيْنَا وَاِنَّآ	قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ	مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ	قَالُوْٓا اَنّٰى	رَبَّنَآ اِنَّكَ
مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ	بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ	وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ	وَعَسٰٓى اَنْ	اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ	وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
ثُمَّ اسْتَوٰٓى	فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	فِيْهِمَآ اِثْمٌ	فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ	قَالُوْٓا اِنَّمَا
فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ	اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ	فَمَآ اَصْبَرَهُمْ	وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا	قَالُوْا رَبَّنَآ	كَمَا حَمَلْتَهٗ
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا	اَوْ بِاٰيٰتِنَآ	وَلَا تَاْكُلُوْٓا	وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	مَآ اٰتَيْنٰكُمْ
اِلَّآ اِبْلِيْسَ	اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ	مَآ اَلْفَيْنَا	اِنْ اَرَادُوْٓا	اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْٓا	اِنَّنَآ اٰمَنَّا
يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ	فَتُوْبُوْٓا اِلٰى	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اِنْ ظَنَّآ	يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ	اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

مد متصل و لازم کے متفرق الفاظ کی مشق

وَلَا الضَّآلِّيْنَ	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	لِيُحَآجُّوْكُمْ	اَتُحَآجُّوْنَنَا	وَ اٰدَآءٌ	لَا تُضَآرَّ
الٓمّٓ	وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ	بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ	سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ	نِسَآئِكُمْ	خِطْبَةِ النِّسَآءِ
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى	عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ	اِسْرَآءِيْلَ	سُوْٓءَ الْعَذَابِ	جَزَآءُ	مِنَ السَّمَآءِ
وَ اُولٰٓئِكَ	اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ	دِمَآءَكُمْ	شُهَدَآءَ	اٰبَآؤُكُمْ	وَ اَبْنَآءَنَا
سَوَآءٌ	هٰٓؤُلَآءِ	فَمَا جَزَآءُ	فِي السَّمَآءِ	نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ	وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمَنَ السُّفَهَآءُ	بِاَسْمَآئِهِمْ	وَلَمَّا جَآءَهُمْ	اَهْوَآءَ	كَآفَّةً	لِمَنْ يَّشَآءُ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا	وَرَآءَهٗ	بَلْ اَحْيَآءٌ	مَا جَآءَتْكُمْ	اِلَّا بِمَا شَآءَ
اَضَآءَتْ	اَبْنَآءَكُمْ	وَلَقَدْ جَآءَ	شَعَآئِرِ اللّٰهِ	مَا جَآءَتْهُ	اَوْلِيٰٓئُهُمُ
مِنَ السَّمَآءِ	نِسَآءَكُمْ	بِضَآرِّيْنَ	دَآبَّةٍ	مَنْ يَّشَآءُ	حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ	بَلَآءٌ مِّنْ	جَزَآؤُهٗ	بَيْنَ السَّمَآءِ	الْبَاْسَآءُ	رِئَآءَ النَّاسِ
فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ	رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ	خَآئِفِيْنَ	اٰبَآؤُهُمْ	وَلَوْ شَآءَ	اِلَى السَّمَآءِ
بِئْسَمَا اَنْزَلَ	وَ قِثَّآئِهَا	اَهْوَآءَهُمْ	دُعَآءً وَّنِدَآءً	فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ	بِالسُّوْٓءِ
شُهَدَآءَكُمْ	وَبَآءُوْ	جَآءَكَ	وَالسَّآئِلِيْنَ	نِسَآؤُكُمْ	وَالْفَحْشَآءِ
الْخٰسِرُوْنَ	اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ	لَقَدْ جَآءَ	فِي الْبَاْسَآءِ	مِنْ نِّسَآئِهِمْ	اٰبَآؤُهُمْ
هُمُ السُّفَهَآءُ	بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ	لِلطَّآئِفِيْنَ	اٰبَآءَنَا	ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ	هَنِيْٓئًا
اِلَى السَّمَآءِ	مِنْهُ الْمَآءُ	اٰبَآئِكَ	وَالضَّرَّآءِ	طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	مَّرِيْٓئًا

اوقاف کے متفرق آوازوں کی مشق

وقفی قواعد پر عمل کرتے ہوئے تلاوت کریں

يَعْمَلُوْنَ ○	خٰلِدُوْنَ ○	عَصِيْبٌ ○	مُنْكِرُوْنَ ○	تَتَفَكَّرُوْنَ ○	الْكٰفِرِيْنَ ○
يَعْمَهُوْنَ ○	ظٰلِمُوْنَ ○	قَرِيْبٌ ○	مُعْرِضُوْنَ ○	يَتَذَكَّرُوْنَ ○	الْخٰسِرِيْنَ ○
يَجْهَلُوْنَ ○	قٰنِتُوْنَ ○	رَشِيْدٌ ○	مُشْرِكُوْنَ ○	يَتَفَكَّرُوْنَ ○	الْمٰكِرِيْنَ ○
الْعِقَابِ ○	الْفٰسِقِيْنَ ○	عَظِيْمًا ○	لَحٰفِظُوْنَ ○	يَكْذِبُوْنَ ○	يَفْسُقُوْنَ ○
الْحِسَابِ ○	الْخٰشِعِيْنَ ○	يَقِيْنًا ○	لَسٰرِقُوْنَ ○	يَرْجِعُوْنَ ○	تَقْتُلُوْنَ ○
الْخِصَامِ ○	الْجٰهِلِيْنَ ○	سَبِيْلًا ○	لَصٰدِقُوْنَ ○	تُشْرِكُوْنَ ○	تَعْقِلُوْنَ ○
تَشْعُرُوْنَ ○	الظّٰلِمِيْنَ ○	شَهِيْدًا ○	سٰرِقِيْنَ ○	فٰسِقِيْنَ ○	تَفْقِدُوْنَ ○
تَعْبُدُوْنَ ○	النّٰظِرِيْنَ ○	جَمِيْعًا ○	كٰذِبِيْنَ ○	غٰفِلِيْنَ ○	يَعْلَمُوْنَ ○
يَرْشُدُوْنَ ○	الصّٰلِحِيْنَ ○	سَبِيْلًا ○	حٰفِظِيْنَ ○	ظٰلِمِيْنَ ○	يَعْمَهُوْنَ ○
الْمَصِيْرَ ○	تَكْتُمُوْنَ ○	فٰعِلِيْنَ ○	الْمُفْسِدِيْنَ ○	تُرْجَعُوْنَ ○	مُفْلِحُوْنَ ○
الْعَلِيْمُ ○	تَنْظُرُوْنَ ○	عٰبِدِيْنَ ○	الْمُسْرِفِيْنَ ○	مُفْتَرُوْنَ ○	يُحْشَرُوْنَ ○
الْحَكِيْمُ ○	تَشْكُرُوْنَ ○	خٰلِدِيْنَ ○	الْمُسْلِمِيْنَ ○	تُنْظَرُوْنَ ○	تُحْشَرُوْنَ ○
مُفْلِحُوْنَ ○	تُرْجَعُوْنَ ○	الرّٰكِعِيْنَ ○	غَلِيْظٍ ○	الْخٰسِرُوْنَ ○	الصّٰبِرِيْنَ ○
مُصْلِحُوْنَ ○	يُنْصَرُوْنَ ○	الصّٰبِرِيْنَ ○	عَنِيْدٍ ○	الْفٰسِقُوْنَ ○	الصّٰدِقِيْنَ ○
تُفْلِحُوْنَ ○	تُحْشَرُوْنَ ○	الرّٰحِمِيْنَ ○	شَدِيْدٍ ○	بِالْكٰفِرِيْنَ ○	يُعْلِنُوْنَ ○
عَلِيْمٌ ○	تَهْتَدُوْنَ ○	الْمُحْسِنِيْنَ ○	سَعِيْدٌ ○	لِلْكٰفِرِيْنَ ○	الْعَظِيْمِ ○
قَدِيْرٌ ○	يَعْتَدُوْنَ ○	الْمُشْرِكِيْنَ ○	حَصِيْدٌ ○	رٰجِعُوْنَ ○	الْجَحِيْمِ ○
عَظِيْمٌ ○	تَشْهَدُوْنَ ○	الْمُنْزِلِيْنَ ○	شَدِيْدٌ ○	ظٰلِمُوْنَ ○	الْمُعْتَدِيْنَ ○
					الْمُرْسَلِيْنَ ○

جَمِيْعًا	يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ	اَنْفُسَكُمْ	فَوْقَهَا	حَنِيْفًا	اَعْمَالَكُمْ
كَثِيْرًا	تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ	اَنْفُسَهُمْ	لَوْنُهَا	سُلْطٰنًا	اَعْقَابِكُمْ
قَلِيْلًا	اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اَنْفُسِكُمْ	بَصَلِهَا	جَمِيْعًا	اِخْرَاجُهُمْ
غُلْفٌ	نِسَآءَكُمْ	قُلُوْبُكُمْ	يَحْلِفُوْنَ	كَلِمَتَهٗ	تَعْدِلُوْا
بَرْقٌ	فَاَحْيَاكُمْ	قُلُوْبِهِمْ	تُحِبُّوْنَ	رِسٰلَتَهٗ	اِعْدِلُوْا
خَيْرًا	بَارِئِكُمْ	اُجُوْرَهُمْ	يَتَّقُوْنَ	عَمَلُهٗ	تَفَرَّقُوْا
تَعْتَدُوْا	بَصِيْرًا	شَيْئًا	اَبْصَارَهُمْ	وَالْاَرْضِ	عِنْدَ رَبِّكُمْ
اَشْرَكُوْا	خَبِيْرًا	عَيْنًا	اَبْصَارِهِمْ	فِي الْاَرْضِ	عِنْدَ رَبِّهِمْ
تَفَرَّقُوْا	شَدِيْدًا	حَنِيْفًا	مِنْ خَلْفِهِمْ	بِالْاٰخِرَةِ	سٍ مَّشْرَبَهُمْ
اَصْحٰبُ النَّارِ	بَارِئِكُمْ	عَلَيْنَا	عَلَيْكُمْ	خَلِيْفَةً	بِاَيْدِيْهِمْ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ	دِيَارِهِمْ	عَصَيْنَا	عَلَيْهِمْ	فَرِيْضَةً	وَاَيْدِيْكُمْ
	مِنْ رَّبِّهِمْ	سُلَيْمٰنَ	عَلَيْهُمْ	اَذِلَّةٌ	فَاَحْيَاكُمْ
خَيْرًا لَّكُمْ	حِلٌّ لَّهُمْ	نَذِيْرًا	مَعَهُمْ	حَيٰوةٍ	جَنَّةٍ
خَيْرًا لَّهُمْ	حِلٌّ لَّكُمْ	نَذِيْرٌ	مَعَكُمْ	سَنَةٍ	ذِمَّةً
رِزْقًا لَّكُمْ		لَا بِكْرٌ		سَمٰوٰتٍ	ذِلَّةٌ
اَهْلَهَا	اِخْرَاجُهُمْ	عُرُوْشِهَا	سُجَّدًا	خَطٰيٰكُمْ	وُجُوْهُهُمْ
مُرْسٰهَا	يَنْفَعُهُمْ	مَوْتِهَا	حَجَّةٌ	رَزَقْنٰكُمْ	قُلُوْبِهِمْ
مِثْلِهَا	بِعَهْدِكُمْ	خَرَابِهَا	ذِلَّةٌ	قَبْلَتَهُمْ	قُلُوْبُهُمْ

اوقاف کا استعمال

وقفی قواعد پر عمل کرتے ہوئے تلاوت کریں

۱ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ الرَّحْمٰنِ

۲ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

۳ عَلَيْهِمْ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

۴ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ

۵ لَارَيْبَ ج فِيْهِ ج

۶ لَارَيْبَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ

۷ فِى الْاَرْضِ لا قَالُوْٓا

۸ يُؤْمِنُوْنَ○ خَتَمَ اللّٰهُ

۹ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللّٰهُ

۱۰ هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ م يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

۱۱ اَبْنَآءَ هُمْ ط اللّٰهُ الَّذِيْنَ

۱۲ اَوْلِيَآءَ هُمْ ق بَعْضُهُمْ

۱۳ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

۱۴ مِنْ مَّرْقَدِنَا ط عہ وَاِنْ لَمْ

۱۵ اَنْفُسَنَا عہ وَاِنْ لَّمْ

۱۶ خَآئِفِيْنَ ○ لَهُمْ

۱۷ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ط○ بِمَا كَانُوْ

۱۸ عَلَيْهِمْ ... غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

۱۹ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ○ وَ حَسِبُوْٓا

۲۰ هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَ اُولٰٓئِكَ

۲۱ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ق وَلٰكِنَّ

۲۲ يَعْلَمُوْنَ ○ مُنِيْبِيْنَ

۲۳ تُوا الْكِتٰبَ ق كِتٰبَ اللّٰهِ

۲۴ الٓمّٓ اللّٰهُ

۲۵ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ج وَّاجْعَلْ لَّنَا

۲۶ تَهْتَدُوْنَ ○ كَمَآ اَرْسَلْنَا

۲۷ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ

۲۸ قَلِيْلًا ○ مُّذَبْذَبِيْنَ

۲۹ تَكْتُمُوْنَهٗ ○ فَنَبَذُوْهُ

۳۰ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ○ ن الَّذِيْنَ

۳۱ اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ○ هَيْهَاتَ

۳۲ ءِ الزَّكٰوةِ م يَخَافُوْنَ يَوْمًا

۳۳ بِالْهُدٰى م فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

۳۴ بِمَلُوْمٍ ○ وَّذَكِّرْ

۳۵ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ○ فَنَسِىَ

۳۶ صَفًّا ○ لَا

۳۷ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ

۳۸ اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى

۳۹ لَارَيْبَ ج فِيْهِ

۴۰ قَرِيْبًا ○ يَوْمَ

۴۱ فِى التَّوْرٰىةِ ج وَ مَثَلُهُمْ

۴۲ فِى الْبَابِ ج الَّذِيْنَ

٤٣ قَالُوْا اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا

٤٤ مَعَكُمْ لا وَاِنْ كَانَ

٤٥ اِيْمَانًا ق صلے وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

٤٦ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ق صلے وَاِنَّ ظَلَمْنَا

٤٧ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ق صلے فَقَدْ لَبِثْتُ

٤٨ رَبَّهٗ فَغَوٰى O ثُمَّ

٤٩ سَبِيْلَ اللّٰهِ ص صلے وَلْيَعْفُوْا

٥٠ هَيِّنًا ق صلے وَّهُوَ

٥١ لَهُمْ هُدًى O وَّرَبَطْنَا

٥٢ مُنْذِرُوْنَ O ذِكْرٰى

٥٣ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا O فَلَا

٥٤ جَانِبٍ O دُحُوْرًا

٥٥ عَلِيْمٌ O يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ

٥٦ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O نِ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ

٥٧ شِيْبًا O نِ السَّمَآءُ

٥٨ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ O ذٰلِكَ ق

٥٩ مِنَ الْقَوْلِ ج وَهُدُوْا اِلٰى

٦٠ مُسْتَكْبِرُوْنَ ج بِهٖ

٦١ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا O يَّتَخَافَتُوْنَ

٦٢ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ق اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا

٦٣ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ قف

٦٤ لَا يُؤْمِنُوْنَ O اَلَّذِيْنَ

٦٥ اَشْرَكُوْا ج يَوَدُّ اَحَدُهُمْ

٦٦ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج قَالَ اَلَمْ

٦٧ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج وَمَا

٦٨ عَادٍ وَّثَمُوْدَ O وَالَّذِيْنَ

٦٩ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ O اَلَّذِيْنَ

٧٠ ذٰلِكَ ج كَتَبْنَا عَلٰى

٧١ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ O لَا تَاْخُذُهٗ

٧٢ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ O

٧٣ شَهِيْدًا O يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ

٧٤ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ

٧٥ يَسْمَعُوْنَ ط وَالْمَوْتٰى

٧٦ يُرْجَعُوْنَ O وَقَالُوْا

٧٨ وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا

٧٩ خُلِقَتْ O وَاِلَى السَّمَآءِ

٨٠ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا O قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ

٨١ تَعْلَمُوْنَ O فَاذْكُرُوْنِيْ

٨٢ لَهُمْ لِلْقَرْحِ ط لِلَّذِيْنَ

٨٣ ذِكْرٰى قف وَمَا كُنَّا

٨٤ مَجْنُوْنٌ O اَتَوَ

٨٥ صَبَرُوْا قف قَالُوْا كَيْفَ

٨٦ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ط قَالُوْا كَيْفَ

٨٧ اِلَّا قَلِيْلٌ O فَلَا تُمَارِ

٨٨ اَللّٰهُ ص وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى

٨٩ فِيْ جَنّٰتٍ قف يَتَسَآءَ

٩٠ اَوْزَارَهَا قف ذٰلِكَ

٩١ فِي الْاِنْجِيْلِ قف كَزَرْعٍ

٩٢ لِلّٰهِ قف يُوْرِثُهَا مَنْ

٩٣ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ O وَاَوْحَيْنَا

٩٤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ O وَلَقَدْ كَذَّبَ

٩٥ عَلَيْكَ بِالْحَقِّ O وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ

٩٦ لِكَلِمٰتِهٖ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ

٩٧ عَلٰى وَجْهِهٖ O خَسِرَ الدُّنْيَا

وہ مقامات جہاں غلطیٔ اِعراب سے کفر لازم آتا ہے

یہ جاننا ضروری ہے کہ تمام کلام اللہ میں سترہ مقامات ایسے ہیں جہاں پر اگر زیر کی جگہ پیش یا زبر پڑھا جائے اور پیش کی جگہ زیر یا زبر پڑھا جائے اور زبر کی جگہ پیش یا زیر پڑھا جائے تو کفر کا خوف ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اس لیے ان مقامات کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔ تاکہ تلاوت کرنے والے اس عذابِ عظیم سے بچیں۔

نمبر شمار	صحیح لفظ	غلط لفظ	پارہ نمبر	نام سورہ	سورہ نمبر	آیہ نمبر	تنبیہ
۱	اَنْعَمْتَ	اَنْعَمْتُ	۱	الفاتحہ	۱	۶	اَنْعَمْتَ کی "تا" پر زبر کی بجائے پیش پڑھیں
۲	وَاِذِابْتَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ	وَاِذِابْتَلٰٓى اِبْرَاهِيْمُ رَبَّهٗ	۱	البقرہ	۲	۱۲۴	رَبُّهٗ کی "با" پر پیش کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
۳	قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ	قَتَلَ دَاوٗدَ جَالُوْتَ	۲	البقرہ	۲	۲۵۱	دَاوٗدُ کی "دال" ثانی پر پیش کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
۴	وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ	وَاللّٰهُ يُضٰعَفُ	۳	البقرہ	۲	۲۶۱	يُضٰعِفُ کے "عین" پر زیر کی بجائے "زبر" نہ پڑھیں
۵	رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ	رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذَرِيْنَ	۶	النساء	۴	۱۶۵	مُنْذِرِيْنَ کی ذال پر زیر کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
۶	اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَرَسُوْلُهٗ	اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَرَسُوْلِهٖ	۱۰	التوبۃ	۹	۳	رَسُوْلُهٗ کے لام پر پیش کی بجائے "زیر" نہ پڑھیں
۷	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ	وَمَا كُنَّا مُعَذَّبِيْنَ	۱۵	بنی اسرائیل	۱۷	۱۵	مُعَذِّبِيْنَ کی ذال پر زیر کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں

٨	وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى	وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبُّهٗ فَغَوٰى	١٦	طٰهٰ	٢٠	١٢١	رَبَّهٗ کی "با" پر زبر کی جگہ "پیش" نہ پڑھیں
٩	اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ	اِنِّیْ كُنْتَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ	١٧	الانبیاء	٢١	٨٧	كُنْتُ کی "تا" پر پیش کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
١٠	لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ	لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذَرِیْنَ	١٩	الشعرا	٢٦	١٩٤	اَلْمُنْذِرِیْنَ کی "ذال" پر زیر کی بجائے "پیش" نہ پڑھیں
١١	اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	٢٢	فاطر	٣٥	٢٨	اَللّٰهَ کی ہ پر "زبر" کی بجائے "پیش" نہ پڑھیں
١٢	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذَرِيْنَ	٢٣	الصفت	٣٧	٧٢	مُنْذِرِيْنَ کی ذال پر زیر کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
١٣	اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ	اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوَّرُ	٢٨	الحشر	٥٩	٢٤	اَلْمُصَوِّرُ کی واؤ پر زیر کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
١٤	لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ	لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئَوْنَ	٢٩	الحاقه	٦٩	٣٧	اَلْخَاطِئُوْنَ کی ہمزہ ثانی پر پیش کی جگہ زبر نہ پڑھیں
١٥	فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فَعَصٰى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ	٢٩	المزمل	٧٣	١٦	فِرْعَوْنُ کے نون پر پیش کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
١٦	فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ	فِیْ ظَلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ	٢٩	المرسلت	٧٧	٤١	ظِلٰلٍ کی ظا پر "زیر" کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں
١٧	اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا	اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذَرُ مَنْ يَّخْشٰهَا	٣٠	النزعت	٧٩	٤٥	مُنْذِرُ کی ذال پر "زیر" کی جگہ "زبر" نہ پڑھیں

حَالُّ الْمُرْتَحِلُ

حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مُرتَحِل کوچ کرنے والے کو یعنی جب پڑھنے والا قرآن کریم ختم کر چکے تو پھر فوراً ہی دوسری بار قرآن مجید شروع کر دے۔

صاحبِ نشرؒ صاحب غیث النفعؒ اور صاحبِ نہایت القولؒ اپنی اپنی تالیف میں لکھتے ہیں کہ بے شک روایت کیا گیا امام عبداللہ بن کثیر مکی سے بطریق درباسؒ مولیٰ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ روایت کرتے ہیں اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الناس پڑھ کر قرآن مجید ختم کرتے پھر سورۃ فاتحہ اور سورہ بقرہ سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھتے اس کے بعد ختم قرآن کی دعا فرما کر اٹھتے تھے ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حال مرتحل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین اعمال میں سے کون سا عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حال مرتحل لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حال مرتحل کیا چیز ہے آپؐ نے فرمایا کہ وہ قرآن کا پڑھنے والا ہے کہ جب ایک قرآن مجید ختم کر دے تو دوسرا شروع کر دے اس کو ایسے مسافر کے ساتھ تشبیہہ دی گئی ہے جو سفر سے فارغ ہو کر اپنے مقام پر پہنچ جائے اور پہنچنے کے بعد جلد ہی دوسرے سفر کی تیاری کر کے روانہ ہو جائے۔

مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح قرآن کریم ختم کرنے کو اَفۡضَلُ الۡاَعۡمَالۡ اور اَحَبُّ الۡاَعۡمَال فرمایا ہے علامہ محمد بن محمد الجزری شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف نشر میں لکھتے ہیں کہ تمام اَمصار المسلمین اسی پر عمل پیرا ہیں ہے۔ اس عمل سے کثرت تلاوت اور اس کی مدامت کی طرف ترغیب دلانا مقصود ہے خلاصہ یہ کہ حالِ مرتحل سے مراد قرآن کریم کا ختم کرنا اور پھر فوراً دوسرا شروع کر دینا ہے یعنی قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ختم کر کے سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ بقرہ کے شروع سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ تک پڑھ لیا جائے اسی بنا پر فقہا نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز میں قرآن مجید ختم کرے تو معوذتین قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے کے بعد رکوع اور سجدہ کرے اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے شروع سے المفلحون تک پڑھے کیونکہ حالِ مرتحل یعنی اس طرح قرآن ختم کرنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیرُ الناس فرمایا ہے۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۴۰۴۰)

چنانچہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس طریقہ پر قرآن کریم ختم کرنا مستحب اور افضل ہے۔

مآخذ مراجع

۱: لمعات شمسیہ حاشیہ فوائد مکیہ/ از قاری محمد یوسف سیالوی صاحب ذ جہلم

۲: خزینۂ قرأت/ از قاری علی اکبر نعیمی صاحب راولپنڈی

۳: علم التجوید/ از قاری غلام رسول صاحب لاہور

۴: The Treesure of Tajweed از قاری گلزار احمد مدنی اسلام آباد

۵: جمال القرآن حاشیہ تسہیل الفرقان از مولانا اشرف علی تھانویؒ

۶: مقدمۃ الجزریہ از علامہ شمس الدین محمد بن محمد الجزری شافعیؒ

۷: فتاوٰی رضویہ از مولانا احمد رضا خانؒ

۸: قرآن مجید تفسیر عرفان القرآن از مفتی احمد یار خان نعیمیؒ

۹: صحیح بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

۱۰: صحیح مسلم شریف از امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

۱۱: الاتقان فی علوم القرآن از علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۱۲: احیاء العلوم از امام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳: فوائد مکیہ از قاری عبدالرحمٰن مکی گولڑویؒ

۱۴: نہایت العقول المفید از شیخ محمد نصر مکیؒ

۱۵: المنح الفکریہ شرح مقدمہ جزریہ از ملا علی قاریؒ

۱۶: خلاصۂ تجوید از قاری اظہار احمد تھانوی

۱۷: ضیاء القرأت اس کی شرح تنویر المرآت

:۱۸ جامع الوقف

:۱۹ فوائد مکیہ حاشیہ تعلیقات مالکیہ از قاری عبدالمالک

:۲۰ تفسیر بیضاوی از امام بیضاویؒ

:۲۱ تحقیق لفظ ضاد از قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ حیدرآباد

:۲۲ شرح سبعہ قرأت

:۲۳ شاطبیہ: از امام المجودین امام شاطبیؒ

:۲۴ ضیاء التجوید

:۲۵ العقد الفرید

:۲۶ حرزا الامانی ووجہ الحقانی المعروف از امام ابوالقاسم بن فیرۃ بن خلف الشاطبی۔

:۲۷ الشاطبیہ شرح عنایات رحمانی از قاری فتح محمد بن اسماعیل پانی پتیؒ

:۲۸ چالیس روز تجوید کورس از قاری مشتاق احمد چشتی

:۲۹ معلم التجوید قاری محمد شریفؒ

:۳۰ تیسر التجوید، قاری عبدالخالقؒ

:۳۱ احکام الفرقان، پروفیسر رفیق احمد

:۳۲ منہاج القرآن، ڈاکٹر برحان احمد فاروقی

:۳۳ مسائل القرآن، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمیؒ

:۳۴ لغات القرآن

:۳۵ الدر مختار

مصنف کا تعارف

پیدائش: قاری گلزار احمد مدنی یکم جون ۱۹۷۹ء بروز جمعة المبارک ضلع گجرات کے گاؤں ہزارہ مغلاں میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم جناب حاجی مرزا رشید بیگ ایک متقی اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے ابتدائی تعلیم آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول ہزارہ مغلاں میں حاصل کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول کڑیانوالہ میں تعلیم حاصل کی۔

تعلیم و تدریس: حفظ القرآن دار العلوم قادریہ رضویہ جلالپور صوبتیاں سے مکمل فرمایا اور علوم دینیہ کی ابتدائی کتب اسی دار العلوم کے مہتمم مولانا محمد مہدی خان قادری سے پڑھیں ابتدائی تجوید قرأت بھی اسی دار العلوم سے پڑھی بعد ازاں آپ نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی سے تجوید و قرأت تفسیر قرآن مطالعہ حدیث عربک لینگویج اور مطالعہ اسلام کی اسناد حاصل کیں۔ النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی سے تجوید و قرأت میں سند فراغت حاصل کی راولپنڈی بورڈ سے فاضل عربی کیا جامعہ اسلامیہ نظیریہ سے درس نظامی میں سند فراغت حاصل کی اور اسی جامعہ میں بطور مدرس تجوید قرأت آٹھ سال تک پڑھایا۔ ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۲ء بیرونی ممالک میں دورے کیے فن تجوید قرأت کی خدمت فرماتے رہے۔ فیصل مسجد اسلام آباد میں تقریباً پندرہ سال اذان نماز اور تجوید و قرأت کی کلاسیں پڑھاتے رہے۔
پاکستان کے طول و عرض میں ہزاروں محافل میں تلاوت قرآن پاک اور نعت سے لوگوں کے سینے منور فرمائے، کئی غیر مسلموں نے آپ کی تلاوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں آپ کے ہزاروں تلامذہ اندرون و بیرون ملک فنِ تجوید کی خدمت میں مصروف ہیں آپ فیضان مدینہ قرأت اکیڈمی اسلام آباد کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔ آپ بیک وقت ایک بے مثل قاریٔ قرآن نعت خواں خطیب نکتہ داں شاعر اور مصنف ہیں۔

ایوارڈز: آپ کو ۱۹۹۷ کے بہترین قاریٔ قرآن کا ایوارڈ ملا۔ ۱۹۹۸ء میں ایران کی طرف سے بہترین قاری کا ایوارڈ ملا۔ ۱۹۹۹ء میں نعت ایوارڈ حاصل کیا آپ پاکستان کے مختلف ٹی وی چینلز پر تلاوت اور نعت پڑھتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین
قاری محمد زبیر۔ اسلام آباد

مصنف کی دیگر کتب

:۱	۳۱۳ بیماریوں کا روحانی اور قرآنی علاج	:۲	The Treasure of Tajweed
:۳	تین سو تیرہ نعتوں کا گلدستۂ عقیدت (زیر طبع)	:۴	گلزارِ تجوید و قرأت
:۵	کتاب العمرہ	:۶	معجزات مصطفیٰ ﷺ (زیر طبع)
:۷	نماز کا منظر	:۸	مدنی تحفۂ خواتین (زیر طبع)
:۹	۷۸۶ نعتوں کا گلدستہ عقیدت (زیر طبع)	:۱۰	فیصل مسجد حقائق و معلومات (زیر طبع)
:۱۱	آواز مظلوم (زیر طبع)	:۱۲	حج کا منظر